لغات القرآن

فہرست الفاظ

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دار الاشاعت

اردو بازار ۞ ایم اے جناح روڈ ۞ کراچی پاکستان فون: 32631861

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

مکمل

لغات القرآن

مع فہرستِ الفاظ

جلد اوّل ۔ الف

تالیف

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیما کثیرا۔

اما بعد۔ قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے سب سے پہلی ضرورت الفاظِ قرآنی کے معنی جاننے کی ہے عربی زبان میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں بڑے بڑے ائمۂ لغت زجاج، فراء، اخفش، ابو عبیدہ، ابن قتیبہ، ابو عمرو زاہد، ابن درید، ابو بکر ابن الانباری، عزیزی، راغب اصفہانی، ابوحیان اندلسی وغیرہم نے اس فن پر بیش بہا اور گراں قدر تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔

ان کتابوں میں اب امام راغب کی مفردات کے علاوہ تقریباً تمام کتابیں ناپید ہیں علامہ جلال الدین سیوطی اس کو اس سلسلہ کی بہترین کتاب بتاتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاں تک لغتِ قرآن کی تحقیق اور استناد کا تعلق ہے، یہ کتاب اپنی مثال نہیں رکھتی۔

ہماری زبان میں بھی لغاتِ قرآن پر متعدد کتابیں موجود ہیں جو عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں لیکن ضرورت اس کی تھی کہ اس موضوع پر ایک ایسی جامع، مکمل اور مستند کتاب تحقیق کی روشنی میں لکھی جائے جو قرآن مجید کے معانی اور مطالب کے سمجھنے اور حل کرنے میں ہر حیثیت سے مدد دے سکے معلوم ہے کہ اس قسم کی علمی اور تحقیقی تصنیف سے اس وقت تک اردو زبان کا دامن یکسر خالی ہے، پیشِ نظر کتاب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ مؤلف کو اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی لیکن ایک بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اردو میں اپنی نوعیت اور اپنے انداز کی یہ پہلی کتاب ہے جس کا اندازہ قارئین کتاب کے ہر صفحہ سے کرسکیں گے۔

اتمامِ فائدہ کے لئے لغاتِ قرآن کے ساتھ ساتھ الفاظِ قرآن کی فہرست بھی تیار کی گئی ہے اور اسی وجہ سے قرآنِ مجید کا ہر کلمہ اور ہر لفظ علیحدہ علیحدہ لکھنا پڑا، اور اسکی پوری کوشش کی گئی ہے کہ کوئی لفظ چھوٹنے نہ پائے۔ اردو کی دوسری کتابوں کے برخلاف مرکب الفاظ بھی نظر انداز نہیں کئے گئے کیونکہ ایسی صورت میں علاوہ اس کے کہ فہرست الفاظ ناتمام اور ناقص رہتی، لغت بھی مکمل نہیں ہوسکتا تھا۔ اردو میں علم کے معنی جاننے کے کون نہیں جانتا مگر کتنے ہیں جو عَلِمَ، عَلِمْتُ، عَلِمْتَ، عَلِمْتُمْ، عَلِمْنَا، عَلِمُوا، عَلِمْتُنَّ، عَلِمْتُمُوهُنَّ وغیرہ مشتقات اور مرکبات کے معانی بھی جانتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایک اردو داں جس طرح عَلِیْ کے معنی جانتا عَلَیْنَا کے معنی سے بھی ناواقف ہے

اس طریق کار سے کتاب گو طویل ہو گئی لیکن فائدہ بھی اسی قدر بڑھ گیا ورنہ اگر مشتقات اور مرکبات کو سرے سے نظر انداز کر دیا جاتا تو اس سے صرف وہی اشخاص نفع اٹھا سکتے جو عربی صرف و نحو اور اشتقاق کے قواعد سے واقف ہیں۔

کتاب کی تدوین کی صورت یہ ہے کہ الفاظ حروفِ معجم کی ترتیب سے لکھے گئے ہیں اور ترتیب ظاہر الفاظ کی صورت ہی پر رکھی گئی ہے، ماخذِ اشتقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا دریافت کرنا عوام کی دسترس سے باہر تھا بلکہ متوسطین کو بھی ماخذ پر پوری طرح عبور نہیں ہوتا۔

اول حرف باب ہے اور ثانی حرف فصل، پہلے لفظ لکھا گیا ہے پھر اس کا سلیس ترجمہ اب اگر وہ لفظ حرف ہے تو اس کے معانی مع امثلہ بیان کئے گئے ہیں اور اگر فعل ہے تو اس کا باب اور صیغہ پھر مزید فیہ میں تو باب ہی کو ذکر کیا گیا ہے اور مجرد میں اس کے مادہ اشتقاق کا بھی، مزید فائدہ کے لئے باب اور مادہ اشتقاق کا ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ اب اگر ایک باب کے چند مشتقات ایک ہی فصل میں مذکور ہیں تو باب اور مادۂ اشتقاق کا ترجمہ اختصار کے خیال سے نہیں دہرایا گیا بلکہ پہلے ہی لفظ کے ذیل میں جو ترجمہ لکھا گیا اسی کو کافی سمجھا ہے اور مجرد میں باب کا تعین بھی پہلے ہی لفظ کے ساتھ کر دیا گیا ہے مثلاً اَبْصِرْ، اَبْصَرَ، اَبْصَرْنَا میں صرف پہلے لفظ کے ضمن میں اِبْصَارٌ کے معنے بیان کئے ہیں اور بقیہ الفاظ کے ذیل میں صرف اِبْصَارٌ سے ان کا آنا بتایا ہے اس کا ترجمہ نہیں لکھا یا مثلاً اَبَوْا کے ضمن میں اس کا باب ضَرَبَ اور فَتَحَ سے آنا نیز مادۂ اشتقاق اِبَاءٌ کے معنی ذکر کر دئیے گئے تو اب اس فصل میں اَبَیٰ اور اَبْیَیْنَ کے ذیل میں باب کا ذکر نہیں ہوگا اور نہ اِبَاءٌ کے معنی بتائے جائیں گے بلکہ صرف اِبَاءٌ سے مشتق ہونے کا بیان ہوگا اور اگر وہ لفظ اسم ہے تو مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد بھی بتایا گیا ہے لیکن اگر قرآنِ مجید میں مفرد اور جمع دونوں مذکور ہیں، تو پھر ہر ایک کا ذکر اپنے اپنے موقع پر کیا گیا ہے، الفاظِ مرکبہ میں ضمائر کا تعین کیا گیا ہے اور ترکیب اضافی اور ترکیب توصیفی بھی بیان کی گئی ہے جہاں مناسب سمجھا تعلیلِ صرفی کی بھی تفصیل کر دی گئی ہے۔

تمام الفاظ کی ضروری تشریح اور تفصیل کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، کسی لفظ کی تشریح یا اس کے معنی کی تحقیق میں جہاں مفسرین، فقہاء اور اہلِ لغت وغیرہ کا اختلاف ہے، اس کو نقل کر کے قولِ فیصل بیان کیا گیا ہے۔ جا بجا تمام وہ مناسب فوائد قلمبند کر دئے گئے ہیں جو فہمِ قرآن میں سہولت پیدا کر سکیں چونکہ مقصد یہ ہے کہ منشا قرآن کے مطابق قرآنِ مجید کا لغت تیار ہو اس لئے محض لغت ہی کے تتبع پر اکتفا نہیں کی بلکہ کوشش کی ہے کہ ہر لفظ کے وہی معنی لکھے جائیں جس معنی میں قرآنِ مجید نے اس کا استعمال کیا ہے اور جو معنی علماءِ حق نے اس سے سمجھے ہیں۔

اسی طرح جو لفظ قرآنِ مجید میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے وہ تمام معانی بالتفصیل لکھے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس موقع پر وہ لفظ کس معنی میں مستعمل ہوا ہے، جس لفظ کی تفسیر میں کوئی مرفوع

حدیث یا کسی صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہے اسے درج کر دیا گیا ہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دیگر مشاہیر قرآن مثل فرعون، ہامان، شیطان علیہم اللعن والخذلان وغیرہ کا قرآنِ مجید میں جو جا بجا تذکرہ ہے وہ ہر شخص اس فہرست کی مدد سے دیکھ سکتا ہے، اس سلسلے میں صحیح حدیثوں اور مستند روایتوں میں جو ان کے حالات و واقعات مرقوم تھے ان کو بھی ذکر کر دیا ہے، موضوع اور جعلی روایات یا اسرائیلیات کے بیان کرنے سے حتی الوسع اجتناب کیا ہے اور جو جعلی روایات زیادہ تر مشہور تھیں ان کے موضوع اور بے اصل ہونے کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔ قصصِ قرآن جا بجا اپنے موقع پر اختصار کے ساتھ تحقیق کی روشنی میں تحریر کیے گئے ہیں، اماکنِ قرآن یعنی قرآن مجید نے جن جن مقامات کا تذکرہ کیا ہے، ان کا تعین اور ان کی ضروری تشریح و تفصیل کر دی گئی ہے۔

الفاظِ قرآن کے معانی اور ان کی تحقیق میں میرا جو کچھ سرمایہ ہے وہ بڑی حد تک امام راغب اصفہانی کی کتاب مفردات غریب القرآن ہے اور پھر تفسیر، حدیث، لغت اور جغرافیہ کی وہ تمام مستند اور متداول کتابیں جن کے حوالے جا بجا کتاب کے صفحات پر بکھرے پڑے ہیں، اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ لکھا جائے، پوری تحقیق سے لکھا جائے چنانچہ کسی آسان سے آسان لفظ کا ترجمہ بھی بغیر کتابوں کی مراجعت کے تحریر نہیں کیا گیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھے سب سے زیادہ الفاظِ قرآن کی فہرست تیار کرنے میں دقت پیش آئی اور چونکہ یہ بالکل غیر علمی کام تھا اس لئے اس کے انجام دینے سے بار بار طبیعت اکتا جاتی تھی مگر الحمدللہ یہ کام بھی پورا ہو گیا۔

عام طور پر الفاظِ قرآن کی جو فہرستیں اس وقت متداول ہیں ان میں سے بعض میں تو صرف نمبر سورت اور نمبر آیت درج ہیں اس میں ایک دقت تو یہ ہے کہ ہر شخص کو سورت کا نمبر کہاں یاد رہتا ہے، دوسرے ہندوستان میں عام طور پر جو قرآنِ مجید شائع ہوتے ہیں ان میں آیات کے نمبر لکھنے کا التزام نہیں ہوتا اور بعض میں سورت کے نام کے ساتھ دہائیوں کا حوالہ تحریر ہے مثلاً سورت کے نام کے ساتھ عشر کے ذیل میں (۹) لکھا ہو گا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سورت کے نویں عشر یعنی (۸۰) سے (۹۰) تک کی آیات میں اس لفظ کو تلاش کرنا چاہیے۔ اس صورت میں بھی وہی پہلی دقت باقی رہتی ہے، علاوہ ازیں متعدد سورتوں کے کئی کئی نام ہیں جن میں سے بعض نام عوام میں مشہور نہیں۔ بعض میں سورت کے نام کے ساتھ رکوع، آیت، پارہ اور آیت کے نمبر کا بھی حوالہ درج ہے۔

یہ فہرست اگرچہ اپنی جگہ مکمل ہے مگر اس میں دشواری یہ تھی کہ حروف کی فہرست بالکلیہ نظر انداز

کردی گئی ہے، پھر پاروں اور سورتوں کے حوالے ترتیب وار درج نہیں اور پھر تکرار زیادہ، مثلاً اَطِیْعُوْا کے متعلق حسبِ ذیل حوالے بہ ترتیب ذیل درج ہیں، آلِ عمران، نور، نساء، انفال، آلِ عمران، طٰہٰ، مائدہ، تغابن، آلِ عمران، نوح، بلاشبہ فہرست نگار نے جس مقصد کو سامنے رکھ کر اس فہرست کو مرتب کیا ہے اس کے پیشِ نظر یونہی ہونا چاہیے تھا مگر ظاہر ہے کہ مؤلف کے لئے اس کی پیروی مشکل تھی۔

میں نے فہرست کے سلسلہ میں یہ کیا ہے کہ ہر لفظ کے متعلق پارہ اور رکوع کا حوالہ دیا ہے، علامت پارہ کے لئے (پ) کا نشان لکھا ہے (پ) کے اوپر پارہ کا عدد مرقوم ہے اور نیچے رکوع پارہ کا، اس طرح کی ایک فہرست نجوم القرآن جدید کے نام سے عرصہ ہوا لاہور سے شائع ہوئی تھی مگر اس میں کمی یہ تھی کہ مرتب کے اس ادعا کے باوجود کہ "ہر ایک لفظ متجانس الشکل کو جدا جدا دکھایا گیا ہے" اکثر مقامات میں تجنیسِ خطی بدستور باقی ہے، بعض الفاظ سرے سے مذکور ہی نہیں جیسے 'ایسنٌ' وغیرہ، اسی طرح مرکبات کے علیحدہ حوالے دینے کا بھی التزام نہیں کیا گیا چنانچہ پہلے ہی لفظ کے سلسلہ میں جو حوالے مرقوم ہیں وہ ملاحظہ ہوں، آبَا ۱۲/۲ ۱۳/۲، ۲۲/۳، ۳/۵، ۲۲/۵ دیکھنے والا یہ خیال کرے گا کہ یہ سب ایک لفظ کے حوالے ہیں حالانکہ اس میں حسبِ ذیل الفاظ کے حوالے مندرج ہیں، اَبَا ۱۳/۳ ۲۲/۳ آبَآءَ ۳/۵ آبَا کُمْ ۴/۳ اَبَانَا ۱۲/۲ ۱۳/۵ آبَاءَہُ ۱۳/۲ ظاہر ہے آبَّا تو مستقل لفظ ہی علیحدہ ہے جس کے معنی بھی جدا ہیں لیکن محض تجنیسِ خطی کی بنا پر اس کا حوالہ یہاں دیا گیا ہے۔

اور بقیہ مرکب الفاظ ہیں جنکو علیحدہ علیحدہ لکھنے کی صورت میں ہر حوالہ کو قرآن مجید سے نکال کر جدا جدا لکھنا پڑا ان حوالوں کا ایک ایک کر کے نکالنا اور ان کو مرتب کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا اس لئے اس سلسلہ میں جو کچھ محنت اور جانفشانی کرنی پڑی ہے اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

چونکہ ہماری کتاب میں فہرست کی بنا پاروں اور پاروں کے رکوعوں پر رکھی گئی ہے اس لئے ہر پارہ کے پہلے رکوع کی ابتدا اس کے شروع سے مقرر کی ہے اب اگر پارہ کے ختم پر رکوع بھی ہو جاتا ہے تو خیر ورنہ جتنی آیتیں اس کے اخیر میں مذکور ہیں، ان کو ایک مستقل علیحدہ رکوع قرار دیکر اس کا نمبر شمار لکھدیا گیا ہے مثلاً پہلے پارہ کے سولہ رکوع ہیں اور سولہویں ہی رکوع پر وہ ختم بھی ہو جاتا ہے اور دوسرے پارہ کے بھی سولہ ہی رکوع ہیں مگر وہ سولہویں رکوع پر ختم نہیں ہوتا بلکہ چند آیات کے بعد ختم ہوتا ہے تو ہم نے ان آیتوں کو فہرست کی ترتیب کے لئے ایک جدا رکوع قرار دیا ہے اس لئے جو لفظ ان آیتوں میں مذکور ہوگا اس کے حوالہ کے لئے درج ہوگا، پ ۲/۱۷ یعنی وہ دوسرے پارہ کے سترہویں رکوع میں ہے۔

جہاں تک ہو سکا کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کا نفع زیادہ سے زیادہ حد تک عام ہو، امید ہے کہ انشاء اللہ

تعالیٰ عوام کے لئے الفاظ کا ترجمہ متوسطین کے لئے ماخذ ، اشتقاق ، صیغوں کا تعین اور معانی کی ضروری تشریح و تفصیل اور خواص کے لئے اس کے علمی مباحث دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ ایک مدرس اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر قرآن مجید کا درس دے سکتا ہے۔ ایک طالب علم اس کے ذریعہ استاد کے دئے ہوئے قرآنی سبق کو اچھی طرح یاد کر سکتا ہے اور ایک عام آدمی اس کے مطالعہ سے اپنی فہم کے مطابق قرآن مجید کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

ہم نے بہت سے انگریزی فارسی تعلیم یافتہ اصحاب کو دیکھا ہے جن کا مذہبی جذبہ انکو قرآن مجید کیطرف متوجہ کرتا ہے، وہ اسکو عربی میں سمجھنا بھی چاہتے ہیں اور اس غرض سے عربی زبان کے حاصل کرنیکی ان کے دل میں خواہش بھی ہوتی ہے مگر بڑی عمر میں دوسری زبان سیکھ لینے کا حوصلہ ہر شخص کو نہیں ہوتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو ایک ہفتہ ماضی مضارع کی عربی گردانوں کے یاد کرنے پر صرف ہوئے کہ طبیعت اکتا گئی، جی چھوٹ گیا اور عربی سیکھنے کا سارا جوش فرد ہو کر رہ گیا، یہ لوگ دوسری زبانوں کی قواعد سے بھی کسی نہ کسی حد تک ضرور واقف ہوتے ہیں اس لئے الفاظ کے متعلق وہ ضروری تشریح و تفصیل جو کتاب میں درج ہے اگر ان حضرات کے ذہن نشین ہو جائے تو امید ہے کہ عربی ہی میں قرآن مجید کے سمجھنے کا سلیقہ پیدا ہو جائے گا۔

جو کچھ اور جیسا کچھ بن آیا ہدیۂ ناظرین ہے، یقیناً اس میں بہت سی کوتاہیاں بھی رہی ہونگی اور فرو گذاشتیں بھی کہ ع ہیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس حقیر سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اصلاح و توبہ کی توفیق بخشے، آمین آمین یارب العالمین۔

عبدالرشید نعمانی

عرضِ ناشر

لغات القرآن عرصہ دراز سے نایاب تھی، قرآنِ پاک کا تحقیقی مطالعہ کرنیوالے حضرات کے مسلسل مطالبہ کے پیش نظر یہ کتاب انتہائی محدود تعداد میں شائع کی جا رہی ہے، اس کی اشاعت میں کسی مالی فائدہ کی بجائے علم دین کی خدمت کو مدِ نظر رکھا گیا ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الالف

فصل الالف

ا۔ کیا۔ خواہ۔ بھلا۔ یہ اگر متحرک ہو تو اس کو ہمزہ کہتے ہیں، ورنہ الف۔ جو الف یا ہمزہ کہ بامعنی ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو شروع کلام میں آتا ہے، دوسرا وہ جو وسط کلام میں واقع ہو تیسرا وہ جو آخر کلام میں آئے۔

جو الف کہ شروع کلام میں آتا ہے اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) الف استخبار جس سے کسی چیز کے متعلق کوئی خبر دریافت کی جائے خواہ بصورت استفہام یعنی بطور سمجھنے کے ہو جیسے أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا (کیا آپ زمین پر اس شخص کو خلیفہ بنائیں گے جو اس میں فساد برپا کرے) خواہ بصورت تہدید یعنی زجر و توبیخ کے لئے جیسے آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ (اب تو کہنے لگا حالانکہ پہلے سے نافرمانی کرتا رہا) یا تسویہ یعنی دو چیزوں کے درمیان برابری ثابت کرنے کے لئے جیسے ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (آپ ان کو ڈرائیے یا نہ ڈرائیے وہ ایمان لانے کے نہیں) یا استہزاء کے لئے جیسے أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا (کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھایا ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی پرستش کرتے آئے انہیں ہم چھوڑ بیٹھیں) یا استبطاء یعنی مہلت دینے کے لئے جیسے أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ (کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لئے کہ گڑگڑائیں

ان کے دل اللہ کی یاد سے (یعنی ابھی گڑگڑانے کے لئے مہلت باقی ہے؟

واضح رہے کہ الفِ استفہام جب اثبات پر داخل ہوتا ہے تو اسے نفی بنا دیتا ہے کیونکہ جب کسی شے کے متعلق اثبات کا سوال ہوا تو اس کی نفی پہلے سے ثابت ہوئی جب ہی تو اس کے ثبوت کو دریافت کیا جا رہا ہے اور جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اسے اثبات میں بدل دیتا ہے کیونکہ یہ جب نفی پر داخل ہو تو نفی کی نفی ہوئی اور نفی کی نفی اثبات ہے جیسے أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ (کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم یعنی ضرور ہے۔

(۲) وہ الف جو نفسِ کلام کے متعلق خبر دیتا ہے جیسے أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ (کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے)

(۳) الفِ امر خواہ قطعی ہو یا وصلی جیسے أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ (ہم پر آسمان سے بھرا ہوا خوان نازل فرما) ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (اے رب میرے لئے بہشت میں ایک گھر اپنے پاس بنا دے)۔

(۴) وہ الف جو لامِ تعریف کے ساتھ آتا ہے اور جس پر داخل ہوتا ہے اس کو معرفہ بنا دیتا ہے جیسے يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ (اے قید خانے کے ہر دو رفیقو) کہ یہاں السجن سے ایک خاص قید خانہ مراد ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔

جو الف کہ وسطِ کلام میں آتا ہے وہ تثنیہ کا الف ہے اور بعض جمعوں میں بھی آتا ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ اور مَسَاكِين

الف تانیث جیسے حُبْلیٰ (حاملہ عورت) بَيْضَاءُ (سفید عورت) اور تثنیہ کا الف ضمیر جیسے اِذْهَبَا یہ دونوں آخر کلام میں واقع ہوتے ہیں۔

تَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا، وَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا وغیرہ آیات میں الظُّنُونَا اور السَّبِيلَا وغیرہ میں جو الف ہے یہ بامعنی نہیں بلکہ محض اصلاحِ لفظ اور اشباع کے لئے ہے جس طرح کہ بعض اشعار کے آخر میں ہوا کرتا ہے۔

فصل الباء الموحدہ

أَبًا باپ۔ اَبٌ باپ کو اور ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ایجاد یا ظہور یا اصلاح کا سبب ہو۔ ۲۴ ۲۴

آبَاءٌ۔ باپ دادا اور چچا۔ اب کی جمع ہے جس کے معنی باپ کے ہیں۔ جمع میں اس کے مفہوم میں دادا اور چچا بھی داخل ہوتے ہیں۔ پ۱

أَبًّا ۔ جانوروں کے کھانے کی گھاس اور چارہ کو کہتے ہیں لیکن وہ کونسی گھاس اور کونسا چارہ ہے اور اس کی کیا شکل و صورت ہے اس کے تعین میں اہلِ لغت کے متعدد اقوال ہیں مفسرین سلف میں سے مجاہد، حسن بصری، قتادہ اور ابن زید کا بیان ہے کہ انسانی غذا میں فواکہ (میوے) کا جو درجہ ہے چرندوں کی خوراک میں وہی حیثیت اس کی ہے[۱]۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب اس کے تعین کے متعلق سوال ہوا تو فرمانے لگے ای سماء تظلنی وای ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب اللہ ما لا اعلم انرجہ ابوعبید فی فضائلہ وعبد بن حمید کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا اور کونسی زمین مجھے اپنے اوپر رہنے دیگی جب کہ میں کتاب اللہ کی تفسیر میں ایسی بات کہدوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اَبّ کیا ہے پھر خود ہی فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ اس کے تعین کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے[۲]۔ اس سے تفسیر قرآن کے متعلق صحابہ کرام اور سلف صالحین کی انتہائی احتیاط کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہمارا یہ زمانہ ہے کہ ہر منکرِ حدیث اور عمل بالقرآن کا دعویدار جو چاہتا ہے بلا تکلف اپنی طرف سے قرآن مجید کے معنی بیان کردیتا ہے۔ اَبّ کی جمع اَوُبّ آتی ہے۔ ب ب

أَبَابِيلَ ۔ جھنڈ کے جھنڈ، پرے کے پرے۔ ابوعبیدہ نے تصریح کی ہے کہ متفرق جماعت کو ابابیل کہتے ہیں چنانچہ عرب والے بولتے ہیں جاءت الخیل ابابیل من ھھنا وھھنا (ادہر اور اُدہر سے سواروں کے پرے کے پرے آئے) اس کا واحد آتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں ۔ اخفش اور فراء کا بیان ہے کہ جس طرح شماطیط اور عبادید کا واحد نہیں آتا ویسے ہی اس کا بھی واحد نہیں آتا، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا واحد آتا ہے چنانچہ ابوجعفر رواسی نے جو لغت میں ثقہ اور معتبر خیال کیا جاتا ہے تصریح کی ہے کہ اس نے ابابیل کا واحد اِبَّالَۃ سُنا ہے۔ کسائی کا بیان ہے کہ عجول اور عجاجیل کی طرح میں نحویوں کو ابول اور ابابیل بولتے ہوئے سُنتا تھا۔ فراء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص دینار

[۱] تفسیر ابن کثیر ج۔ ۱۰ ص ۳۰ طبع مصر ۱۲ [۲] بر حاشیہ فتح البیان ۱۲ [۳] ان دونوں حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۳ ص ۴۷ طبع مصر

اور دنانیر کی طرح اس کا واحد اِبْنَالٌ بتائے تو درست ہو سکتا ہے[1]۔ [illegible]

اَبَارِیقَ. لوٹے۔ جگ۔ اِبْرِیْقٌ کی جمع ہے جس کے معنے لوٹے اور جگ کے ہیں۔ آب ریز کا معرب ہے [illegible]

اٰبَآئِکَ تیرے باپ دادا اور چچا۔ اس جگہ اٰباء کے مفہوم میں چچا بھی داخل ہیں۔ اٰبَآءِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اٰبَآئُکُمْ. تمہارا باپ۔ اٰبَآ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]۔

اٰبَآؤُکُمْ. تمہارے باپ دادا۔ اٰبَآؤُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible] اٰبَآءَکُمْ [illegible]۔

اٰبَآئُنَا. ہمارا باپ۔ اٰبَآ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]۔

اٰبَآؤُنَا. ہمارے باپ دادا۔ اٰبَآءُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible] اٰبَآءَنَا [illegible]

اٰبَاہُ. اس کا باپ۔ اٰبَا مضاف ہُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اٰبَآؤُھُمْ. ان کے باپ دادا۔ اٰبَآءُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible] اٰبَآءَھُمْ [illegible]

اٰبَآئِھِنَّ. ان عورتوں کے باپ دادا۔ اٰبَآءِ مضاف ھِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اٰبَآئِیْ. میرے باپ دادا۔ اٰبَآءِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ [illegible]۔

اَبَتِ. اے باپ لفظ (اب) پکارنے کے وقت ت زیادہ کر دیتے ہیں [illegible]

اِبْتَدَعُوْھَا. انہوں نے اس کو اپنے آپ گھڑ لیا۔ (اِبْتَدَعُوْا۔ اِبْتِدَاعٌ سے جس کے معنی دین میں نئی بات نکالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب [illegible]

اَبْتَرُ. دم کٹا۔ جس کی اولاد نہ ہو۔ جس کا ذکر باقی نہ رہے بَتْرٌ سے۔ صفت مشبہ کا صیغہ۔ [illegible]

اِبْتَغِ. تو تلاش کر۔ اِبْتِغَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اِبْتِغَاءٌ. چاہنا۔ تلاش کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے

[1] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۴۴ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

ابتغاء سخت کوشی کے لیے مخصوص ہے اگرچہ مقصد کے لیے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم ہے

اِبْتِغَاءَ كُمْ۔ تمہارا تلاش کرنا۔ اِبْتِغَاءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اِبْتَغُوْا۔ تم تلاش کرو۔ چاہو۔ اِبْتِغَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِبْتَغَوْا۔ انھوں نے چاہا۔ تلاش کیا۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِبْتَغٰى۔ اس نے چاہا۔ تلاش کیا۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَبْتَغِيْ میں چاہوں۔ تلاش کروں۔ اِبْتِغَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔

اِبْتَغَيْتَ۔ تو نے چاہا۔ اِبْتِغَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِبْتَلُوْا۔ تم آزماؤ۔ اِبْتِلَاءٌ سے جس کے معنی آزمانے اور امتحان لینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اِبْتَلٰى۔ اس نے آزمایا۔ امتحان لیا اِبْتِلَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ابتلاء و آزمائش کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ امتحان لینے والا اس شخص کی لیاقت و صلاحیت سے پوری طرح باخبر ہو جائے دوسرے یہ کہ اس کی لیاقت و صلاحیت کا تو ممتحن کو پوری طرح علم ہو مگر دوسروں کی نظر میں اس کی حالت کا پیش کرنا منظور ہو کہ وہ کس قابلیت و صلاحیت کا مالک ہے، قرآن مجید میں ابتلاء کی نسبت جب اللہ عزوجل کی طرف ہو تو دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں

اُبْتُلِيَ۔ وہ آزمایا گیا۔ اِبْتِلَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِبْتَلٰهُ۔ اس کو آزمایا۔ اِبْتَلٰى ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

اَبْحُرٌ۔ سمندر بَحْرٌ کی جمع ہے۔ بحر سمندر کو کہتے ہیں

اَبَدًا۔ ہمیشہ۔ زمانہ مستقبل غیر محدود۔

اُبَدِّلَهٗ میں اس کو بدل دوں۔ تَبْدِيْلٌ سے جس کے معنی بدل ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اَبْرَارٌ۔ نیک لوگ۔ بَرٌّ اور بَارٌّ کی جمع جس کے معنی نیک کے ہیں

اِبْرَاهِیْم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے مقدس رسول اور ہمارے نبی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد اور بجز آپ کے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ بحالت تشہد نماز میں درود کے وقت آپ کا بھی نام لینے کا حکم دیا گیا حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان پر آپ کو اس حال میں پایا تھا کہ بیت المعمور سے آپ اپنی پشت کا تکیہ کئے ہوئے تھے۔[1] آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح فرماتے ہوئے کیا تھا۔[2] صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائیگا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو یا خیر البریہ سے خطاب کیا تو آپ نے فرمایا وہ ابراہیم تھے شفاعت کی طویل حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ اکٹھے ہو کر حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کے بعد حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کرانے کے لئے درخواست کرینگے تو آپ فرمائیں گے کہ اس کام کے لئے میں نہیں تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ یہ حدیث صحیحین میں مذکور ہے۔[3] آپ کی ولادت باسعادت ملک بابل کے شہر اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ہوئی عام مورخین کے بیان کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت سام بن نوح سے ملتا ہے لیکن ان کا بیان قیاس و تخمین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سلسلۂ نسب کے بارے میں اس یقین کے باوجود کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں عدنان سے اوپر کے سلسلہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کذب النسابون (نسب بیان کرنیوالے ناموں کی تعیین میں غلط بیانی سے کام لیا ہے) جب حضرت ابراہیم سے نیچے کے متعلق یہ حال ہے تو اوپر کے سلسلہ کے متعلق کیا کہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسرا۔ [2] صحیح بخاری باب المعراج۔ [3] ایضاً کتاب الانبیا باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ [4] مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔

جا سکتا ہے حلیہ مبارک کے متعلق حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اما ابراھیم فانظروا الی صاحبکم[1] (اگر ابراہیم کو دیکھنا چاہو تو اپنے صاحب (یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو) حضرت ابراہیم کی قوم بت پرستی کے ساتھ ساتھ کواکب پرستی بھی کرتی تھی آپ نے بعثت کے بعد سب سے پہلے اپنے باپ آزر کو حق کی تبلیغ کی پھر اپنی قوم کو سمجھایا پھر بادشاہ وقت نمرود سے مناظرہ کیا اور توحید کے دلائل بیان کرکے اس کو ششدر کر دیا۔ مگر بدبختوں نے ایک نہ سنی اور سوائے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے پیارے بھتیجے حضرت لوط کے اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ قوم نے ہر طرح آپ کو ستانے اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی یہاں تک کہ ظالموں نے آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذلیل کرکے آگ کو آپ کے لئے برد و سلام کر دیا۔ مسند ابی یعلی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوعاً مروی ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے اللھم انک فی السماء واحد وانا فی الارض واحد اعبدک[2] (اے اللہ بلا شبہ تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں تیرا اکیلا پرستار ہوں) آخر حضرت نے تنگ آکر وہاں سے ہجرت کی اور فرات کے غربی کنارے کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے کچھ دنوں کے بعد یہاں سے حران، حران سے فلسطین اور فلسطین سے نابلس غرض اسی طرح تبلیغ کرتے کرتے مصر پہنچے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت لوط علیہ السلام سفر میں ہمرکاب تھے یہاں شاہ مصر نے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دیا اب آپ نے اللہ تعالیٰ سے فرزند کے متعلق دعا مانگی اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تولد ہوئے اس پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر جہاں آج خانہ کعبہ ہے وہاں تشریف لائے اور اس جگہ ایک جھنڈ درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا و کتاب اللباس باب الجعد، و صحیح مسلم کتاب الایمان

[2] البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ا ص ۱۴۰ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

ان کو چھوڑ گئے اور خود فلسطین میں مقیم رہے مگر بار بار مکہ میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے تذکرہ کیا اور دونوں باپ بیٹوں کے مقدس ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر ہوئی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۰ سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ختنہ کا حکم دیا۔ حضرت نے اس کی تعمیل کی۔ جب آپ کی عمر سو سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہؓ کے بطن سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی حضرت ابراہیمؑ کی وفات ۱۷۵ سال کی عمر میں واقع ہوئی اور مدینۃ الخلیل میں تدفین عمل میں آئی آپ کی پیغمبرانہ سیرت کا تذکرہ قرآن عظیم میں جابجا نہایت تفصیل سے مذکور ہے۔ آپ کا شمار انبیاء اولوالعزم میں ہے یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کو پیغمبر اور مقتدا مانتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَبْرَحُ۔ میں پھروں گا، پھرتا ہوں (ہٹتا ہوں) بَرْحٌ سے جس کے معنی کسی جگہ سے ہٹنے اور پلٹنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ [illegible]

اَبْرَصَ۔ کوڑھی۔ برص ایک مشہور مرض ہے [illegible]

اَبْرَمُوْا۔ انہوں نے مضبوط ارادہ کیا۔ اِبْرَامٌ سے جس کے معنی کسی کام کے مضبوط کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اُبْرِئُ۔ میں اچھا کر دیتا ہوں۔ اِبْرَاءٌ سے جس کے معنی ہر بری چیز مرض وغیرہ سے بری کرنے اور نجات دلانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے [illegible]

اُبَرِّئُ۔ میں بری کرتا ہوں یا کروں گا۔ تَبْرِئَۃٌ سے جس کے معنی بری کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اُبْسِلُوْا۔ گرفتار کئے گئے۔ اِبْسَالٌ سے۔ جس کے معنی بغلبہ و قہر گرفتار کرنے اور محروم کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اَبْشِرُوْا۔ تم کو خوش خبری ہو۔ اِبْشَارٌ سے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَبْصَارٌ۔ آنکھیں اور بینائیاں۔ بصر کی جمع ہے۔ بصر آنکھ اور بینائی دونوں کو کہتے ہیں اور بینائی بھی آنکھ کی ہو یا دل کی دونوں کو بصر کہا جا سکتا ہے [illegible]

ـــــ
۵ تفصیل کے لئے دیکھیے "قصص القرآن" مطبوعہ ندوۃ المصنفین

اَبْصَارُکُمْ۔ تمہاری آنکھیں یا تمہاری بینائیاں اَبْصَارٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے۔

اَبْصَارُنَا۔ ہماری نگاہیں۔ اَبْصَارُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ہے۔

اَبْصَارُهَا۔ ان کی بینائیاں ھَا ضمیر قلوب کی طرف لوٹتی ہے۔ اَبْصَارُ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ہے۔

اَبْصَارُهُمْ۔ ان کی نگاہیں یا ان کی آنکھیں۔ اَبْصَارُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اَبْصَارُهُنَّ۔ ان عورتوں کی نظریں۔ ان کی آنکھیں۔ اَبْصَارُ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ہے۔

اَبْصِرْ۔ دیکھتا رہ (انتظار کر) اِبْصَارٌ سے جس کے معنے دیکھنے اور دکھلانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ابصار کا استعمال زیادہ تر دل سے دیکھنے کے متعلق ہوتا ہے۔

اَبْصَرَ۔ اس نے دیکھ لیا۔ اس نے بصیرت حاصل کی۔ اِبْصَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

اَبْصِرْ بِهٖ۔ کیا عجیب دیکھتا ہے فعل تعجب ہے۔

اَبْصَرْنَا۔ ہم نے دیکھ لیا۔ ہم نے بصیرت حاصل کی اِبْصَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔

اَبْصِرْهُمْ۔ ان کو دیکھتا رہ۔ اَبْصِرْ اِبْصَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اِبْعَثْ۔ تو بھیج (فتح) بَعْثٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اٹھا کھڑا کرنے اور سامنے کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ بَعْثٌ کی دو قسمیں ہیں ایک بشری دوسری الٰہی۔ اگر اس کی نسبت فاعل انسان کی طرف ہو تو اس کو بشری کہیں گے۔ جیسے ایک شخص کا کسی دوسرے شخص کو روانہ کرنا اور بھیجنا اور اگر خدا کی طرف سے ہو تو اس کو الٰہی کہا جائے گا اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا، دوسری قسم کی مثال مُردوں کو جلانا ہے۔ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس صفت سے اپنے ممتاز بندوں کو بھی سرفراز فرماتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

اُبْعَثُ۔ مجھے اٹھایا جائے گا۔ بَعْثٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اِبْعَثُوْا۔ تم بھیجو۔ بَعْثٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَبْغِیْ۔ میں تلاش کروں (ضَرَبَ) بَغْیٌ سے مضارع کا
صیغہ واحد متکلم۔ بَغْیٌ کے معنی اصل میں میانہ روی سے
بڑھنے کی خواہش کرنے کے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں
ایک محمود جیسے عدل کی بجائے احسان کرنا اور فرائض
کے علاوہ نوافل کا بھی پابند رہنا۔ دوسرے مذموم جیسے
حق سے تجاوز کرکے باطل کو اختیار کرنا یا شبہات میں پڑنا
قرآن عظیم میں اکثر مواقع پر بغی کا استعمال مذموم
معنی میں ہی ہوا ہے

اَبْغِیْکُمْ۔ میں تمہارے لئے تلاش کروں۔ اس میں
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

اَبَقَ۔ وہ بھاگا۔ (نَصَرَ، ضَرَبَ، سَمِعَ) اِبَاقٌ سے جس کے
معنی غلام کے بھاگنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَبْقٰی۔ دیر تک رہنے والا۔ سدا باقی رہنے والا۔ بَقَاءٌ سے
جس کے معنی باقی رہنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ،
یہ لفظ جب اللہ کی صفت ہوگا تو اس کے معنی
سدا باقی رہنے والے کے ہوں گے ورنہ دیر تک رہنے
والے کے۔

اَبْقٰی۔ اس کو باقی چھوڑا۔ اِبْقَاءٌ سے جس کے معنی باقی
چھوڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِبْکَارٌ۔ صبح۔ بروزن اِفْعَالٌ اسم ہے

اَبْکَارًا۔ کنواریاں۔ بِکْرٌ کی جمع ہے بکر کنواری لڑکی کو
کہتے ہیں

اَبْکَمُ۔ مادر زاد گونگا۔ بَکَمٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ

اَبْکٰی۔ اس نے رلایا۔ اِبْکَاءٌ سے جس کے معنی رلانے کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِبِلٌ۔ اونٹ۔ اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لئے
بولا جاتا ہے مگر نہ جمع ہے نہ اسم جمع

اِبْلَعِیْ۔ تو نگل جا (فَتَحَ) بَلْعٌ سے جس کے معنی نگلنے کے
ہیں امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر

اَبْلُغَ۔ میں پہنچ جاؤں (نَصَرَ) بُلُوْغٌ سے جس کے معنی
کسی شے تک پہنچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اَبْلَغْتُکُمْ۔ میں نے تم کو پہنچا دیا۔ اَبْلَغْتُ۔ اِبْلَاغٌ سے
جس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

اُبَلِّغُکُمْ۔ میں تم کو پہنچاتا ہوں۔ اُبَلِّغُ۔ تَبْلِیْغٌ سے جس کے
معنی پہنچانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر

أَبْلَغُوا۔ انہوں نے پہنچایا۔ اِبْلَاغٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے ۲۹/۱۲

أَبْلِغْهُ۔ اس کو پہنچا دے۔ أَبْلِغْ۔ اِبْلَاغٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

إِبْلِيسُ۔ شیطان کا نام ہے۔ بروزن اِفْعِيْلٌ اِبْلَاسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی سخت ناامیدی کے باعث غمگین ہو کر ششدر و متحیر ہو جانے کے ہیں چونکہ شیطان رحمت حق سے ناامید ہے اس لئے اس کا نام ابلیس ہوا لیکن علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورۂ مریم میں لفظ ادریس پر بحث کرتے ہوئے تصریح کی ہے کہ ابلیس عجمی لفظ ہے اور اس کا اشتقاق ابلاس سے بتانا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف ہونے کے لئے تو اسباب منع صرف میں سے کم از کم دو سبب یا وہ ایک سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو پایا جانا ضروری ہے اور ابلاس سے مشتق ہونے کی صورت میں اس میں بجز علمیت کے کوئی دوسرا سبب پایا نہیں جاتا لہٰذا غیر منصرف ہونا اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے[1]۔ مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابلیس کا تخت سمندر میں ہے وہ روزانہ اپنے لشکر کی ٹکڑیاں بھیجتا رہتا ہے تاکہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں جو جتنا زیادہ لوگوں میں فتنہ پھیلاتا ہے اتنا ہی زیادہ ابلیس کے نزدیک اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ مسند مذکور میں حضرت جابرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن صیاد سے (جو شیطانی خلل میں گرفتار ہو کر دعاوی باطلہ کا مدعی تھا) دریافت فرمایا کہ تو کیا دیکھتا ہے، تو کہنے لگا مجھے سمندر پر ایک تخت بچھا ہوا نظر آتا ہے جس کے گرداگرد سانپ ہی سانپ ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس نے سچ کہا وہ ابلیس کا تخت ہے[2]۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لفظ شیطان) ۲/۳۴ ۷/۱۱ ۱۵/۳۱ ۱۵/۳۲ ۱۷/۶۱ ۱۸/۵۰ ۲۰/۱۱۶ ۲۶/۹۵ ۳۴/۲۰ ۳۸/۷۴ ۳۸/۷۵۔

اِبْنٌ۔ بیٹا ۲/۱۷۷ ۲/۲۱۵ ۳/۴۵ ۴/۱۵۷، ۴/۱۷۱، ۵/۱۷، ۵/۱۷، ۵/۲۷، ۵/۴۶، ۵/۷۲، ۵/۷۵، ۵/۷۸، ۵/۱۱۰، ۵/۱۱۲، ۵/۱۱۴، ۵/۱۱۶ ۷/۱۵۰ ۸/۴۱ ۹/۳۰ ۹/۳۱ ۹/۶۰ ۱۱/۴۲ ۱۱/۴۵ ۱۲/۸۱ ۱۷/۲۶ ۱۹/۳۴ ۲۰/۹۴ ۲۳/۵۰ ۳۰/۳۸ ۳۳/۷ ۴۳/۵۷ ۵۹/۷ ۶۱/۶ ۶۱/۱۴

اِبْنِ۔ تو بنا (ضَرَبَ) بِنَاءٌ سے جس کے معنی بنانے اور تعمیر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۸/۳۸ ۶۶/۱۱

اِبْنُ السَّبِيْلِ۔ مسافر۔ ابن السبیل کے لفظی معنی

---

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۴۳ طبع مصر ۱۳۰۸ھ۔ [2] البدایہ والنہایہ مصنفہ حافظ ابن کثیرؒ ج ۱ ص ۶۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

راستے کے بیٹے ہیں چونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے اس لئے اسے ابن السبیل کہتے ہیں [illegible]

اَبْنَاءٌ۔ بیٹے۔ اِبْنٌ کی جمع ہے [illegible]

اَبْنَاءَكُمْ۔ تمہارے بیٹے اَبْنَاءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَ اُمَّ۔ ماں کا جنا۔ ماں جایا بھائی۔ اِبْنَ مضاف اُمّ مضاف الیہ۔ [illegible]

اَبْنَاءَنَا۔ ہمارے بیٹے۔ اَبْنَاءَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اَبْنَاءَهُمْ۔ ان کے بیٹے۔ اَبْنَاءَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَبْنَاءِهِنَّ۔ ان عورتوں کے بیٹے۔ اَبْنَاءِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَتٌ۔ بیٹی۔ اِبْنٌ کی مونث [illegible]

اِبْنَتَيَّ۔ میری دو بیٹیاں۔ ی متکلم کی ہے اِبْنَتَيَّ اصل میں اِبْنَتَيْنِ تھا اِبْنَةٌ کا تثنیہ۔ یا متکلم کی طرف اضافت کے سبب سے نون گر پڑا۔ [illegible]

اِبْنَكَ۔ تیرا بیٹا۔ اِبْنُ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اِبْنُوْا۔ تم بناؤ۔ بِنَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِبْنَهٗ۔ اس کا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَهَا۔ اس عورت کا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف۔ هَا ضمیر واحد مونث غائب۔ مضاف الیہ [illegible]

اِبْنِيْ۔ میرا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ [illegible]

اِبْنَيْ اٰدَمَ۔ آدم کے دو بیٹے۔ نہ تو قرآن عظیم میں ان دونوں کے نام مذکور ہیں اور نہ حدیث شریف میں، البتہ تورات میں قاتل کا نام قابیل اور مقتول کا ہابیل لکھا ہے قرآن عظیم میں سورہ مائدہ میں ان کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔ صحیحین، مسند احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب بھی کوئی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس خون کا اتنا ہی گناہ آدم کے اس پہلے بیٹے پر ہوتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص جس نے اس قتل کی راہ نکالی۔ مسند احمد، ابوداؤد، اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

مروی ہے کہ فتنۂ عہد عثمانی کے موقع پر انھوں نے بیان کیا، میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھنے والا ہے جس میں بیٹھنے والا شخص کھڑے ہونے والے کو اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا کہ اس صورت میں آپ کی کیا رائے ہے جبکہ کوئی میرے گھر میں ہی آگھسے اور مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھادے تو آپ نے فرمایا کہ تم آدم کے بیٹے کی طرح بن جاؤ۔ ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور مسلم ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث کو یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ کن کخیر ابنی آدم (آدم کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح بن جاؤ) [1]

اَبَوْا۔ انھوں نے سختی سے انکار کیا۔ (ضرب۔ فتح) اِبَاءٌ سے جس کے معنی سختی سے انکار کرنے کے ہیں یا سختی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اگر انکار میں سختی نہ ہو تو اِبا نہیں ہے۔ [illegible]

اَبْوَاب۔ دروازے۔ بَابٌ کی جمع ہے جس کے معنی دروازے کے ہیں [illegible]

اَبْوَابُهَا۔ اس کے دروازے اَبْوَابٌ مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَبَوَاهُ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَا اصل میں اَبَوَانِ تھا، اَبٌ کا تثنیہ ہ ضمیر واحد مذکر غائب کی طرف اضافت کے سبب ن گر گیا [illegible]

اَبُوْكِ۔ تیرا باپ۔ اَبُوْ مضاف كِ ضمیر واحد مونث حاضر مضاف الیہ [illegible]

اَبُوْنَا۔ ہمارا باپ۔ اَبُوْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ [illegible]

اَبُوْهُمْ۔ ان کا باپ۔ اَبُوْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَبُوْهُمَا۔ ان دونوں کا باپ، اَبُوْ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَبَوَيْكَ۔ تیرے دونوں باپ دادا۔ اَبَوَيْ اصل میں اَبَوَيْنِ تھا۔ اَبٌ کا تثنیہ۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن گر گیا [illegible]

---

[1] ان سب حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۲

اَبَوَيْكُمْ۔ تمہارے ماں باپ۔ اَبَوَيْ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۸

اَبَوَيْهِ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَيْ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۲ س۵

اَبٰى۔ اس نے سخت انکار کیا۔ اِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَبَوَا) پ۱ پ۱۰ پ۱۵ پ۱۶

اَبِيْ۔ میرا باپ۔ اَبٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۹

اَبْيَضُ۔ سفید۔ بَيَاضٌ سے جس کے معنی سفیدی کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ سے مراد سپیدۂ سحری ہے

اِبْيَضَّتْ۔ سفید ہو گئیں، دمکنے لگیں۔ اِبْيِضَاضٌ سے جس کے معنی سفید ہونے اور دمکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے قصہ میں آنکھوں کے سفید ہونے کے معنی ہیں اور دوسری جگہ چہروں کے دمکنے اور روشن ہونے کے ہیں

اَبِيْكُمْ۔ تمہارا باپ۔ اَبٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۲ پ۱۳ پ۲۳

اَبِيْ لَهَبٍ۔ یہ عبد العزیٰ بن عبد المطلب کا لقب ہے اس کی کنیت ابو عتبہ ہے۔ ابولہب کے معنی ہیں "شعلہ کا باپ" چونکہ یہ خوبصورت تھا اور نہایت سرخ و سپید اس لئے قریش نے اس کو ابولہب کا خطاب دیا تھا جو بعد میں اسلام دشمنی کی وجہ سے ایہاماً اس کے جہنمی ہونے کی یادگار بن گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا اور سرداران قریش میں شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن کفر و شقاوت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین مخالف اور اسلام کا سخت ترین دشمن تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی قبیلہ کو تبلیغ فرماتے یہ بدبخت آپ پر پتھر پھینکتا کہ پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور لوگوں کو کہتا پھرتا کہ اس کی بات مت سنو یہ شخص تم سے لات و عزیٰ اور تمہارے دیوتاؤں کو چھڑانا چاہتا ہے کبھی کہتا محمد ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد ملیں گی ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں۔ کبھی دونوں ہاتھوں سے خطاب کرکے کہتا تبّالکما ما اری فیکما شیئا مما یقول محمد (تم دونوں ٹوٹ جاؤ میں تو تمہارے اندر ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمد بیان کرتے ہیں) صحیحین، مسند احمد و ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو بناتمام

صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر بنی فہر، بنی عدی قریش کے مختلف خاندانوں کو آوازدینی شروع کی اور لوگ جمع ہونے لگے یہاں تک کہ جو شخص نہ آسکا اس نے کسی دوسرے شخص کو خبر لینے کے لئے بھیجا، غرض جب قریش جمع ہوگئے اور ان میں ابولہب بھی تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ ایک لشکر وادی میں پڑاؤ ڈالے تم کو لوٹنے کا ارادہ کر رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کروگے سب نے کہا ہاں ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا پایا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً میں تم کو آخرت کے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں اس پر ابولہب برہم ہوکر بولا "تبا لك سائر الايام الهذا جمعتنا" تو سدا برباد ہے کیا اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا۔[۵۹] غرض اس کی شقاوت و بدبختی حد کو پہنچ گئی تھی، جب اس کو عذاب سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ اگر واقعی یہ بات ہونے والی ہو تو میرے پاس مال اور اولاد بہت ہے ان کو فدیہ میں دیکر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا، ہجرت کے بعد قریش کے جار حانہ ارادوں کا باعث ایک یہ بھی تھا بستہ میں مکہ میں غزوہ بدر سے سات روز بعد اس کے زہریلی قسم کا ایک دانہ نکلا۔ مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھروالوں نے اسے الگ ڈال دیا اور وہیں پڑا پڑا مرگیا تین روز تک اس کی لاش اسی جگہ پڑی سڑتی رہی۔ آخر کار اس کے بیٹوں کو شرم محسوس ہونے لگی تو حبشی مزدوروں سے اجرت پر اٹھوا کر اس کو گڑوایا انھوں نے گڑھا کھود کر ایک لکڑی سے اس کو اندر لڑھکا دیا اور اوپر سے پتھر بھر دیئے۔ اس طرح بصد رسوائی و ذلت وہ نار جہنم کو سدھارا۔ سورۂ لہب میں ابولہب کی ہلاکت سے اس کی ذاتی ہلاکت مراد نہیں بلکہ اس کی قومی ہلاکت مراد ہے جو غزوہ بدر کے بعد ہی واقع ہوئی۔ جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں ہمیشہ ایک نافرمان اور سرکش ان کا مقابل رہا ہے اور جو اپنی گمراہی کے باعث پوری کی پوری قوم کی تباہی و بربادی کا سبب ہوا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں نمرود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں فرعون، اسی طرح اس امت محمدیہ کا نمرود یا فرعون ابولہب کو سمجھنا چاہئے اور قرآن عظیم نے اسی حیثیت سے تمام عمائد قریش کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا

آبَيْنَ۔ انھوں نے انکار کیا۔ اِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

[۵۹] روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۶۰ طبع مصر

جمع مونث غائب

أُبَيِّنُ۔ میں بیان کروں۔ تَبْيِينٌ سے جس کے معنی بیان کرنے اور ظاہر کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

أَبِينَا۔ ہمارا باپ۔ أَبٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔

أَبِيهِ۔ اس کا باپ۔ أَبٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

أَبِيهِمْ۔ ان کا باپ۔ أَبٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

فصل التاء المثناة

آتِ۔ تو دے۔ إِيتَاءٌ سے جس کے معنی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

آتٍ۔ آنیوالا۔ إِتْيَانٌ سے جس کے معنی آنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر

- - - - - - - -

اِتِّبَاعٌ تابعداری کرنا، حکم ماننا، پیروی کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے

أَتَّبِعُ۔ میں پیروی کرتا ہوں، اتباع کرتا ہوں اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اِتَّبَعَ۔ اس نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِتَّبِعْ۔ تو پیروی کر۔ اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

أَتْبَعَ۔ وہ پیچھے پڑ گیا۔ اِتْبَاعٌ سے جس کے معنی پیچھے لگ جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِتَّبَعْتُ۔ میں نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم

اِتَّبَعْتَ۔ تو نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِتَّبَعْتُمْ۔ تم نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِتَّبَعْتَنِي۔ تو نے میری اتباع کی۔ اِتَّبَعْتَ صیغہ ماضی۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْتَ)

اِتَّبَعَهُمْ۔ اس نے ان کی پیروی کی۔ اِتَّبَعَ اِتِّبَاعٌ

سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اَتَّبِعُكَ۔ میں تیری پیروی کروں۔ اَتَّبِعُ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتَّبِعُ)

اِتَّبَعَكَ۔ اس نے تیری پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ)

اِتَّبَعَكُمَا۔ اس نے تم دونوں کی پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ)

اِتَّبَعْنَا۔ ہم نے پیروی کی، ہم نے تابعداری کی۔ اِتِّبَاعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَتْبَعْنَا۔ ہم نے پیچھے لگا دیا۔ اِتْبَاعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَتَّبَعْنٰكُمْ۔ ہم تمہاری پیروی کرتے۔ اِتَّبَعْنَا۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْنَا)

اَتْبَعْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کے پیچھے لگا دیا۔ اَتْبَعْنَا ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعْنَا)

اِتَّبَعَنِیْ۔ اس نے میری پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ)

اِتَّبِعْنِیْ۔ تو میری پیروی کر۔ اِتَّبِعْ امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ)

اِتَّبَعُوْا۔ انھوں نے اتباع کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اُتُّبِعُوْا۔ ان کی پیروی کی گئی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِتَّبِعُوْا۔ تم پیروی کرو۔ اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اُتْبِعُوْا۔ ان کے پیچھے لگا دیا گیا۔ اِتْبَاعٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِتَّبَعُوْكَ۔ انھوں نے تیری اتباع کی۔ اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعُوْا)

اِتَّبِعُوْنِیْ۔ تم میری اتباع کرو۔ اِتَّبِعُوْا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا)

اِتَّبَعُوْهُ۔ انہوں نے اس کی پیروی کی اِتَّبَعُوْا۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبَعُوْا) پ۳ پ۴ پ۸ پ۲۰

اِتَّبِعُوْهُ۔ تم اس کی پیروی کرو۔ اِتَّبِعُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا) پ۸ پ۲۵

اِتَّبَعُوْهُمْ۔ انہوں نے ان کی پیروی کی۔ اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۱

اَتْبَعُوْهُمْ۔ وہ ان کے پیچھے پڑے۔ اَتْبَعُوْا اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۹

اَتْبَعَهٗ۔ وہ اس کے پیچھے لگا اَتْبَعَ۔ اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) پ۹ پ۱۴ پ۲۳

اَتَّبِعُهٗ۔ میں اس کی پیروی کروں۔ اَتَّبِعْ اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتَّبِعْ) پ۲۰

اِتَّبِعْهَا تو اس کی پیروی کر۔ اِتَّبِعْ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ) پ۲۵

اَتْبَعَهُمْ۔ ان کے پیچھے ہولیا۔ اَتْبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) پ۱۱ پ۱۶

اَتَتْ۔ وہ لائی۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲ پ۱۳ پ۳۰

اَتَتْ۔ وہ آئی۔ (ضَرَبَ) اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۱ پ۲۴

اَتَتْكَ۔ تیرے پاس آئی۔ اَتَتْ صیغہ ماضی اور كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۲۴

اَتَتْكُمْ۔ تمہارے پاس آئی۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۳

اَتَتْهُمْ۔ ان کے پاس آئی۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۰

اِتِّخَاذٌ۔ اختیار کرنا۔ پسند کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے پ۱

اَتَّخِذُ۔ میں بناؤں، اختیار کروں۔ اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۷ پ۱۹

اِتَّخَذَ۔ اس نے اختیار کیا۔ پسند کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱ پ۵ پ۹ پ۱۱ پ۱۵ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۵ پ۲۹ پ۳۰

ءَ**اَتَّخِذُ**۔ بھلا میں اختیار کروں۔ ہمزہ استفہام انکاری کی (ملاحظہ ہو اور اَتَّخِذُ) پ۲۳

اِتَّخَذْتُ۔ میں نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۹ ع ۱

اِتَّخَذْتَ۔ تو نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱ ع ۱، پ ۹

اِتَّخَذَتْ۔ اس عورت نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱ ع ۸، پ ۲۰ ع ۱۹

اِتَّخَذْتُمْ۔ تم نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱ ع ۶ و ۱۰ و ۱۱، پ ۹ ع ۱۸، پ ۱۰ ع ۱۱، پ ۲۵ ع ۲۰

اِتَّخَذْتُمُوْهُ۔ تم نے اس کو ٹھیرایا۔ اِتَّخَذْتُمُوْا اصل میں اِتَّخَذْتُمْ تھا ضمیر کے اتصال کی بنا پر واو جمع لایا گیا۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲ ع ۸

اِتَّخَذْتُمُوْهُمْ۔ تم نے ان کو ٹھیرایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۸ ع ۶

اَتَّخِذَنَّ۔ میں ضرور ٹھیراؤں گا۔ اختیار کرونگا اِتِّخَاذٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۵ ع ۵

اِتَّخَذْنٰهُ۔ ہم اس کو ٹھیراتے۔ اِتَّخَذْنَا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۷ ع ۲

اِتَّخَذْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو ٹھیرایا۔ اِتَّخَذْنَا صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۲۳ ع ۱۲

اِتَّخَذُوْا۔ انھوں نے ٹھیرالیا۔ انھوں نے اختیار کرلیا اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱ ع ۲ و ۵، پ ۲ ع ۱۲، پ ۳ ع ۹، پ ۴ ع ۲ و ۱۰، پ ۵ ع ۱۰، پ ۶ ع ۲ و ۱۳، پ ۸ ع ۲، پ ۱۰ ع ۲ و ۳ و ۸، پ ۱۲ ع ۲، پ ۱۶ ع ۲، پ ۱۸ ع ۱۹، پ ۱۹ ع ۱، پ ۲۰ ع ۱۹، پ ۲۳ ع ۴ و ۱۵، پ ۲۴ ع ۲، پ ۲۵ ع ۴ و ۱۵، پ ۲۶ ع ۲، پ ۲۸ ع ۳ و ۱۳

اِتَّخِذُوْا۔ تم اختیار کرو۔ تم ٹھیراؤ۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱ ع ۱۵

اِتَّخَذُوْكَ۔ انھوں نے تجھ کو اختیار کرلیا۔ اِتَّخَذُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۵ ع ۸

اِتَّخِذُوْنِيْ۔ تم مجھے ٹھیراؤ۔ اِتَّخِذُوْا امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۶

اِتَّخَذُوْهُ۔ انھوں نے اس کو اختیار کیا۔ اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۹

اِتَّخِذُوْهُ۔ تم بنالو اس کو۔ اِتَّخِذُوْا صیغہ امر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۲ ع ۱۳

اِتَّخَذُوْهَا۔ انھوں نے ٹھیرالیا ہے اس کو اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۶ ع ۱۳

اِتَّخَذُوْهُمْ۔ انھوں نے ٹھیرالیا ہے ان کو اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۷ ع ۱۵

اِتَّخِذْهُ۔ تو بنالے اس کو۔ اِتَّخِذْ۔ اِتِّخَاذٌ امر کا صیغہ

واحد مذکر حاضر۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب

اِتَّخَذَهَا۔ اس نے ٹھیرا لیا ہے اس کو۔ اِتَّخَذَ صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اِتَّخَذَ)

اِتَّخِذِیْ۔ تو بنالے۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر

اَتْرَابٌ۔ ہم سن عورتیں۔ تِرْبٌ کی جمع۔ اَتْرَابًا

اُتْرِفْتُمْ۔ تمہیں عیش دیا گیا، تم نازو نعمت میں پالے گئے۔ اِتْرَافٌ سے جس کے معنی عیش و آرام عطا کرنے اور نازو نعمت میں پرورش کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَتْرَفْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آرام دیا۔ اَتْرَفْنَا اِتْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اُتْرِفُوْا۔ وہ آرام دیے گئے۔ اِتْرَافٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب

اُتْرُكْ۔ تو چھوڑ۔ (نَصَرَ) تَرْكٌ سے جس کے معنی چھوڑنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِتَّسَقَ۔ وہ پورا ہوا، مکمل ہوا۔ اِتِّسَاقٌ سے جس کے معنی پورا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، قمر کے اتساق کے معنی نور سے بھرنے کے ہیں

اِتَّقِ۔ تو ڈر۔ اِتِّقَاءٌ سے جس کے معنی اللہ سے ڈرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَتْقَنَ۔ اس نے درست کیا، مضبوط کیا۔ اِتْقَانٌ سے جس کے معنی درست و استوار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِتَّقَوْا۔ وہ ڈرے۔ انھوں نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِتَّقُوْا۔ تم ڈرو۔ پرہیزگاری اختیار کرو۔ اِتِّقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

[illegible]

اِتَّقُوْنِ۔ مجھ سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر ن وقایہ ی متکلم کی محذوف ہے

اِتَّقُوْهُ۔ اس سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب

اِتَّقٰی۔ وہ ڈرا۔ اس نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے [illegible]

[illegible]

اَتْقٰی - بڑا ڈرنے والا۔ بڑا پرہیزگار۔ وَقْیٌ سے جس کے معنی بچنے اور پرہیز کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ اصل میں اَوْقٰی تھا واو کو تا سے بدل لیا گیا ہے [illegible]

اِتَّقَیْتُنَّ - تم سب عورتیں ڈریں۔ تم نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث حاضر [illegible]

اَتْقٰکُمْ - تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اَتْقٰی سے افعل التفضیل کا صیغہ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر [illegible]

اِتَّقِیْنَ - تم سب عورتیں ڈرتی رہو۔ پرہیزگاری رہو۔ اِتِّقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر [illegible]

اُتْلُ - تو پڑھ۔ تلاوت کر۔ تِلَاوَۃٌ سے جس کے معنے پڑھنے اور معنی میں تدبر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَتْلُوْا - میں پڑھتا ہوں۔ تِلَاوَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اُتْلُوْھَا - تم اس کو پڑھو۔ تِلَاوَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مونث غائب [illegible]

اُتِمُّ - میں تمام کروں، پورا کروں۔ اِتْمَامٌ سے جس کے معنی پورا کر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے [illegible]

اِئْتَمِرُوْا - تم سکھاؤ۔ مشورہ دو، حکم منواؤ۔ اِئْتِمَارٌ سے جس کے معنی حکم قبول کرنے اور مشورہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَتْمِمْ - تو پورا کر دے۔ اِتْمَامٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَتْمَمْتُ - میں نے پورا کیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَتْمَمْتَ - تونے پورا کر دیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَتْمَمْنٰھَا - ہم نے اس کو پورا کر دیا۔ اَتْمَمْنَا اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھَا ضمیر واحد مونث غائب [illegible]

اَتِمُّوْا - تم پورا کرو۔ اِتْمَامٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَتَمَّھَا - اس کو پورا کیا۔ اَتَمَّ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب [illegible]

اَتَمَّھُنَّ - ان کو پورا کیا۔ اَتَمَّ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب [illegible]

اٰتِنَا - ہم کو عطا فرما، ہم کو دے۔ اٰتِ صیغہ امر نَا ضمیر

جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰت)

اٰتُوْا۔ تم دو۔ اِیْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اٰتَوْا۔ انھوں نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اَتَوْا۔ وہ لائے۔ وہ آئے۔ وہ پہنچے۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِئْتُوْا تم آؤ۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَتُوْبُ۔ میں توبہ قبول کرتا ہوں (نصر) تَوْبَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ توبہ کی نسبت فاعل، جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو توبہ قبول کرنے کے معنی ہوتے ہیں چنانچہ اس جگہ یہی معنی مراد ہیں

اَتَوْكَ۔ وہ تیرے پاس آئے۔ اَتَوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر

اَتَوَكَّؤُ۔ میں ٹیک لگاتا ہوں۔ تَوَكُّؤٌ سے جس کے معنی ٹیک لگانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اٰتُوْنَا۔ تم ہمارے پاس لاؤ۔ اٰتُوْا صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع متکلم

اٰتُوْنِيْ۔ تم میرے پاس لاؤ۔ اٰتُوْا صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم

اٰتَوْهُ۔ انھوں نے اس کو دیا۔ اٰتَوْا صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب

اَتَوْهُ وہ سب اس کے پاس آئے۔ اَتَوْا صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب

اٰتَوْهَا۔ وہ اس کو مان لیتے۔ وہ اس کو لا ڈالتے۔ اٰتَوْا صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب

اٰتُوْهُمْ تم ان کو دو اٰتُوْا صیغہ امر۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اٰتُوْهُنَّ تم ان عورتوں کو دو۔ اٰتُوْا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب

اٰتِهِمْ۔ تو ان کو دے۔ اٰتِ اِیْتَاءٌ سے صیغہ امر۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰت)

اٰتٰى۔ اس نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اٰتٍ۔ آنے والا۔ اِتْیَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر جب اس کا تعدیہ با کے ذریعہ ہو تو معنی لانیوالے کے ہوں گے

اَتٰی۔ وہ آیا۔ وہ آپہنچا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱ پ۱۲ پ۱۹ پ۲ پ۲۶

اَتَیَا۔ وہ دونوں آئے۔ پہنچے۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۱

اِئْتِیَا۔ تم دونوں آؤ۔ تم دونوں پہنچو۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ۱۹ پ۲۴

اِئْتِیَاہُ۔ تم دونوں اس کے پاس پہنچو۔ اِئْتِیَا صیغہ امر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۶

اٰتَیْتَ۔ تونے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۱ پ۲۲۔

اَتَیْتَ۔ تو لایا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر جب اس کا تعدیہ باء کے ذریعہ ہو تو لانے کے معنی آتے ہیں پ۲

اٰتَیْتُکَ۔ میں نے تجھ کو دیا۔ اٰتَیْتُ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۹

اٰتَیْتُکُمْ۔ میں نے تم کو دیا۔ اٰتَیْتُ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۳

اٰتَیْتُمْ۔ تم نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲ پ۴ پ۵

اٰتَیْتُمُوْھُنَّ۔ تم نے ان عورتوں کو دیا۔ اٰتَیْتُمْ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب پ۲ پ۴ پ۵ پ۶ پ۲۸

اٰتَیْتَنَا۔ تونے ہم کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) پ۱۱

اٰتَیْتَنِیْ۔ تونے مجھ کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر متکلم (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) پ۱۳

اٰتَیْتَھُنَّ۔ تونے ان عورتوں کو دیا۔ اٰتَیْتَ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اٰتَیْتَ) پ۲۲

اٰتٰىكَ۔ اس نے تجھ کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتٰی) پ۲۰

اٰتِیْکَ۔ میں تیرے پاس لئے دیتا ہوں۔ اٰتِیْ صیغہ اسم فاعل کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتِیْ) پ۱۹

اَتٰىكَ۔ وہ تیرے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتٰی) پ۱۶ پ۱۱ پ۲۶ پ۳۰

اٰتٰىكُمْ۔ اس نے تم کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتٰی) پ۱۸ پ۶ پ۱۳ پ۱۰ پ۱۸ پ۲۷ پ۲۸

اٰتِیْکُمْ۔ میں تمہارے پاس لاتا ہوں۔ اٰتِیْ صیغہ اسم فاعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰتِیْ) پ۳ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۵

أَتَاكُمْ وہ تمہارے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتٰی)

اٰتِيْنَ تم دو۔ اِیْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر

أَتَيْنَ وہ آئیں۔ وہ کریں۔ اِتْيَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب

أَتَيْنَا ہم آئے۔ ہم لے آئے۔ اِتْيَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ اس کا تعدیہ جب باء کے ذریعہ ہو تو معنے لے آنے اور پہنچا دینے کے ہوں گے

اٰتَيْنَا ہم نے دیا۔ ہم نے بخشا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی صیغہ جمع متکلم

اٰتَيْنَا ہم نے ہم کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰتٰی)

أَتَانَا وہ ہمارے پاس آپہنچا۔ اَتٰی صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَتٰی)

اٰتَيْنٰكَ ہم نے تجھ کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر

أَتَيْنٰكَ ہم تیرے پاس لائے ہیں۔ اَتَيْنَا صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر

اٰتَيْنٰكُمْ ہم نے تم کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اٰتَيْنٰهُ ہم نے اس کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

اٰتَيْنٰهُمْ ہم نے ان کو دیا۔ اٰتَيْنَا صیغہ ماضی ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

أَتَيْنٰهُمْ ہم نے ان کو پہنچا دیا۔ اَتَيْنَا صیغہ ماضی ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتَيْنَا)

لَنَأْتِيَنَّهُمْ میں ان پر ضرور آؤں گا۔ اٰتِیَنَّ اِتْيَانٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اٰتَيْنٰهُمَا ہم نے ان دونوں کو دی۔ اٰتَيْنَا اِیْتَاءٌ سے صیغہ ماضی ہُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب

اٰتٰنِیْ اس نے مجھ کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اٰتٰی)

اٰتِيَةٌ آنے والی۔ اِتْيَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث

اٰتِیْهِ اس کے پاس آنے والا۔ اٰتِیْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

اٰتٰىهُ اس کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ہُ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی)

اٰتٰىهَا اس کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی)

اَتٰىهَا اس کو پہنچا۔ اس کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی)

اٰتٰىهُمْ ان کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی)

اَتٰىهُمْ ان کو پہنچا۔ ان کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی)

اٰتِیْهِمْ ان پر آنے والا ہے۔ اٰتِیْ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اٰتِیْ)

اٰتٰىهُمَا ان دونوں کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی)

فصل الثاء المثلثة

اَثَابَكُمْ اس نے تم کو عوض میں پہنچایا۔ اَثَابَ اِثَابَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر اِثَابَۃٌ کے معنی عمل کی جزا دینے کے ہیں خواہ وہ انعام ہو یا سزا۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں

اَثَابَهُمْ ان کو بدلہ دیا۔ انعام دیا۔ اَثَابَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب یہاں اثابۃ ثواب اور انعام دینے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے

اَثَاثًا گھر کا ساز و سامان، مال و اسباب۔ اس کا واحد نہیں آتا

اٰثَارِ نشانیاں۔ علامتیں۔ اَثَرٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَثَرٌ) اٰثَارًا

اَثَارُوْا انہوں نے جوتا۔ اِثَارَۃٌ سے جس کے معنی جوتنے اور کھیتی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اٰثَارِهِمْ ان کے نشانات۔ ان کے نشانات قدم، ان کے پیچھے پیچھے۔ اٰثَارِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اٰثَارِهِمَا ان دونوں کے نشانات قدم۔ اٰثَارِ مضاف ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ

اِثَّاقَلْتُمْ تم بوجھ سے جھکے۔ تَثَاقُلٌ سے جس کے معنی گراں بار اور بوجھل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ

جمع مذکر حاضر۔ اشیار کو کبھی تو ہلکے اور بھاری ہونے کے اعتبار سے ثقیل کہا جاتا ہے اور کبھی جن اجسام کا رخ اوپر کی طرف ہوتا ہے ان کو خفیف (ہلکا) کہتے ہیں۔ جیسے آگ اور دھواں جو نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ثقیل کہا جاتا ہے جیسے پانی اور پتھر۔ یہاں دوسرے معنی ہی کے اعتبار سے بوجھ سے جھکے جانے کے معنی مراد ہیں۔ ۹ ۱۲

اَثَامًا۔ گناہ۔ مجازاً عذاب کو بھی کہتے ہیں۔ عکرمہ اور مجاہد کا بیان ہے کہ اَثَام جہنم کی ایک وادی کا نام ہے[۱]۔ ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی یہی نقل کیا ہے[۲]۔ ۱۹ ۴

اُثْبُتُوْا۔ تم ثابت قدم رہو۔ (نصر) ثَبَاتٌ سے جس کے معنی ثابت قدم رہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۶ ۱۰

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ۔ تم ان کو خوب قتل کر چکے۔ اَثْخَنْتُمُوْا اِثْخَانٌ سے جس کے معنی دشمن کو خوب اچھی طرح قتل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۵ ۲۶

اٰثَرَ۔ اس نے پسند کیا۔ بہتر سمجھا۔ اِیْثَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز پر ترجیح دینے اور پسند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳۰ ۴

اَثَرٌ۔ اس کے حقیقی معنی تو نشان اور علامت کے ہیں مجازاً نشان قدم کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے ۱۶ ۱۴ ۲۶ ۱۲

اٰثَرَكَ۔ تجھ کو پسند کر لیا۔ اٰثَرَ ماضی کا صیغہ۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۳ ۳

اَثَرْنَ۔ انھوں نے اٹھایا۔ اَثَارَ (ضرب نصر) اِثَارَةٌ سے جس کے معنی برانگیختہ کرنے اور غبار اٹھانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب ۳۰ ۲۵

اَثٰرَةٍ۔ وہ روایت یا تحریر جس کا اثر باقی رہ گیا ہو ۲۶ ۱

اَثَرِیْ۔ میرے نشانِ قدم۔ میرے پیچھے۔ اَثَرُ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۶ ۱۴

اَثْقَالٌ۔ بوجھ۔ یہاں گناہ کے بوجھ مراد ہیں۔ ثِقْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی بوجھ اور گھر کے مال و اسباب کے ہیں ۲۰ ۱۴

اَثْقَالَكُمْ۔ تمہارے بوجھ۔ اَثْقَالَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۴ ۷

اَثْقَالَهَا۔ اس کے بوجھ۔ یہاں دفینے اور خزانے مراد ہیں۔ اَثْقَالَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۳۰ ۲۲

اَثْقَالَهُمْ۔ ان کے بوجھ مراد گناہ۔ اَثْقَالَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر

---

[۱] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۸۵ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔ [۲] ایضاً ص ۸۸۔

غائب مضاف الیہ پ

اَثْقَلَتْ۔ وہ بوجھل ہوئی یعنی حمل ہیں پورے دنوں سے ہوئی۔ اِثْقَالٌ سے جس کے معنی گرانبار اور بوجھل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ

اَثْلٍ۔ جھاؤ کا درخت۔ اس کی جمع اَثَلَاثٌ۔ اَثَالٌ اُثُوْلٌ آتی ہے پ

اَثِیْمٌ۔ گنہگار۔ اَثْمٌ جس کے معنی گناہ کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے اثما پ

اِثْمٌ۔ گناہ۔ جمع اَثَامٌ پ پ پ پ پ پ پ اِثْمًا پ پ پ

اَثْمَرَ۔ وہ بارآور ہوا۔ وہ پھل لایا۔ اِثْمَارٌ سے جس کے معنی بارآور ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اِثْمِكَ۔ تیرا گناہ۔ اِثْمِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ

اِثْمُهٗ۔ اس کا گناہ۔ اِثْمُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ

اِثْمُهُمَا۔ ان دونوں کا گناہ۔ اِثْمُ مضاف۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ

اِثْمِیْ۔ میرا گناہ۔ اِثْمِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ

اٰثِمِیْنَ۔ بہت سے گنہگار۔ اٰثِمٌ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر پ

اِثْنَا عَشَرَ۔ بارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَا عَشَرَ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَیْ عَشَرَ پ

اِثْنَانِ۔ دو۔ تثنیہ مذکر کے لئے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَانِ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَیْنِ سے پ

اِثْنَتَا عَشْرَةَ۔ بارہ۔ مونث کے لئے آتا ہے۔ بحالت رفع اِثْنَتَا عَشْرَةَ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ ہے پ

اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ۔ بارہ۔ پ

اِثْنَتَیْنِ۔ دو۔ تثنیہ مونث کے لئے آتا ہے پ پ پ

اِثْنَیْ عَشَرَ۔ بارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے پ

اِثْنَیْنِ۔ دو۔ پ پ پ پ پ پ پ پ

اَثِیْمٌ۔ گنہگار۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے پ پ پ پ اَثِیْمًا پ

فصل الجیم المعجمہ

اُجَاجٌ۔ کڑوا پانی۔ کھاری پانی پ پ اُجَاجًا پ

اَجَآءَهَا۔ اس کو لے آیا۔ اَجَآءَ اِجَآءَةٌ سے۔

جس کے معنی لانے اور لانے پر مجبور کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۱۶

اُجِبْتُمْ۔ تمہیں جواب دیا گیا۔ اِجَابَۃٌ سے جس کے معنی جواب دینے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۷

اَجَبْتُمْ۔ تم نے جواب دیا۔ اِجَابَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۰

اِجْتَبَیْتَهَا۔ تو نے اس کو چھانٹ لیا۔ اِجْتَبَیْتَ اِجْتِبَاءٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور انتخاب کر لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ ۹

اِجْتَبٰکُمْ اس نے تم کو پسند کیا۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۷

اِجْتَبَیْنَا۔ ہم نے پسند کیا۔ اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۷

اِجْتَبَیْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو پسند کیا۔ ھُمْ ضمیر جمع متکلم پ ۱۶

اِجْتَبٰهُ۔ اس کو پسند کیا۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۴ پ ۱۶ پ ۲۹

اُجْتُثَّتْ۔ اس کو اکھاڑ لیا۔ اِجْتِثَاثٌ سے جس کے معنی جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ ۱۳

اِجْتَرَحُوْا۔ انھوں نے گناہ کمایا۔ اِجْتِرَاحٌ سے جس کے معنی گناہ کمانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۵

اِجْتَمَعَتْ۔ وہ جمع ہوئی۔ اِجْتِمَاعٌ سے جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۵

اِجْتَمَعُوْا۔ وہ سب جمع ہوئے۔ اِجْتِمَاعٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۷

اِجْتَنِبُوْا۔ تم پرہیز کرو۔ تم بچو۔ اِجْتِنَابٌ سے جس کے معنی پرہیز کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۷ پ ۲۶

اِجْتَنَبُوْا۔ وہ بچے۔ انھوں نے پرہیز کیا۔ اِجْتِنَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۳

اِجْتَنِبُوْهُ۔ تم اس سے بچتے رہو۔ اِجْتَنِبُوْا صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۷

اَجِدُ۔ میں پاتا ہوں یا پاؤں گا۔ (ضَرَبَ۔ حَسِبَ)۔ وُجُوْدٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۸ پ ۹ پ ۱۳ پ ۱۶ پ ۲۹

اَجْدَاثٌ۔ قبریں۔ جَدَثٌ کی جمع جس کے معنی

تبرکے ہیں ۲۲/۳ ۲۶/۸ ۲۹/۷

اَجْدَرُ زیادہ لائق۔ زیادہ سزاوار۔ جَدَارَۃٌ سے جس کے معنی کسی کام کے لائق اور اہل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۱۱/۱

اَجِدَنَّ۔ میں ضرور پاؤں گا۔ وُجُوْدٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ۱۵/۱۴

اَجْرٌ۔ مزدوری۔ ثواب۔ مہر۔ بدلہ۔ اُجُوْرٌ جمع۔ ۴/۵و۸و۱۱ ۹/۶ ۹/۱۱و۱۸ ۹/۹ ۱۱/۴ ۱۲/۲و۱۰ ۱۳/۲و۴و۵ ۱۲/۱۲ ۱۵/۱۹ ۱۹/۳ ۲۰/۲و۶ ۲۱/۲ ۲۲/۱۲و۱۸ ۲۳/۱۴ ۲۴/۵و۱۵ ۲۵/۱۲ ۲۶/۱۴ ۲۸/۱۹ ۲۹/۱ ۳۰/۷و۹۔ اَجْرًا۔ ۳/۲و۶و۷و۹و۱۰و۱۲و۱۸ ۷/۲ ۸/۱۹ ۹/۳ ۱۲/۵ ۱۵/۱و۱۲ ۱۶/۱ ۱۹/۷ ۲۱/۲۰ ۲۲/۱۲و۱۹ ۲۵/۴ ۲۶/۹و۱۰و۱۲ ۲۷/۴ ۲۸/۱۴ ۲۹/۲و۴و۱۲

اَجْرَامِیْ۔ میرا جرم کرنا۔ اِجْرَامٌ بوزن اِفْعَالٌ بمعنی جرم کرنا مصدر ہے۔ اِجْرَامٌ۔ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۲/۳

اَجْرَمْنَا۔ ہم نے جرم کیا۔ ہم نے گناہ کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۲/۹

اَجْرَمُوْا۔ انہوں نے جرم کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۸/۱ ۱۷/۱۲ ۳۰/۸

اَجْرُہٗ۔ اس کا ثواب۔ اس کا بدلہ۔ اَجْرٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۱۲/۱ ۸/۸ ۱۵/۱۲ ۲۳/۱۰

اَجِرْہُ۔ اس کو پناہ دے۔ اِجْرٌ اِجَارَۃٌ سے بمعنی پناہ دینے کے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۰/۲

اَجْرَھَا۔ اس عورت کا ثواب۔ اَجْرٌ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۲۲/۳

اَجْرُھُمْ۔ ان کا ثواب۔ ان کا بدلہ۔ اَجْرٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۸ ۴/۵و۱۲ ۶/۲ ۹/۸ ۱۴/۱۹ ۲۲/۹ ۲۳/۱۹ ۲۶/۱ ۲۷/۱۳و۱۸

اَجْرِیْ۔ میرا بدلہ۔ میرا ثواب۔ میری مزدوری۔ اَجْرٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۱/۱۲ ۱۲/۳و۵ ۱۹/۱۰و۱۱و۱۲و۱۳ ۱۹/۱۳و۱۴ ۲۲/۱۲

اَجْسَامُھُمْ۔ ان کے ڈیل ڈول۔ جِسْمٌ کی جمع اَجْسَامٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۸/۱۳

اَجْعَلُ۔ میں بنا دوں (فتح) جَعْلٌ سے جس کے معنی بنانے اور رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو جَعَلَ) ۱۶/۲

اِجْعَلْ۔ تو کر دے۔ تو بنا دے۔ تو رکھ۔ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جَعَلَ) ۱/۱۵ ۳/۱و۱۲ ۵/۷

[illegible]

اِجْعَلْنَا۔ ہم کو بنا۔ اِجْعَلْ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم [illegible]

اَجْعَلَنَّكَ۔ یقیناً تجھ کو کروں گا۔ اَجْعَلَنَّ جَعْلٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر [illegible]

اِجْعَلْنِیْ مجھ کو بنا دے۔ مجھ کو کر دے۔ مجھ کو مقرر کر دے اِجْعَلْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم [illegible]

اِجْعَلُوْا۔ تم بناؤ۔ تم ٹھیراؤ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِجْعَلْهُ اس کو کر دے۔ اس کو بنا دے۔ اِجْعَلْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

اَجْلِ۔ واسطے۔ غرض۔ سبب۔ مصدر اَجْلٌ کا [illegible]

اَجَلٌ۔ مدت مقررہ۔ اسی وجہ سے موت کو بھی اَجَل کہتے ہیں۔ اٰجَالٌ جمع ہے [illegible]

اَجْلَاثٌ [illegible]

اَجْلِبْ ۔ تو چڑھا لا۔ اِجْلَابٌ سے جس کے معنی اکٹھا کرنے شور مچانے اور کھینچ لانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَجَّلْتَ۔ تو نے مدت مقرر کی۔ تَاْجِيْلٌ سے جس کے معنی مدت ٹھیرانے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اُجِّلَتْ۔ دیر کی گئی۔ تَاْجِيْلٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب [illegible]

اِجْلِدُوْا۔ تم کوڑے مارو۔ درے لگاؤ (ضرب) جَلْدٌ سے جس کے معنی کوڑے مارنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَجَلَنَا۔ ہماری مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اَجَلَهٗ۔ اس کی مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَجَلَهَا۔ اس کی مدت مقررہ۔ اس کی موت اَجَلَ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت مقررہ۔ ان کی موت۔ اَجَلُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَجَلَهُنَّ۔ ان عورتوں کی مدت مقررہ۔ اَجَلٌ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ ہے۔

اَلْاَجَلَيْنِ۔ دو مقررہ مدتیں۔ اَجَلٌ کا تثنیہ ہے۔

اَجْمِعُوْا۔ تم سب جمع کرو۔ اِجْمَاعٌ سے جس کے معنی ہیں ایک رائے ہونے کے لیے لوگوں کا اکٹھا ہونا یا اکٹھا کرنا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

اَجْمَعُوْا۔ وہ سب جمع ہو گئے یا انھوں نے جمع کر لیا اِجْمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔

اَجْمَعُوْنَ۔ وہ سب کے سب۔ تاکید کے لیے آتا ہے رفع کی حالت میں اَجْمَعُوْنَ اور نصب و جر کی حالت میں اَجْمَعِيْنَ ہوگا۔

اَجْمَعِيْنَ۔ وہ سب کے سب۔

اُجْنُبْنِيْ۔ تو مجھ کو دور رکھ۔ تو مجھ کو بچا۔ نَصَرَ۔ اُجْنُبْ جَنْبٌ سے جس کے معنی دور رکھنے اور بچانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔

اِجْنَحْ۔ تو جھک جا۔ تو مائل ہو۔ نَصَرَ، ضَرَبَ، فَتَحَ۔ جُنُوْحٌ سے جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔

اَجْنِحَةٍ۔ پر۔ بازو۔ جَنَاحٌ کی جمع۔

اَجِنَّةٌ۔ بچے جو پیٹ میں ہوں۔ جَنِيْنٌ کی جمع۔ جنین پیٹ کے بچے کو کہتے ہیں۔

اُجُوْرَكُمْ۔ تمہارا حق۔ تمہارا بدلہ اُجُوْرٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ اُجُوْرٌ اَجْرٌ کی جمع ہے۔

اُجُوْرَهُمْ۔ ان کا حق۔ ان کا بدلہ اُجُوْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

اُجُوْرَهُنَّ۔ ان کا حق ان کا مہر اُجُوْرٌ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ۔

اِجْهَرُوْا۔ تم زور سے کہو (فَتَحَ) جَهْرٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا کسی چیز کے کہنے یا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اُجِيْبُ۔ میں قبول کرتا ہوں۔ اِجَابَةٌ سے جس کے معنی قبول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اُجِيْبَتْ۔ وہ قبول کر لی گئی۔ اِجَابَةٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔

اَجِيْبُوْا۔ تم قبول کرو۔ تم مان لو۔ اِجَابَةٌ سے امر کا

صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

فصل الحاء المہملہ

اَحَادِیۡث۔ کہانیاں۔ باتیں۔ حَدِیۡث کی جمع ہے وہ کلام جو انسان تک پہنچ سکے خواہ بذریعہ سماعت خواہ بذریعہ وحی، عالم خواب میں ہو یا بحالتِ بیداری اس کو حدیث کہتے ہیں۔

اَحَاطَ۔ اس نے گھیر لیا۔ قابو میں کر لیا۔ اِحَاطَۃٌ سے جس کے معنی کسی شے پر اس طرح چھا جانے کے ہیں کہ اس سے فرار ممکن نہ ہو۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

اَحَاطَتۡ۔ اس نے گھیر لیا۔ اس پر چھا گئی۔ اِحَاطَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہے۔

اُحِبُّ۔ میں پسند کرتا ہوں۔ دوست رکھتا ہوں۔ اِحۡبَابٌ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اَحَبُّ۔ زیادہ پیارا۔ حُبٌّ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

اَحِبَّآءُ۔ پیارے۔ حَبِیۡبٌ کی جمع ہے۔

اَحۡبَارُ۔ علما۔ حِبۡرٌ کی جمع ہے۔

اَحۡبَارَهُمۡ۔ ان کے علماء۔ اَحۡبَارَ مضاف هُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اَحۡبَبۡتَ۔ تونے پسند کیا۔ اِحۡبَابٌ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔

اَحۡبَبۡتُ۔ میں نے دوست رکھا۔ اِحۡبَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اَحۡبَطَ۔ اس نے اکارت کر دیا۔ اِحۡبَاطٌ سے جس کے معنی اکارت کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حبطِ عمل کی تین شکلیں ہیں (۱) ایمان نہ ہونے کے باعث دنیا کے تمام اچھے اعمال مثلاً حسنِ معاشرت، پاکیزہ اخلاق وغیرہ آخرت میں بالکل بے نتیجہ ہیں (۲) انسان میں ایمان موجود تھا لیکن جو اعمالِ خیر سرانجام دیے وہ لوجہ اللہ نہیں تھے اس لئے اکارت ہوئے (۳) اعمالِ صالحہ تو موجود ہیں لیکن اس کے مقابل اس کثرت سے گناہ کئے کہ اعمالِ صالحہ بے اثر ہو کر رہ گئے اور گناہوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔

اِحۡتَرَقَتۡ۔ وہ جل گئی۔ اِحۡتِرَاقٌ سے جس کے معنی جلنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔

اِحۡتَمَلَ۔ اس نے اٹھایا۔ اِحۡتِمَالٌ سے جس کے معنی

برداشت کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۳/۱۲ پ ۱۷/۸

اِحْتَمَلُوْا۔ انھوں نے اٹھایا۔ اِحْتِمَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۲/۴

اِحْتَنِكَنَّ۔ میں ضرور ڈھاٹی دے لونگا۔ قابو میں کرلونگا لگام دیدونگا۔ اِحْتِنَاكٌ سے، جس کے معنی ڈھاٹی دینے اور قابو میں کرنے کے ہیں۔ صیغہ واحد متکلم مضارع بانون تاکید ہے پ ۱۵/۷

اَحَدٌ۔ ایک۔ اکیلا۔ پہلا۔ اَحَدٌ کا استعمال کبھی نفی میں ہوتا ہے کبھی اثبات میں۔ نفی کی شکل میں استغراق جنس کے لئے آتا ہے یعنی پوری جنس کی نفی مقصود ہوتی ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر مجتمع طور پر ہو یا متفرق طور پر جیسے وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ (ان منافقوں میں سے کسی پر بھی نماز نہ پڑھ) اور اس معنی میں اَحَدٌ کا استعمال صرف نفی کی حالت میں درست ہے اثبات میں درست نہیں کیونکہ دو متضاد چیزوں کی نفی تو صحیح ہو سکتی ہے لیکن اثبات نہیں ہو سکتا۔ اثبات کی حالت میں اس کا استعمال تین طرح ہو سکتا ہے۔ (۱) دہائیوں پر ایک کے اضافہ کے لئے جیسے ۱۱ اور ۲۱ و ۳۱ وغیرہ مثلاً اَحَدَ عَشَرَ اَحَدٌ وَّ عِشْرُوْنَ وغیرہ وغیرہ (۲) مضاف یا مضاف الیہ ہو کر جیسے اَحَدُكُمَا (۳) معنی وصفی کے لئے یعنی اکیلے کے معنی میں اور اس صورت میں اس کا استعمال صرف اللہ ہی کے لئے درست ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ احد کی جمع اٰحَادٌ ہے۔

پ ۱/۱۲،۱۹ پ ۱۹/۸،۹ پ ۷/۲ پ ۴/۲ پ ۹/۱۲ پ ۱/۲۷ پ ۱۰/۱۴،۱۷ پ ۱۱/۵

پ ۱۲/۱۵،۷ پ ۱۳/۵ پ ۱۶/۲ پ ۱۸/۹ پ ۲۰/۱۵ پ ۲۲/۱۰،۱۵ پ ۲۵/۱۲ پ ۳۰/۲۶،۲۳

پ ۳۰/۱۲،۱۵،۱۶۔ **اَحَدًا**۔ پ ۷/۸ پ ۱۱/۵ پ ۱۵/۱۲،۱۵،۱۶،۱۷،۱۹

پ ۱۶/۲ پ ۱۸/۱۰ پ ۲۲/۲ پ ۲۹/۱۱،۱۲

اُحْدِثُ۔ میں نکالوں، میں شروع کروں۔ اِحْدَاثٌ سے جس کے معنی پیدا کرنے اور کسی چیز کو نئے سرے سے شروع کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۵/۱۲

اَحَدَ عَشَرَ۔ گیارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے پ ۱۲/۱۱۔

اَحَدُكُمْ۔ تم میں سے کوئی۔ تم میں سے ایک۔ اَحَدَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۲/۴ پ ۵/۴ پ ۹/۱۲ پ ۱۳/۱۵ پ ۱۴/۲۸

اَحَدُهُمَا۔ تم دونوں میں سے ایک۔ اَحَدُ مضاف کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۵/۳

اَحَدُنَا۔ ہم میں سے ایک۔ اَحَدُ مضاف نَا

ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔

اَحَدُهُمْ ان میں سے کوئی۔ ان میں سے ایک اَحَدٌ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے

اَحَدُهُمَا ان دونوں میں سے ایک۔ اَحَدٌ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ہے

اِحْدٰی۔ ایک عورت۔ اَحَدٌ کا مونث

اِحْدٰهُمَا۔ ان دو عورتوں میں سے ایک۔ اِحْدٰی مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مونث غائب مضاف الیہ

اِحْدٰهُنَّ ان عورتوں میں سے ایک۔ اِحْدٰی مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ہے

اِحْذَرُوْا۔ تم ڈرو۔ تم بچو (تم بچو) حَذَرٌ سے جس کے معنی کسی خوف کی بات سے ڈرنے اور بچنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے

اِحْذَرُوْهُ۔ تم اس سے ڈرو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اِحْذَرُوْهُمْ تم ان سے بچو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اِحْذَرْهُمْ تو ان سے بچ۔ اِحْذَرْ حَذَرٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

اَحْرَصَ بڑا لالچی۔ حِرْصٌ سے جس کے معنی طمع اور لالچ ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ کبھی کبھی ارادہ کی زیادتی کو بھی حرص کہتے ہیں۔

اَحْزَاب۔ گروہ۔ ٹولیاں۔ جماعتیں۔ حِزْبٌ کی جمع ہے جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں

اَحَسَّ۔ اس نے محسوس کیا۔ اِحْسَاسٌ سے جس کے معنی محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِحْسَانٌ۔ نیکی کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ احسان دو معنی کے لئے آتا ہے ایک غیر کے ساتھ بھلائی کرنے کے لئے دوسرے کسی اچھی بات کے معلوم کرنے اور نیک کام کے انجام دینے کے لئے

اِحْسَانًا۔

اَحْسَنُ۔ بہت اچھا۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے

پ۱۶/۸ پ۱۸/۱۰،۱۹و۱۱ پ۱۹/۱ پ۲۰/۱۳ پ۲۱/۱ پ۲۲/۸،۱۷ پ۲۴/۱،۲و۱۹ پ۲۶/۲
پ۲۸/۱ پ۳۰/۲۰

اَحْسَنَ۔ اس نے احسان کیا، اس نے اچھا کیا۔ اس نے اچھا بنایا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۲/۱۳ پ۱۳/۵ پ۱۴/۱۶ پ۲۰/۱۱ پ۲۱/۱۴ پ۲۳/۱۲ پ۲۸/۱۵،۱۶و۱۸۔

اَحْسِنْ۔ تو احسان کر۔ تو نیکی کر۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۰/۱۱

اَحْسَنْتُمْ۔ تم نے نیکی کی۔ تم نے بھلائی کی۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۵/۱

اَحْسَنُوْا۔ انہوں نے بھلائی کی۔ انہوں نے احسان کیا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴/۹ پ۷/۲ پ۱۱/۹ پ۱۴/۱۶ پ۲۱/۱ پ۲۷/۷

اَحْسِنُوْا۔ تم نیکی کرو۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲/۸

اَحْسَنَهٗ۔ اس کا بہتر۔ اَحْسَنَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَحْسَنَ) پ۲۱/۱۴

اَحْسَنِهَا۔ اس کا بہتر۔ اَحْسَنِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۹/۶

اَحَسُّوْا۔ انہوں نے پایا۔ دریافت کیا۔ محسوس کیا

اِحْسَاسٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۷/۲

اُحْشُرُوْا۔ تم اکٹھا کرو۔ تم جمع کرلو (نَصَرَ، ضَرَبَ) حَشْرٌ سے جس کے معنی جماعت کے اکٹھا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۳/۵

اُحْصِرْتُمْ۔ تم روکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِحْصَارٌ کے معنی روکنے کے ہیں خواہ رکاوٹ کسی ظاہری سبب کی بنا پر ہو جیسے دشمن کا آڑے آکر روکنا یا کسی باطنی سبب سے جیسے مرض کی وجہ سے رکنے پر مجبور ہونا۔ پ۲/۸

اُحْصِرُوْا۔ وہ بند کئے گئے۔ روکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳/۵

اُحْصُرُوْهُمْ (نَصَرَ، ضَرَبَ) ان کو قید رکھو۔ روکے رکھو۔ اُحْصُرُوْا۔ حَصْرٌ سے جس کے معنی قید کرنے اور تنگ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۱۰/۲

اُحْصِنَّ۔ وہ نکاح میں لائی گئیں۔ اِحْصَانٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اِحْصَانٌ لغت میں مختلف معانی کے لئے آتا ہے۔ حریت۔ عفت۔ تزوج۔ اسلام۔ قید میں رکھنا۔ قرآن عظیم میں اُحْصِنَّ جس موقع پر ہے

وہاں منکوحہ بنانے کے معنی میں ہے اور قید سے بھی یہاں قید نکاح ہی مراد ہے۔ پ۵

اَحْصَنَتْ اس عورت نے محافظت کی۔ اِحْصَانٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ یہاں احصان سے مراد عصمت وعفت کی حفاظت ہے پ۲۸ ۲۰

اَحْصُوْا تم گنو تم شمار کرو۔ اِحْصَاءٌ سے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸ ۱۷

اَحْصٰی خوب گننے والا افعل التفضیل کا صیغہ۔ آیت شریفہ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا میں بعض مفسرین نے اَحْصٰی کو ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب باب افعال سے بتایا ہے اور معنی محفوظ کرنے اور شمار کرنے کے لئے ہیں اور بعض باب افعال ہی کا افعل التفضیل بحذف زوائد بتاتے ہیں اور اَمَدًا کو تمیز قرار دیتے ہیں۔ غرض یہاں اَحْصٰی ماضی اور اسم تفضیل دونوں کا محتمل ہے اِحْصَاءٌ کا اشتقاق حَصَاۃ سے ہے جس کے معنی کنکری کے ہیں چونکہ عرب شمار کے لئے کنکریوں کا استعمال کرتے تھے اس لئے شمار کرنے اور محفوظ کرنے کے لئے اِحْصَاءٌ بولا جانے لگا۔ پ۱۵ ۱۳

اَحْصٰی اس نے گن لیا اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۹ ۱۲

اَحْصَیْنٰهُ ہم نے اس کو گن رکھا ہم نے اس کو شمار کیا۔ اَحْصَیْنَا اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۲۲ ۱۸ پ۳۰

اَحْصٰهُ اس کو گن رکھا۔ اَحْصٰی صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۸

اَحْصٰهَا گن لیا اس کو۔ اس میں ھا ضمیر واحد مونث غائب ہے۔ پ۱۵ ۱۸

اَحْصٰهُمْ ان کو گن رکھا۔ اس میں ھم ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۱۶

اُحْضِرَتْ وہ حاضر کی گئی۔ اِحْضَارٌ سے جس کے معنی حاضر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ۵ ۱۹

اَحْضَرَتْ اس نے حاضر کیا۔ اِحْضَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ۳۰

اَحَطْتُ میں نے احاطہ کیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم احاطہ خبر کے معنی خبر معلوم کرنے کے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہُدہُد کہتا ہے اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خَبَرًا میں نے ایسی بات معلوم کی جو آپ کو

معلوم نہیں (۱) پ ۱۹ ع ۱۲

اَحَطْنَا۔ ہم نے گھیر لیا، ہم نے معلوم کر لیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵ ع ۲

اِحْفَظُوْا۔ تم حفاظت کیا کرو، مصدر حِفْظٌ ہے جس کے معنی حفاظت کرنے کے ہیں امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر۔ پ ۷

اَحَقُّ۔ بڑا حق دار، اسم تفضیل اور فاعل دونوں کے معنی میں آتا ہے پ ۱ ع ۱۲، پ ۳ ع ۵، پ ۸ ع ۱۴، پ ۱۱ ع ۱۳، پ ۲۴ ع ۲، پ ۲۶ ع ۱۱

اَحْقَابًا۔ بے شمار قرن، بے انتہا زمانے حُقُبٌ کی جمع۔ حُقُبٌ بضم قاف زمانہ کو کہتے ہیں اور حُقْبٌ بسکون قاف زمانہ کی ایک مقررمدت کا نام ہے مگر اس مدت کی تعیین میں اہل لغت کا اختلاف ہے، بعض اَسّی برس کی مدت کو بعض ستر برس کے زمانے کو بعض تین سو برس بعض چالیس سال بعض تیس ہزار سال بتاتے ہیں، مفسرین سلف میں سے امام قتادہؒ نے صاف تصریح کر دی ہے کہ احقاب سے غیر منقطع زمانہ مراد ہے، باقی حقب کی مدت کا تعین بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ امام حسن بصریؒ سے بھی اسی کے قریب منقول ہے۔ پ ۳۰

اَحْقَافٌ۔ ریت کے لمبے لمبے اور بلند پیچ دار خم ہوئے ٹیلے۔ حِقْفٌ کی جمع ہے۔ حِقْفٌ ریت کے اس ٹیلہ کو کہتے ہیں جو مستطیل ہو اور مرتفع لیکن قدرے منحنی ہو۔ قوم عاد کا مرکزی مقام ارضِ احقاف ہے یہ حضرموت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کہ اس کے شرق میں عمان اور شمال میں ربع خالی ہے جسے صحرائے اعظم "الدھنا" بھی کہا جاتا ہے گو ربع خالی آبادی کے لائق نہیں تاہم اس کے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے قابل کچھ کچھ زمین ہے خصوصاً اس حصہ میں جو حضرموت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے اگرچہ اس وقت وہ بھی آباد نہیں اور بجز ریت کے ٹیلوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا تاہم قدیم زمانے میں اسی حضرموت اور نجران کے درمیانی حصہ میں "عاد ارم" کا مشہور قبیلہ آباد تھا۔ جس کو خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں آندھی کا عذاب بھیج کر نیست و نابود کر دیا تھا۔ شیخ عبدالوہاب نجار نے قصص الانبیاءؑ میں تصریح کی ہے کہ مجھ سے سید عبداللہ بن احمد بن عمر بن یحییٰ علوی نے جو حضرموت کے باشندے ہیں بیان کیا

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۲۶ طبع مصر

کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ ان ہلاک شدہ قوموں کے قدیم مساکن کے کھوج میں حضرموت کے شمالی میدان میں قیام پذیر ہے۔ بڑی تلاش و کوشش کے بعد ٹیلوں کی کھدائی میں سنگِ مرمر کے کچھ برتن دستیاب ہوئے جن پر خطِ مسماری میں کچھ کندہ تھا لیکن افسوس ہے کہ سرمایہ کی کمی کے باعث ان کو اس مہم سے دستبردار ہونا پڑا۔

اُحْکُمْ تو حکم کر، تو فیصلہ کر (نصر) حُکْمٌ سے جس کے معنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اَحْکُمُ میں حکم کروں گا۔ فیصلہ کرونگا۔ حُکْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔

اَحْکَمُ بہتر حکم کرنے والا۔ سب حاکموں سے بڑھکر حاکم۔ حُکْمٌ سے۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔

اُحْکِمَتْ مضبوط کی گئی، ثابت کی گئی (جس میں نہ لفظ کے اعتبار سے شبہ پیدا ہو سکتا ہے نہ معنی کے اعتبار سے) اِحْکَامٌ سے جس کے معنی محکم اور مضبوط کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔

اُحِلَّ وہ حلال کر دیا گیا۔ اِحْلَالٌ سے جس کے معنی مباح کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

اُحِلُّ میں حلال کرتا ہوں۔ اِحْلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اَحَلَّ اس نے حلال کیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اَحْلَامٌ خواب، عقلیں۔ اَحْلَامٌ حُلْمٌ کی بھی جمع ہے جس کے معنی خواب کے ہیں اور حِلْمٌ کی بھی جس کے معنی بردباری کے ہیں اور چونکہ بردباری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے حِلْمٌ کے معنی عقل کے بھی لے لیتے ہیں گویا مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں۔ سورۂ طور آیت اَمْ تَأْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ میں احلام سے مراد عقول ہیں

اَحْلَامُهُمْ ان کی عقلیں۔ اَحْلَامُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اُحِلَّتْ وہ حلال کی گئی۔ مباح کی گئی اِحْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب

اُحْلُلْ تو کھول دے (نصر) حَلٌّ سے جس کے معنی گرہ کشائی کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَحْلَلْنَا۔ ہم نے حلال کر دیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۲

اَحَلَّنَا اس نے ہم کو لا اتارا۔ اَحَلَّ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ نا ضمیر جمع متکلم۔ اِحلال کے معنی اتارنے کے بھی آتے ہیں اس کا مجرد نصر اور ضرب دونوں سے آتا ہے مادہ اشتقاق حُلُوْلٌ ہے۔ پ۲۲

اَحَلُّوْا۔ انہوں نے لا اتارا۔ اِحْلَالٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۳

اَحْمَالٌ۔ (بہت سے) حمل۔ حَمْلٌ کی جمع۔ حمل پیٹ کے بچہ کو کہتے ہیں۔ پ۲۸

اَحْمَدُ۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کے مبعوث ہونے کی بشارت اسی نام سے دی ہے۔ اَحْمَدُ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ مبالغۂ فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی دوسروں سے بہت زیادہ اللہ عزوجل کی حمد بیان کرنے والے۔ اور مبالغۂ مفعول بھی یعنی اپنے اوصاف حمیدہ کے باعث دوسروں سے زیادہ آپ کی مدح کی گئی پ۲۸

اِحْمِلْ۔ تو چڑھا لے۔ سوار کر لے (ضَرَبَ) حَمْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر حَمْلٌ کے اصلی معنی اٹھانے اور برداشت کرنے کے ہیں اور اسی مناسبت سے سوار کرنے اور چڑھانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ پ۱۲

اَحْمِلُ۔ میں اٹھا رہا ہوں۔ حَمْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۲

اَحْمِلُكُمْ۔ میں تم کو سوار کر دوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۱۰

اَحْوٰی۔ کالا سیاہ مائل بسبزی۔ سرخ مائل بسیاہی۔ حُوَّةٌ سے ماخوذ ہے حُوَّةٌ اس سیاہی کو کہتے ہیں جو مائل بسبزی ہو یا اس سرخی کو جو مائل بسیاہی ہو۔ پ۳۰

اَحْيَا۔ اس نے زندہ کیا۔ جلایا۔ اِحْيَاءٌ سے جس کے معنی جلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حَيَاةٌ مصدر ہے۔ حَيَاةٌ کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہے۔ (۱) قوت نامیہ جو نبات وحیوان میں موجود ہوتی ہے (۲) قوتِ احساس جس کی بنا پر حیوان کو حیوان کہا جاتا ہے چنانچہ آیہ شریفہ اِنَّ الَّذِیْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰی (یقیناً جس نے اس زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کر دیگا) میں زمین کی زندگی سے اس کی شادابی اور روئیدگی یعنی قوت نامیہ مراد ہے اور مردوں کے جلانے سے قوتِ احساس کا عطا کرنا مقصود ہے۔ (۳) عقل کی قوت کارکردگی۔ چنانچہ

آیت شریفہ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ (کیا وہ شخص کہ جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا) یہاں زندگی سے مراد عقل کی قوتِ کار کا عنایت کرنا ہے۔

(۴) بقاءِ فہم کے ساتھ ساتھ لذت اندوزی چنانچہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ (ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں) یہاں زندگی کہ مراد یہ ہے کہ ان میں فہم باقی ہے اور وہ اللہ کی نعمتوں سے لذت اندوز ہو رہے ہیں جس کا ذکر شہداء کے متعلق خود قرآنِ عظیم میں اور بکثرت احادیث میں وارد ہے (۵) آخرت کی دائمی زندگی جیسے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ (اے کاش میں اپنی اخروی زندگی کے لئے کچھ نیک عمل آگے بھیجدیتا) یہاں حیات سے حیاتِ اخروی دائمی مراد ہے (۶) حیات جب اللہ جل شانہ کی صفت واقع ہو تو حیّ سے مراد وہ ذاتِ قدوس ہے جس کے متعلق کبھی موت کا تصور کیا ہی نہیں جا سکتا۔ (۷) ہلاکت سے نجات دینا چنانچہ آیت وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا (اور جو شخص کسی کو بچا لیوے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا) میں حیات سے ہلاکت سے بچانا مقصود ہے۔ ۳۳ ۲۴ ۱۲ ۲۴ ۲۶ ۲۲ ۲۴ ۲۵

اَحْیَاکُمْ اس نے تم کو جلایا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۴ ۲۴

اَحْیَاھَا اس کو جلایا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۲۶

اَحْیَاھُمْ ان کو جلایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲

اَحْیَاءٌ زندہ لوگ۔ حَیٌّ کی جمع ۲ ۴ ۱۴ ۱۷ ۲۲ ۲۹ ۳۰

اُحِیْطَ وہ گھیر لیا گیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۵ ۲۵

اُحْیِیْ میں جلاتا ہوں۔ زندہ کرتا ہوں۔ اِحْیَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۳ ۲۳ ۱۲

اَحْیٰی اس نے جلایا۔ اس نے زندہ کیا۔ اِحْیَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۴

اَحْیَیْتَنَا تو نے ہم کو جلایا۔ اَحْیَیْتَ۔ اِحْیَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم ۲۴

اَحْیَیْنَا ہم نے جلایا۔ اِحْیَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۶ ۱۲

اَحْیَیْنٰہُ ہم نے اس کو زندہ کر دیا ہُ ضمیر واحد مذکر

غائب ۔ ث

أَحْيَيْنٰهَا ۔ ہم نے اس کو زندہ کر دیا ۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب

فصل الخاء المعجمہ

أَخٌ ۔ بھائی۔ اصل میں ہر وہ شخص جو پیدائش میں ماں باپ یا صرف باپ یا صرف ماں کی طرف سے یا رضاعت میں دوسرے کا شریک ہو ۔ اخ کہلاتا ہے لیکن مجازاً ہر اس شخص کو بھی اخ کہدیتے ہیں جو قبیلہ یا مذہب یا صنعت و حرفت یا دوستی و محبت وغیرہ میں کسی دوسرے کا شریک ہو ۔ لفظ اخ جبکہ یا متکلم کے سوا کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو تو بحالت رفع و کے ساتھ اور بحالت نصب الف کے ساتھ اور بحالت جری کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔

أَخَا عَادٍ ۔ عاد کے بھائی یعنی حضرت ہود علیہ السلام یہ قوم عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے ملاحظہ ہو (هُوْد)

أَخَافُ ۔ میں ڈرتا ہوں (س ع م) خَوْفٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اللہ تعالیٰ سے خوف کا یہ مطلب نہیں کہ جیسے انسان شیر کے دیکھنے سے ڈر جاتا ہے اسی قسم کا رعب اللہ تعالیٰ کے تصور سے اس کے قلب پر طاری ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا یہ مطلب ہے کہ انسان گناہوں سے بچتا رہے اور نیکی کی طرف متوجہ رہے اسی بنا پر کہا گیا ہے لَا يُعَدُّ خَائِفًا مَنْ لَمْ يَكُنْ لِلذُّنُوْبِ تَارِكًا جو گناہوں کو نہیں چھوڑتا اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں کہا جا سکتا ۔

أُخَالِفَكُمْ ۔ میں تمہاری مخالفت کروں ۔ أُخَالِفُ مُخَالَفَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۔

أَخَانَا ۔ ہمارا بھائی ۔ أَخَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

أَخَاهُ ۔ اس کا بھائی ۔ أَخَا مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

أَخَاهُمْ ۔ ان کے بھائی ۔ أَخَا مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

أَخْبَارَكُمْ ۔ تمہارے احوال ۔ تمہاری خبریں ۔ أَخْبَار مضاف

کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اَخْبَار خَبَرٌ کی جمع ہے ۔ پ ۲۴

اَخْبَارَهَا اس کی خبریں۔ اَخْبَار مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۔ پ ۳۰

اَخْبَتُوْا وہ جھکے۔ انھوں نے عاجزی کی اِخْبَاتٌ سے جس کے معنی تواضع اور خضوع و خشوع کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔ پ ۱۲

اُخْتٌ بہن۔ اَخٌ کی تانیث ہے۔ اَخَوَاتٌ جمع ۔ پ ۱۶

اِخْتَارَ اس نے چن لیا۔ اِخْتِيَارٌ سے جس کے معنی انتخاب کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹

اِخْتَرْتُكَ میں نے تجھکو پسند کیا۔ اِخْتَرْتُ اِخْتِيَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶

اِخْتَرْنَاهُمْ ہم نے ان کو پسند کرلیا۔ اِخْتَرْنَا اِخْتِيَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۵

اِخْتَصَمُوْا انھوں نے جھگڑا کیا۔ اِخْتِصَامٌ سے جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۷

اُخْتُكَ تیری بہن۔ اُخْتُ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۔ پ ۱۶

اِخْتِلَافٌ کے معنی ہیں معاملہ یا گفتگو میں وہ طریق کار اختیار کرنا جو دوسرے کا نہ ہو۔ اور چونکہ اس رویہ سے عموماً جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اختلاف نزاع کے معنی میں بھی مستعمل ہونے لگا۔ اختلافِ لیل و نہار کے معنی ہیں دن رات کا آگے پیچھے آنا۔ پ ۲ پ ۴ پ ۱۱ پ ۱۸ پ ۲۱ پ ۲۵ اِخْتِلَافًا پ ۵

اِخْتِلَاقٌ افترا۔ بہتان طرازی۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے۔ پ ۲۳

اِخْتَلَطَ وہ مل گیا۔ اِخْتِلَاطٌ سے جس کے معنی ملنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۷ پ ۱۱ پ ۱۵

اِخْتَلَفَ اس نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲ پ ۳ پ ۱۲ پ ۲۵

اُخْتُلِفَ اختلاف کیا گیا۔ اِخْتِلَافٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۲ پ ۲۴

اِخْتَلَفْتُمْ تم نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۵ پ ۲۵

اِخْتَلَفُوْا انھوں نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲ پ ۳ پ ۴ پ ۶ پ ۱۱ پ ۱۴ پ ۲۵

اُخْتِہٖ ۔ اس کی بہن۔ اُخْتِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

اُخْتَهَا ۔ اس کی بہن۔ اُخْتَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔

اُخْتَيْنِ ۔ دو بہنیں۔ اُخْتٌ کا تثنیہ۔

اَخْدَانٍ ۔ چھپے یار۔ چھپے آشنا۔ خِدْنٌ کی جمع ہے خِدْن کا استعمال مذکر و مؤنث دونوں میں ہوتا ہے۔

اُخْدُوْدِ ۔ کھائی۔ خندق۔ اَخَادِيْد جمع (ملاحظہ ہو اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ)۔

اٰخِذٌ ۔ پکڑنے والا۔ اَخْذٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔

اَخْذٌ ۔ پکڑ۔ پکڑنا۔ یہ مصدر ہے اس کے معنی کبھی لینے کے آتے ہیں اور کبھی پکڑنے کے یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ اَخْذًا ۔ اَخْذَةً ۔

اَخَذَ ۔ اس نے پکڑا۔ اس نے لیا۔ (نصر) اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اُخِذَ ۔ وہ لیا گیا۔ اَخْذٌ سے معنی لینے کے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اَخَذَتْ ۔ اس نے آ پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

اَخَذْتُ ۔ میں نے پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔

اَخَذَتْكُمْ ۔ اس نے تم کو پکڑا۔ تم کو آلیا۔ اَخَذَتْ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

اَخَذْتُمْ ۔ تم نے لیا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

اَخَذَتْهُ ۔ اس کو پکڑ لیا (آمادہ کر دیا) اَخَذَتْ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اَخَذْتُهَا ۔ میں نے اس کو پکڑا۔ اَخَذْتُ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔

اَخَذْتُهُمْ ۔ میں نے ان کو پکڑا۔ اَخَذْتُ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اَخَذَتْهُمُ ۔ ان کو آ پکڑا۔ اَخَذَتْ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اَخَذْنَ ۔ ان عورتوں نے لیا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب۔

اَخَذْنَا ۔ ہم نے لیا۔ ہم نے پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ

جمع متکلم [illegible]

آخَذْنٰہُ۔ ہم نے اس کو پکڑا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ [illegible]

اَخَذْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو پکڑا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے [illegible]

اُخِذُوْا۔ وہ پکڑے گئے۔ اَخْذٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اَخَذَہٗ۔ اس کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

اَخْذَہٗ۔ اس کی پکڑ۔ اَخْذَ مصدر مضاف۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَخَذَھُمْ۔ ان کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

اَخْذِھِمْ۔ ان کا لینا۔ اَخْذِ مصدر مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اٰخِذِیْنَ۔ لینے والے۔ اَخْذٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ آخِذٌ کی جمع [illegible]

اٰخِذِیْہِ۔ اس کے لینے والے۔ اس میں ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ اٰخِذِیْ اصل میں اٰخِذِیْنَ تھا اضافت کے سبب سے نؔ گر گیا۔ اٰخِذِیْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ [illegible]

اٰخَرُ۔ دوسرا۔ الاٰخَرُ سے معدول ہے اور اس بارے میں یہ اپنی آپ نظیر ہے ورنہ عام قاعدہ کے مطابق جو صیغہ بھی اَفْعَلُ سے آتا ہے یا تو اس کے بعد مِنْ لفظاً یا تقدیراً مذکور ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کی نہ جمع آتی ہے نہ تثنیہ نہ تانیث۔ یا مِنْ مذکور نہیں ہوتا تو پھر اس پر الف لام داخل ہوکر اس کی جمع بھی آتی ہے اور تثنیہ بھی۔ البتہ یہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے اور اس کی جمع بغیر الف لام کے آتی ہے جیسے اُخَرُوْنَ۔ [illegible]

اٰخِرُ۔ پچھلا۔ جہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت ہو وہاں تمام مخلوقات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والی ذات مراد ہے۔ [illegible]

اُخَرُ۔ اور، دوسرے۔ اُخْرٰی کی جمع [illegible]

اَخَّرَ۔ اس نے پیچھے چھوڑا۔ تَاْخِیْرٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ [illegible]

اِخْرَاجٌ۔ نکالنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ تر ذوات و اعیان کے متعلق ہوتا ہے یا تکوین (رونما کرنا یا بنانا) کے معنی میں جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ [illegible] اخراجًا [illegible]

اِخْرَاجِكُمْ۔ تمہارا نکالنا۔ اِخْرَاجٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ [illegible]۔

اِخْرَاجُهُمْ۔ ان کا نکالنا۔ اِخْرَاجٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اُخْرَانِ۔ دو دوسرے۔ اُخَرُ کا تثنیہ [illegible]

اَخَّرَتْ۔ اس نے پیچھے چھوڑا۔ تَاْخِیْرٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور ڈھیل دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب [illegible]

اَخَّرْتَنِیْ۔ تو نے مجھ کو ڈھیل دی۔ اَخَّرْتَ تَاْخِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ [illegible]

اَخَّرْتَنَا۔ تو نے ہم کو ڈھیل دی اَخَّرْتَ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم۔ [illegible]

اَخْرَجَ۔ اس نے نکالا اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اَخْرِجْ۔ تو نکال اِخْرَاجٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ [illegible]

اُخْرُجْ۔ تو نکل (نَصَرَ) خُرُوْجٌ سے جس کے معنی نکلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ [illegible]

اُخْرَجُ۔ میں نکالا جاؤں گا۔ اِخْرَاجٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد متکلم۔ [illegible]

اُخْرِجَتْ۔ وہ نکالی گئی (بھیجی گئی) اِخْرَاجٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب [illegible]

اَخْرَجَتْ اس نے نکال باہر کیا۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب [illegible]

اَخْرَجْتُكَ اس نے تجھکو نکالا۔ اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ [illegible]

اُخْرِجْتُمْ۔ تم نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ [illegible]

اَخْرَجَكَ اس نے تجھکو نکالا۔ اَخْرَجَ صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر [illegible]

اَخْرَجَكُمْ اس نے تم کو نکالا اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ [illegible]

اُخْرِجْنَا۔ ہم نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲/۱۶

اَخْرِجْنَا۔ تو ہم کو نکال۔ اَخْرِجْ۔ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَخْرِجْ) ۵/۸ ۱۰/۱۵ ۲۲/۱۶

اَخْرَجْنَا۔ ہم نے نکالا۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۳/۵ ۷/۱۸ ۸/۱۳ ۱۴/۱۱ ۲۰/۲ ۲۲/۱۶ ۲۷/۱

اَخْرَجْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو نکال باہر کیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۱۹/۸

اَخْرَجَنِیْ۔ اس نے مجھ کو نکالا۔ اَخْرَجَ۔ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۳/۳

اَخْرِجْنِیْ۔ تو مجھے نکال۔ اَخْرِجْ صیغہ امر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم ۵/۳

اُخْرِجُوْا۔ وہ نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۴/۹ ۱۰/۱۳ ۲۲/۱۵ ۲۳/۸

اُخْرُجُوْا۔ تم نکلو۔ خُرُوْجٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۵/۸

اَخْرِجُوْا۔ تم نکالو۔ اِخْرَاجٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۵/۱۶ ۱۹/۱۹

اَخْرِجُوْهُمْ۔ تم ان کو نکالو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۸/۱۵ ۹/۱۵

اَخْرَجُوْکُمْ۔ انھوں نے تم کو نکالا۔ اَخْرَجُوْا صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۲/۸ ۲۸/۷

اَخْرَجَهٗ۔ اس کو نکالا۔ اَخْرَجَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۰/۱۱

اَخْرَجَهُمَا۔ ان دونوں کو نکالا۔ اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے ۱/۳

اٰخِرُنَا۔ ہمارا پچھلا۔ اٰخِرُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم۔ مضاف الیہ۔ ۷/۵

اَخَّرْنَا۔ ہم نے تاخیر کی۔ ہم نے روکے رکھا۔ تَاخِیْرٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۱۲/۱

اَخِّرْنَا۔ ہم کو مہلت دے۔ تاخیر عطا کر۔ اَخِّرْ۔ تَاخِیْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم ۵/۱۱ ۱۳/۱۷

اٰخَرُوْنَ۔ دوسرے۔ اور لوگ۔ اٰخَرُ کی جمع بحالت رفع۔ ۱/۱۱ ۱۸/۱۹ ۲۹/۱۱

اٰخِرَةٌ۔ آخرت۔ عالم بقا۔ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ میں آخرت بمعنی پچھلے کے ہے ۱/۱۰،۱۲،۱۵ ۲ ۱۳

۱/۱۲،۱۳،۱۹ ۴/۹،۱۱ ۳/۱۱،۱۳،۱۴،۱۵،۱۷ ۶/۹،۱۰،۱۹ ۵/۶،۱۵،۱۹

۵/۱۹ ۷/۵،۹،۱۱ ۸/۱۰،۱۷ ۹/۱،۵،۱۲ ۱۰/۷،۹،۱۱ ۱۱/۵،۱۲،۱۵

۱۰/۱۹ ۱۱/۱۲ ۱۲/۳،۹،۱۵ ۱۳/۱،۵،۹،۱۰،۱۱،۱۳،۱۹ ۱۴/۹،۱۰،۱۲،۱۹

پ۱۴ ع۱۳و۱۰و۲۲ پ۱۵ ع۱و۲و۵و۸و۱۲ پ۱۶ ع۱۹ پ۱۷ ع۹ پ۱۸ ع۳و۴و۹ پ۱۹ ع۲
پ۲۰ ع۱و۱۰و۱۲و۱۳و۱۵ پ۲۱ ع۳و۵و۱۰و۲۰ پ۲۲ ع۳و۶و۸ پ۲۳ ع۱۰و۱۵
پ۲۳ ع۱۲ پ۲۴ ع۲و۱۰و۱۵و۱۶و۱۸ پ۲۵ ع۳و۸ پ۲۶ ع۵و۹و۲۰ پ۲۸ ع۳و۹ پ۲۹ ع۲
پ۲۹ ع۱۲ پ۳۰ ع۳و۱۲و۱۶و۱۹

اُخْرَاهُ۔ اس کا آخر۔ اُخر مضاف ہُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۴ ع۱۶

اُخْرٰی۔ دوسری پچھلی۔ اٰخَر اور اُخر دونوں کی مؤنث اُخری آتی ہے۔ پ۲ ع۶و۱۰ پ۳ ع۱۲ پ۵ ع۸ پ۷ ع۶ پ۸ ع۶و۷ پ۱۱ ع۱۰و۱۱و۱۳
پ۱۴ ع۱۴ پ۱۶ ع۱۵ پ۲۲ ع۲و۴ پ۲۴ ع۱۱و۱۳ پ۲۶ ع۵و۶ پ۲۸ ع۱۰و۱۶

اُخْرٰىكُمْ۔ تمہاری پچھلی (جماعت) اُخری مضاف کُم ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۴

اٰخَرِيْنَ۔ دوسرے۔ اٰخر کی جمع بحالت نصب وجر۔ پ۸ ع۹و۱۳ پ۱۱ ع۱۱ پ۱۳ ع۱ پ۱۷ ع۴ پ۱۸ ع۲ پ۱۹ ع۲و۹و۱۳
پ۲۳ ع۱۳و۸ پ۲۵ ع۱۴ پ۲۸ ع۱۱

اٰخِرِيْنَ۔ پچھلے۔ اٰخر کی جمع بحالت نصب وجر
پ۱۴ ع۹ پ۲۱ ع۸و۷ پ۲۵ ع۱۱ پ۲۷ ع۱۴و۱۵ پ۲۹ ع۲۱

اُخْرٰىهُمْ۔ ان کی پچھلی (جماعت) اُخری مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۸

اَخْزٰی۔ زیادہ رسوا۔ زیادہ شرمسار۔ خِزْیٌ سے جس کے معنی رسوائی کے ہیں یا خِزَایَۃٌ سے جس کے معنی شرمندگی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۲۴ ع۱۹

اَخْزَيْتَهٗ تو نے اس کو رسوا کیا، شرمسار کیا۔ اَخْزَيْتَ اِخْزَاءٌ سے۔ جس کے معنی رسوا اور شرمسار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۴ ع۱۰

اَخْسَرُوْنَ۔ سب سے زیادہ نقصان پانے والے زیادہ ٹوٹا اور گھاٹا پانے والے۔ اَخْسَر کی جمع بحالت رفع خُسْرَانٌ اور خَسَارَۃٌ سے جس کے معنی ٹوٹا اور گھاٹا پانے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۲ ع۲ پ۱۹ ع۱۶

اَخْسَرِيْنَ زیادہ نقصان میں رہنے والے۔ زیادہ گھاٹا پانے والے اَخْسَر کی جمع بحالت نصب وجر۔ پ۱۲ ع۶ پ۱۷

اِخْسَئُوْا۔ پڑے رہو پھٹکارے ہوئے (ذلیل) خَسَاءٌ جس کے معنی پھٹکارنے اور دھتکارنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۸

اِخْشَوْا۔ تم ڈرو۔ (مقیم) خَشْيَۃٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۱

اِخْشَوْنِیْ تم مجھ سے ڈرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم کی ہے۔ پ۲ پ۶ ع۵و۱۱

اِخْشَوْهُمْ تم ان سے ڈرو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع

مذکر غائب ہے۔ پ

اَخْضَرٌ سبز ہرا۔ خُضْرٌ سے جس کے معنی سبز ہونے کو ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

اَخْطَأْتُمْ۔ تم چوک گئے۔ تم نے خطا کی۔ اِخْطَاءٌ سے جس کے معنی چوکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر خطا کی مختلف صورتیں ہیں (۱) جو چیز مستحسن نہ ہو اس کا ارادہ کرے اور کر گزرے ایسی خطا مکمل خطا ہے جو قابلِ گرفت ہے۔ قرآنِ عظیم میں جو ارشاد ہے اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا (بیشک ان کا مارنا بڑی خطا ہے) یہاں خطا سے یہی خطا مراد ہے (۲) ارادہ تو اچھے ہی فعل کا کیا لیکن غلطی سے اس کے خلاف ہو گیا خطا اگرچہ یہ بھی ہے لیکن چونکہ ارادہ اچھا تھا اس لئے ایسی خطا قابلِ مواخذہ نہیں قرار دی گئی حدیث شریف میں وارد ہے رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ (میری امت سے خطا و نسیان مرفوع عہ ہے) آیت شریفہ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً (اور جس نے مسلمان کو قتل کیا غلطی سے) میں اسی قسم کی خطا مراد ہے۔ پ

اَخْطَأْنَا۔ ہم نے خطا کی۔ ہم چوک گئے۔ اِخْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔ پ

اَخْفِضْ تو جھکا دے (ضَرَبَ) خَفْضٌ سے جس کے معنی پست ہونے نرم روی اختیار کرنے اور جھکنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ

اَخْفٰى۔ زیادہ پوشیدہ۔ خِفَاءٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

اُخْفِيَ۔ وہ چھپایا گیا۔ اِخْفَاءٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

اَخْفَيْتُمْ تم نے چھپایا۔ اِخْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ

اُخْفِيْهَا۔ میں اس کو مخفی رکھتا ہوں۔ اُخْفِيْ اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ

اَخِلَّاءُ۔ دوست۔ احباب۔ خَلِيْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی دوست کے ہیں۔ پ

اَخْلَدَ۔ وہ سدا رہا۔ اِخْلَادٌ سے جس کے معنی ہمیشہ رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اَخْلَصْنٰهُمْ ہم نے ان کو امتیاز دیا۔ ہم نے ان کو خالص کر لیا۔ اَخْلَصْنَا۔ اِخْلَاصٌ سے جس کے معنی خالص کرنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ

عہ یعنی اسکی بابت پرسش نہیں

أَخْلَصُوا۔ انہوں نے خالص رکھا۔ إِخْلَاصٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اخلاص کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا سب سے بیزاری ظاہر کر دی جائے۔ پ۵ ع۱۸

إِخْلَعْ۔ تو اتار ڈال۔ (فَتَحَ) خَلْعٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۶ ع۱۰

أَخْلَفْتُمْ۔ تم نے خلاف کیا۔ إِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اخلاف وعدے کے معنی وعدہ خلافی کے ہیں۔ پ۱۶ ع۱۴

أَخْلَفْتُكُمْ۔ میں نے تم سے وعدہ خلافی کی۔ أَخْلَفْتُ إِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۱۳ ع۱۹

أَخْلَفْنَا۔ ہم نے وعدہ خلافی کی۔ إِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۶ ع۱۴

أُخْلُفْنِي۔ میرا خلیفہ رہ (نَصَرَ) أُخْلُفْ خِلَافَةٌ سے جس کے معنی خلیفہ ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ۹

أَخْلَفُوا۔ انہوں نے خلاف کیا۔ انہوں نے وعدہ خلافی کی۔ إِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ پ۱۰ ع۱۶

أَخْلُقُ۔ میں بنا دیتا ہوں (نَصَرَ) خَلْقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ لفظ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کے بیان میں آیا ہے۔ یہاں خلق سے استحالہ (تبدیلِ ماہیت یا انقلابِ حقیقت) مراد ہے۔ پ۳ ع۱۴

أَخُنْهُ۔ میں نے اس سے خیانت کی (نَصَرَ) أَخُنْ خِیَانَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ لَمْ أَخُنْهُ میں نے اس سے خیانت نہیں کی۔ لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی دیتا ہے۔ پ۱۳ ع۱

أَخَوَاتِكُمْ۔ تمہاری بہنیں۔ أَخَوَاتٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ أَخَوَاتٌ أُخْتٌ کی جمع ہے (دیکھو أُخْتٌ) پ۴ ع۱۴ پ۱۸ ع۱۴

أَخَوَاتِهِنَّ۔ ان عورتوں کی بہنیں۔ أَخَوَاتِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ۱۸ پ۲۲ ع۴

أَخْوَالِكُمْ۔ تمہارے ماموں۔ أَخْوَالٌ خَالٌ کی جمع۔ خَالٌ ماموں کو کہتے ہیں۔ أَخْوَالِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۸ ع۱۴

إِخْوَانٌ۔ بھائی۔ أَخٌ کی جمع (دیکھو أَخٌ) پ۲ ع۱۰ پ۲۶ ع۱۵

إِخْوَانًا پ۴ ع۴

إِخْوَانُكُمْ۔ تمہارے بھائی۔ إِخْوَانٌ مضاف كُمْ ضمیر

جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۲ ۳ ۹
اِخْوَانِکُمْ ۳۳

اِخْوَانِنَا۔ ہمارے بھائی۔ اِخْوَانِ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ۲۸

اِخْوَانِہِمْ۔ ان کے بھائی۔ اِخْوَانِ مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۳ ۴ ۵ ۶ ۱۸ ۲۴

اِخْوَانِہِنَّ۔ ان عورتوں کے بھائی۔ اِخْوَانِ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۸ ۲۲

اِخْوَتِکَ۔ تیرے بھائی۔ اِخْوَۃ اَخٌ کی جمع ہے (دیکھو اَخٌ) اِخْوَۃ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۲

اِخْوَتِہٖ۔ اس کے بھائی۔ اِخْوَۃ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱۲

اِخْوَتِیْ۔ میرے بھائی۔ اِخْوَۃ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ ۱۳

اَخُوْکَ۔ تیرا بھائی۔ اَخُوْ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۳ ۱۶

اَخُوْہُ۔ اس کا بھائی۔ اَخُوْ مضاف ہُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱۲

اِخْوَۃٌ۔ بھائی۔ اَخٌ کی جمع۔ ۴ ۱۲ ۱۳ ۲۶

اَخُوْہُمْ۔ ان کا بھائی۔ اَخُوْ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۸ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۹

اَخَوَیْکُمْ۔ تمہارے دونوں بھائی۔ اَخَوَیْ اَخٌ کا تثنیہ بحالتِ نصب و جر۔ اصل میں اَخَوَیْنِ تھا اضافت کے سبب ن گر گئی اَخَوَیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۶

اَخِیْ۔ میرا بھائی۔ اَخٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ ۶ ۹ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۶

اَخْیَارٌ۔ نیک لوگ۔ خَیْر کی جمع ہے۔ خَیْر صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے۔ ۲۳

اَخِیْکَ۔ تیرا بھائی۔ اخ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۱۲

اَخِیْہِ۔ اس کا بھائی۔ اَخٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۶ ۷ ۸ ۱۲ ۱۳ ۲۶ ۲۸ ۳۰

فصل الدال المهملة

اِدًّا۔ بھاری بوجھ۔ ابن خالویہ لغوی نے اچنبھے کے معنی بیان کئے ہیں۔ اور علامہ راغب نے اِدًّا کے

معنی ایسے نامناسب کام کے بتلانے ہیں جس کے کرنے
سے شور مچ جائے۔ پ

اَدَاءٌ۔ حق کا ایک دم پورا پورا دینا اور پہنچانا یہ مصدر ہے۔ پ

اِدّٰارَأْتُمْ۔ تم نے ایک دوسرے پر دھرا۔ تَدَارُؤٌ سے جس
کے معنی تدافع یعنی ایک دوسرے پر ڈالنے کے ہیں ماضی
کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَدَارَأْتُمْ تھا۔ تا کو
ادغام کے باعث دال بنایا پھر ابتداء بالسکون کی
دشواری کی وجہ سے شروع میں ہمزہ وصل لائے۔ پ

اِدّٰارَكَ۔ تھک کر رہ گیا۔ فنا ہو گیا تَدَارُكٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں تَدَارَكَ تھا۔ تا
کا دال میں ادغام کر کے شروع میں ہمزہ وصل لائے
تَدَارُكٌ کے معنی اصل میں پے در پے کسی کام کے
ہونے اور یکے بعد دیگرے ایک چیز کے کسی دوسری چیز کو
ملنے کے ہیں مگر یہاں تھک کر رہ جانے اور فنا ہونے کے
معنی مراد ہیں۔ جب کسی خاندان کے لوگ پے در پے
ہلاک ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسے موقع پر اہل عرب
بولتے ہیں تَدَارَكَ بنو فلان (فلاں خاندان کے لوگ
پے در پے ہلاک ہو گئے) یہاں فنا ہونے کے معنی اسی
محاورے سے ماخوذ ہیں۔ پ

اِدّٰارَكُوْا۔ وہ گر چکے۔ اگلے پچھلوں سے جا ملے۔ تَدَارُكٌ
جس کے معنی پے در پے ایک کے دوسرے سے ملنے کے
ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اصل میں تَدَارَكُوْا تھا
جو تَدَارُكٌ میں عمل ہوا وہی اس میں ہوا۔ پ

اِدْبَارٌ۔ پیٹھ پھیرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ

اَدْبَارٌ۔ پیٹھیں دُبُرٌ کی جمع ہے پیچھے کے معنی میں
بھی مستعمل ہوتا ہے۔ پ پ پ پ پ

اَدْبَارَكُمْ۔ تمہاری پیٹھیں تمہاری پشتیں۔ اَدْبَارِ مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ

اَدْبَارِهَا۔ اس کی پیٹھ اس کی پشت اَدْبَارِ مضاف
هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ

اَدْبَارَهُمْ۔ ان کے پیچھے ان کی پیٹھیں اَدْبَار مضاف
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ پ پ پ

اَدْبَرَ۔ اس نے پیٹھ پھیری۔ اِدْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ پ پ

اُدْخِلَ۔ وہ داخل کیا گیا۔ اِدْخَالٌ سے جس کے معنی
داخل کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب
پ پ

اَدْخِلْ۔ تو داخل کر۔ اِدْخَالٌ سے امر کا صیغہ واحد

مذکر حاضر پ۱۹ ع۱۹

اُدْخُلْ۔ تو داخل ہو (نَصَرَ) دُخُولٌ سے جس کے معنی داخل ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۴ ع۱

اُدْخُلَا۔ تم دونوں داخل ہو۔ دُخُولٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ پ۲۸ ع۲۰

اَدْخِلْنَا۔ ہم کو داخل کر۔ اَدْخِلْ۔ اِدْخَالٌ سے صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ۹ ع۸

اَدْخَلْنٰهُ۔ ہم نے اس کو داخل کیا۔ اَدْخَلْنَا اِدْخَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۷ ع۵

اَدْخَلْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو داخل کیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۱۷ ع۶ پ۱۷ ع۵

اُدْخِلَنَّكُمْ۔ میں تم کو ضرور داخل کروں گا۔ اُدْخِلَنَّ اِدْخَالٌ سے۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۵

اُدْخِلَنَّهُمْ۔ میں ان کو ضرور داخل کروں گا اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۴

اَدْخِلْنِیْ۔ تو مجھے داخل کر۔ اَدْخِلْ اِدْخَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۵ ع۹ پ۱۹ ع۱۶

اُدْخُلُوْا۔ تم داخل ہو۔ دُخُولٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ ع۶ پ۶ ع۷ پ۸ ع۹ پ۱۳ ع۱۱ پ۹ ع۱۰ پ۱۳ ع۲ پ۱۴ ع۱۰ پ۱۹ ع۱۶ پ۲۴ ع۱۲ پ۲۵ ع۱۳ پ۲۵ ع۱۲

اُدْخِلُوْا۔ وہ داخل کیے گئے۔ اِدْخَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۲۹ ع۱۰

اَدْخِلُوْا۔ تم داخل کرو۔ اِدْخَالٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۴ ع۱۰

اُدْخُلُوْهَا۔ تم اس میں داخل ہو۔ اُدْخُلُوْا صیغہ امر هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ۱۴ ع۴ پ۲۴ ع۵ پ۲۶ ع۱۷

اَدْخِلْهُمْ۔ ان کو داخل کر۔ اَدْخِلْ صیغہ امر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۲۴ ع۹

اُدْخُلِیْ۔ تو (عورت) داخل ہو۔ دُخُولٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ۱۹ ع۱۸ پ۳۰ ع۱۲

اَدْرِیْ۔ میں جانتا (ضَرَبَ) دِرَايَةٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے متعلق جاننے اور معلوم کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۲۹ ع۱۲

اَدْرَكَهُ۔ اس کو پالیا اِدْرَاكٌ سے جس کے معنی کسی شئ کو پوری طرح پالینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۱ ع۱۴

اِدْرَءُوْا۔ تم دفع کرو۔ تم دور کرو۔ (فَتَحَ) دَرْءٌ سے

جس کے معنی دفع کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

اَدْرِیْ - میں جانتا ہوں (ضَرَبَ) دِرَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اِدْرِیْس - خدا کے بھیجے ہوئے سچے اور جلیل القدر نبی تھے۔ لفظ ادریس کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ لفظ سریانی ہے یا عربی۔ عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق دراست سے ہے جس کے معنی پڑھنے اور یاد کرنے کے ہیں صحف الٰہیہ کے مطالعہ و درس کی کثرت کی وجہ سے آپ کو ادریس کہا گیا۔ لیکن زمخشری نے کشاف میں اور مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور دراست سے اس کا اشتقاق بتانا محض وہم ہے صحیح نہیں۔ زمخشری کہتے ہیں کہ اگر ادریس کو بروزن اِفْعِیْلٌ دَرْسٌ سے مشتق مانا جائے تو اسے منصرف ہونا چاہئے کیونکہ اس صورت میں اس میں صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی رہتی ہے حالانکہ یہ منصرف نہیں بلکہ غیر منصرف ہے لہٰذا اس کا غیر منصرف ہونا اس کی عجمیت کی دلیل ہے۔ زمخشری نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے ادریس جس زبان کا لفظ ہو اس زبان میں اس کے معنی درس او دراست کے ملتے جلتے ہوں جس سے راوی نے اس کو درس سے مشتق خیال کر لیا ہو۔ [1]

صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سریانی تھے اس لئے ممکن ہے کہ یہ نام بھی سریانی ہو قرآنِ عزیز میں حضرت ادریس کا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے ایک سورۂ مریم میں دوسرے سورۂ انبیاء میں۔ آپ کے نام و نسب اور زمانہ کے متعلق مورخین کو سخت اختلاف ہے اور اس وجہ سے کہ کوئی صحیح رائے اس بارے میں قائم نہیں کی جا سکتی۔ قرآنِ عظیم کا مقصد چونکہ رشد و ہدایت ہے نہ کہ تاریخی بحث اس لئے اس میں صرف آپ کی صفاتِ عالیہ نبوت۔ صدیقیت۔ صبر اور رفعتِ منزلت کا ذکر ہے۔ یہی حال احادیث کا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ تمام تر اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جس میں سخت اختلاف و تضاد ہے۔ معراج کی صحیحین والی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے آسمان پر حضرت

[1] ملاحظہ ہو تفسیر کشاف سورۂ مریم ج ۲ ص ۲۸۴ طبع مصر ۱۳۰۷ھ۔ [2] فتح الباری جزو ۱۲ ص ۲۲۵ طبع انصاری دہلی۔

ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی تھی صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ آپ نبی اور رسول تھے اور آپ ہی نے سب سے پہلے تحریر میں قلم کا استعمال کیا۔[1] ابن اسحٰق نے آپ کی اولیات میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے کپڑے سیئے۔[2] امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ الیاس نبی کا ہی نام ادریس ہے عبداللہ بن مسعودؓ کی جس روایت کا امام بخاریؒ نے حوالہ دیا ہے۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتمؒ نے اس کو بسند حسن روایت کیا ہے لیکن عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ضعف ہے۔ ان ہی دونوں روایات کی بنا پر حافظ ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دادا نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں کیونکہ حضرت الیاس کے متعلق روایات میں موجود ہے کہ آپ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زندگی میں اٹھایا جانا کسی مرفوع اور قوی روایت سے ثابت نہیں ہے اور طبری نے جو کعب احبار کی اس سلسلہ میں روایت نقل کی ہے وہ اسرائیلیات میں سے ہے جس کی صحت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔[3] حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں آپ کے ذکر میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء تفسیر واحکام کا یہ خیال ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمل کے متعلق باتیں بیان کی ہیں اور وہ ان کو ہرمس[4] الہرامسہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کے متعلق اسی طرح غلط بیانیوں سے کام لیتے ہیں جس طرح کہ دوسرے انبیاء علماء حکماء اور اولیاء کے متعلق کیا گیا ہے۔[5] پ ۱۶ پ ۱۷

اَدْرٰىكَ۔ تجھے واقف کیا۔ تجھے خبردار کیا۔ اَدْرٰى اِدْرَاءٌ سے جس کے معنی واقف کرنے اور بتانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔

پ ۲۹ ۵، ۳ پ ۳۰ ۶، ۸، ۹، ۱۱، ۱۵، ۲۲، ۳، ۳، ۲۹

اَدْرٰىكُمْ۔ تم کو خبردار کیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر

---

۱ و ۲ فتح الباری جزو ۱۳ ص ۲۲۶ طبع مصر ۳ ایضاً ص ۲۲۸۔ ۴ ہرمس علم نجوم کے ماہر اور عالم کو کہتے ہیں۔ ہرمس الہرامسہ کے معنی ہیں علماء نجوم کا استاذ الاساتذہ ہرمس یونان کا ایک مشہور منجم گزرا ہے۔ ۵ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۹ مصر ۱۳۴۸ھ۔

حاضر ہے۔ سلا۔

اُدْعُ۔ تو مانگ۔ تو دعا کر۔ تو بلا۔ (نصر) دَعْوَۃٌ سے جس کے معنی بلانے اور مانگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۸ پ۹ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۲۲ پ۲۵

اُدْعُوْا۔ تم بلاؤ۔ تم پکارو۔ دَعْوَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۲۴ پ۲۲

اَدْعُوْا۔ میں بلاتا ہوں۔ میں پکاروں گا۔ دَعْوَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳ پ۱۶ پ۲۹

اَدْعُوْكُمْ۔ میں تم کو بلاتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۴

اُدْعُوْنِیْ۔ مجھ کو پکارو۔ اُدْعُوْا صیغہ امر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم پ۲۴

اُدْعُوْهُ۔ اس کو پکارو۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۸ پ۹ پ۲۴

اُدْعُوْهُمْ۔ ان کو پکارو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۹ پ۲۱

اُدْعُهُنَّ۔ ان کو بلا۔ اُدْعُ صیغہ امر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ پ۳

اَدْعِيَائَكُمْ۔ تمہارے منہ بولے بیٹے لے پالک۔ اَدْعِيَا مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ اَدْعِيَاءُ دَعِيٌّ کی جمع جو بروزن فَعِيْلٌ بمعنی مفعول ہے۔ پ۲۱

اَدْعِيَائِهِمْ۔ ان کے لے پالک۔ اَدْعِيَاءُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ مضاف الیہ۔ پ۲۲

اِدْفَعْ۔ تو دے۔ تو دور کر۔ (فتح) دَفْعٌ کا تعدیہ جب الیٰ سے ہوگا تو اس کے معنی دینے کے آتے ہیں اور جب عَنْ سے ہوگا تو اس کے معنی حفاظت اور حمایت کے ہوتے ہیں۔ پ۱۸ پ۲۴

اِدْفَعُوْا۔ تم دفع کرو۔ تم دیدو۔ حوالہ کردو۔ دَفْعٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۴

اِدَّكَرَ۔ اس کو یاد آگیا۔ اِدِّكَارٌ سے جس کے معنی یاد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۲

اَدُلُّكَ۔ میں تجھ کو بتاؤں (نصر) اَدَلَّ دَلَالَۃٌ سے جس کے معنی رہنمائی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ۱۶

اَدُلُّكُمْ۔ میں تمہیں بتاؤں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۲ پ۲۸

اَدْلٰى۔ اس نے لٹکایا۔ اِدْلَاءٌ سے جس کے معنی ڈول

ڈالنا اور ڈول کھینچنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

آدم ۔ قرآن عزیز میں انبیاء علیہم السلام کے تذکروں میں سب سے پہلا تذکرہ سیدنا حضرت ابوالبشر آدم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا ہے جو سورہ بقرہ، اعراف، اسراء، کہف اور طٰہٰ میں نام اور صفات دونوں کے ساتھ اور سورہ حجر و ص میں فقط ذکر صفات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور آل عمران، مائدہ، مریم اور یٰس میں صرف ضمنی طور پر نام لیا گیا ہے۔ حافظ بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں رقمطراز ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالبشر مشہور ہے۔ والبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کی کنیت ابومحمد روایت کی ہے۔ قتادہ کا بیان ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کسی کو کنیت سے یاد نہیں کیا جائیگا۔ آپ کی کنیت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار شرف کے لئے ابومحمد ہوگی۔

لفظ آدم کے متعلق علماء لغت میں اختلاف ہے کہ یہ عجمی ہے یا عربی۔ ابومنصور جوالیقی نے کتاب المعرب میں تصریح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اسماء عجمی ہیں۔ البتہ چار نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ آدم، صالح، شعیب، محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جوہری نے بھی اس کو عربی نام بتایا ہے۔[۱] عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق یا تو ادیم سے ہے کیونکہ وہ ادیم ارض یعنی صفحۂ زمین سے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل و ترمذی کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سطح زمین کے چپہ چپہ سے ایک مشتِ خاک لیکر حضرت آدم کی تخلیق کی۔ یہی وجہ ہے کہ بنی آدم مختلف رنگ روپ کے پیدا ہوئے۔[۲] مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آدم کا اشتقاق اُدْمَۃٌ سے ہے جس کے معنی گندم گوں ہونے کے ہیں۔[۳] بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ آدَمٌ اور اُدْمَۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی موافقت و شرکت کے ہیں چونکہ ان کا خمیر پانی اور مٹی سے ملا کر کیا گیا اس لئے ان کا نام آدم ہوا۔ بعض کے نزدیک اَدَمَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی قابل تقلید و لائق اتباع کے ہیں۔ عربی ہونے کی صورت میں یہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہوگا اور غیر منصرف علیت اور وزن فعل کی بنا پر۔ بعض علماء آدم کو سریانی زبان کا لفظ بتاتے ہیں۔ اہل کتاب اس کو آدام بروزن فاعال پڑھتے ہیں۔ ابواسحٰق ثعلبی نے

---

[۱] و [۳] ان تمام حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۰ طبع مصر۔ [۲] روح المعانی ج ۱ ص ۲۰۵ طبع مصر ۱۳۴۵ھ

تصریح کی ہے کہ عبرانی زبان میں ادام خاک کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے ان کا نام آدم یعنی خاکی ہوا اور دوسرا الف حذف کر دیا گیا۔ اس اعتبار سے ثعلبی کے نزدیک یہ لفظ عبرانی ہوا۔ علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ لوگوں کا آدم کو ادمۃ یا ادیم الارض سے مشتق بتانا ایسا ہی ہے جیسا کہ یعقوب کو عقب سے اور ادریس کو درس سے اور ابلیس کو ابلاس سے مشتق بتانا۔ حالانکہ آدم قطعی عجمی نام ہے جس کا فاعل کے وزن پر ہونا زیادہ قرین قیاس ہے جیسے کہ آزر، عازر، عابر، شالخ، فالغ وغیرہ ہیں۔ مگر یاد رہے کہ ادریس اور ابلیس کے غیر منصرف ہونے کی جو دلیل علامہ موصوف نے بیان کی ہے وہ یہاں نہیں چلتی۔ کیونکہ ادریس و ابلیس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے صرف ایک سبب یعنی علیت باقی رہ جاتا ہے جو غیر منصرف ہونے کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے ان کا غیر منصرف ہونا ان کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن آدم میں ایسا نہیں کیونکہ اس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اس لئے کہ اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے اس میں علیت کے علاوہ وزن فعل موجود ہے اس صورت میں ادم دراصل أأدم تھا جس میں دو ہمزہ ہیں پھر چونکہ ہمزہ ثانیہ ساکن ہے اور ماقبل اس کا مفتوح اس لئے اسے الف سے تبدیل کر دیا گیا۔ ہاں آدم کی جمع اوادم اور تصغیر کا اُوَیدِم واو کے ساتھ آنا زمخشری کے خیال کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ اگر آدم أأدم ہوتا تو اس کی جمع بھی أآدم اور تصغیر بھی أُؤَیدِم ہمزہ کے ساتھ ہوتی۔

حضرت آدم پہلے نبی اور رسول تھے۔ نبی اس ہستی کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو اور رسول اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر نئی شریعت اور نئی کتاب بھیجی گئی ہو۔ صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کی تعداد دریافت کی تو آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر سوال کیا ان میں رسول کتنے ہیں فرمایا تین سو تیرہ۔ میں نے عرض کیا ان میں اول کون ہیں فرمایا آدم۔ میں نے کہا آدم نبی مرسل تھے فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی پھر

لے عمدۃ القاری ج ۷، ص ۳۰۷۔

اپنے سامنے ان کو درست کیا[1] حافظ بدرالدین عینی نے شرح بخاری میں نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں حدیث شفاعت پر بحث کرتے ہوئے صاف تصریح کی ہے کہ الصحیح انہ نبی رسول وقد نزل علیہ جبریل وانزل علیہ صحفا وعلم اولادہ الشرائع (صحیح یہی ہے کہ حضرت آدمؑ نبی اور رسول تھے آپ پر جبریلؑ نازل ہوئے اور آپ پر صحیفے اتارے گئے اور آپ نے اپنی اولاد کو شریعت کی تعلیم دی)[2] حضرت آدمؑ کے متعلق یہ جو روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت حوا کے کوئی اولاد نہیں جیتی تھی شیطان نے حضرت حوا سے کہا کہ اب جو بچہ پیدا ہو تو اس کا نام عبدالحارث رکھنا وہ جیتا رہیگا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور بچہ جی گیا۔ صحیح نہیں معلول ہے۔ حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ اسرائیلیات سے لیا گیا ہے البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں والمظنون بل المقطوع بہ ان رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا (اور ظن غالب کیا بلکہ یقین ہے کہ اس روایت کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا غلطی ہے)[3] اسی طرح سانپ اور مور کا قصہ یا اسی قسم کی اور باتیں جو قرآن عظیم اور صحیح حدیثوں میں موجود نہیں یہ سب اسرائیلی فسانے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی وفات جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا خلافت الٰہی سے سرفراز فرمانا، ابلیس لعین کی آپ سے دشمنی اور آپ کو سجدہ کرنے سے انکار کرنا، اور آپ کی سیرت کے واقعات قرآن مجید میں تفصیل سے مذکور ہیں

پ ۲ ع ۱۲ و ۱۴ | پ ۴ ع ۹ | پ ۸ ع ۹، ۱۰، ۱۱ | پ ۱۵ ع ۷ و ۱۹ | پ ۱۶ ع ۶، ۷، ۱۵ و ۱۹ | پ ۲۳ ع ۴

اَدْنٰی ادنیٰ زیادہ نزدیک۔ زیادہ کم۔ یہ جب اکبر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے معنی اصغر یعنی دوسرے کی بہ نسبت چھوٹے اور کم کے آتے ہیں جیسے آیت وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ (اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ) میں۔ اور جب خیر کے مقابل میں اس کا استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ارذل یعنی بہت گھٹیا کے ہوتے ہیں جیسے اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ۔ (کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلہ میں جو بہتر ہے) اور جب اقصیٰ کے مقابل میں آتا ہے تو اس کے معنی زیادہ قریب اور زیادہ نزدیک کے ہوتے ہیں جیسے ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ تُعْرَفْنَ (اس میں بہت قریب ہے کہ

[1] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۷۔ [2] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۳۴۔ [3] البدایۃ النہایہ ج ۱ ص ۹۶

پہچانی پڑیں) یہ دَانٍ اور دَنِیٌّ کا اسم تفضیل ہے۔ پہلی صورت میں اس کے معنی اقرب کے اور دوسری صورت میں ارذل اور اصغر کے آتے ہیں۔ پ۱ پ۲ پ۴ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۹ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۶ پ۲۸ پ۲۹۔

اَدُّوْا تم حوالے کرو۔ تَأدِيَةٌ سے جس کے معنی ادا کرنے اور حوالہ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۵

اَدْھٰی ۔ بڑی آفت۔ دَاهِيَةٌ کا افعل التفضیل ہے۔ پ۲۷

فصل الذال المعجمہ

اِذْ ۔ جب، جبکہ، جس وقت، چونکہ۔ یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان، یا حرف مفاجات ہے یا حرف موکد، اس بارے میں متعدد اقوال ہیں لیکن حق یہ ہے کہ اذ اور اذا دونوں اسم ظرف ہیں جن کے لئے ظرفیت لازمی ہے یعنی اکثر مواقع پر یہ مفعول فیہ ہوتے ہیں۔ رہا کبھی کبھی ان کا مفعول بہ یا بدل یا خبر مبتدا واقع ہونا سو وہ کم ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِذْ اصل واقعہ کے اعتبار سے تو زمانِ ماضی کا اور اِذَا زمانِ مستقبل کا ظرف ہے لیکن کبھی دوسرے زمانے کی نسبت بھی ان کی طرف واقع ہو جاتی ہے یعنی اِذْ زمان مستقبل کے لئے اور اِذَا زمانِ ماضی کے لئے بھی آجاتا ہے۔ اِذْ کبھی مفاجات یعنی کسی بات کے اچانک واقع ہونے کے لئے بھی آتا ہے بَیْنَا اور بَیْنَمَا کے بعد اس میں مفاجات ہی کے معنی ہوتے ہیں اور کبھی تعلیل یعنی کسی چیز کی علت اور سبب بیان کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَلَنْ یَّنْفَعَکُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَلَمْتُمْ (اور کچھ فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھیر چکے) یعنی تمہارے ظلم کے سبب آج تم کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی وَاِذْ وارد ہے وہاں لفظ اُذْکُرْ محذوف ہے یعنی آپ ان سے ذکر کیجئے یا آپ خود یاد کیجئے غرض سیاق و سباق کے اعتبار سے جیسا موقع ہوگا ویسے ہی معنی لئے جائیں گے۔ [1]

پ۱ ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸، پ۲ ۲ و ۲۴، پ۳ ۳ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶

پ۴ ۱۶ و ۱۹، پ۵ ۳ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰، پ۶ ۶ و ۷ و ۹ و ۱۸، پ۷ ۶ و ۸ و ۱۹، پ۸ ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰

پ۹ ۱۱ و ۱۵ و ۱۷، پ۱۰ ۲ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸، پ۱۱ ۱ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶

پ۱۲ ۱۴ و ۱۸، پ۱۳ ۱ و ۳ و ۴ و ۱۰ و ۱۲، پ۱۴ ۳ و ۱۲ و ۱۳، پ۱۵ ۷ و ۱۲ و ۱۴، پ۱۶ ۴ و ۵

پ۱۷ ۱۳ و ۱۸، پ۱۸ ۳ و ۴، پ۱۹ ۵ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۴ و ۲۸

پ۲۰ ۳ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۹، پ۲۱ ۵ و ۹ و ۱۶، پ۲۲ ۱۸، پ۲۳ ۱ و ۲ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

[1] ملاحظہ ہو کلیات ابوالبقا کفوی ص ۴۴ و ۴۵ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

[illegible]

إِذَا جب۔ اس وقت، ناگہاں۔ ظرف زمان ہے زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی زمانہ ماضی کے لئے بھی آتا ہے جیسے وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا (اور جب انھوں نے سودا بکتا یا تماشا دیکھا تو جھک کر اسی طرف چل دیے) اور قسم کے بعد واقع ہو تو پھر زمانہ حال کے لئے آتا ہے جیسے وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (قسم ہے تارے کی جب وہ گرنے لگے) إِذَا اکثر و بیشتر تو شرطی ہوتا ہے مگر مفاجات یعنی کسی چیز کے اچانک پیش آنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ (پس یکایک وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا) مفاجات کی صورت میں یہ زمانہ حال ہی کے معنی دیتا ہے، یہ اپنے شرط ہونے کے اعتبار سے امر مشکوک پر داخل ہوتا ہے اور ظرفیت کے لحاظ سے ان امور کے لئے آتا ہے کہ جن کا ہونا متیقن اور ضروری ہو، ریاشی اور زجاج اس کو ظرف زمان بتلاتے، مبرد اور سیبویہ کے خیال میں ظرف مکان ہے، اخفش اور اہل کوفہ کے نزدیک حرف ہے لیکن ابو حیان اندلسی اور ابوالبقاء کفوی کے خیال میں پہلی ہی رائے درست ہے[1]

أَإِذَا میں ہمزہ۔ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی انتہائی استبعاد کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ کہیں بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے۔

[illegible]

[1] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ا ص ۰، طبع مصر ۱۳۲۸ھ و کلیات ابوالبقاء و قاموس۔

۲۹

[illegible]

۳۰

[illegible]

اِذًا - تب، اس وقت، حرف جزاء ہے سیبویہ کی تصریح کے جواب اور جزا کے لئے آتا ہے۔ اصل میں یہ اِذَنْ ہے وقف کی صورت میں نون کو الف سے بدل لیتے ہیں [illegible]

اَذَاعُوْا - انھوں نے شہرت دی۔ اِذَاعَةٌ سے جس کے معنی شہرت دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔

اَذَاقَهَا - اس کو چکھایا۔ اَذَاقَ۔ اِذَاقَةٌ سے جس کے معنی چکھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ یہاں اِذَاقَةٌ سے آزمائش اور امتحان مراد ہے۔

اَذَاقَهُمْ - ان کو چکھایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اٰذَانٌ - کان۔ اُذُنٌ کی جمع۔ اُذُنٌ کان کو کہتے ہیں۔

اَذَانٌ - سُنا دینا۔ مصدر ہے۔

اٰذَانِنَا - ہمارے کان۔ اٰذَانِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔

اٰذَانِهِمْ - ان کے کان۔ اٰذان مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

اَذَاهُمْ - ان کا ستانا۔ اَذٰی مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَذًی)

اَذْبَحُكَ - میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں (فتح) اَذْبَحُ ذَبْحٌ سے جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔

اَذْبَحَنَّهٗ - میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ اَذْبَحَنَّ۔ ذَبْحٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اَذْقَانٌ - ٹھوڑیاں۔ ذَقَنٌ کی جمع۔ جس کے معنی ٹھوڑی کے ہیں۔

اَذَقْنَا - ہم نے چکھایا۔ اِذَاقَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَذَقْنٰكَ - ہم نے تجھ کو چکھایا۔ اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔

اَذَقْنٰهُ - ہم نے اس کو چکھایا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اُذْكُرْ۔ تو یاد کر۔ ذکر کر (نصر) ذِكْرٌ سے جس کے معنی یاد کرنے اور ذکر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَذْكُرْكُمْ۔ میں یاد رکھوں تم کو۔ اَذْكُرُ، ذِكْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اُذْكُرْنَ۔ تم یاد کرو۔ ذِكْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر ہے۔

اُذْكُرْنِیْ۔ تو میرا ذکر کیجیو۔ اُذْكُرْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔

اُذْكُرُوْا۔ تم یاد کرو۔ ذِكْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اُذْكُرُوْنِیْ تم مجھ کو یاد کرو۔ اس میں ن وقایہ اور ی ضمیر واحد متکلم ہے۔

اُذْكُرُوْهُ۔ اس کو یاد کرو۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے

اَذْكُرُهٗ۔ میں اس کو یاد کروں۔ اَذْكُرُ صیغہ مضارع ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اَذَلُّ۔ زیادہ ذلیل۔ زیادہ کمزور۔ ذِلَّةٌ سے افعل تفضیل کا صیغہ

اَذِلَّةٌ۔ کمزور، نرم دل۔ ذلیل۔ ذَلِیْلٌ کی جمع۔ قلت ذَلِیْلٌ کے معنی کبھی تو متواضع اور نرم دل کے آتے ہیں اور کبھی کمزور اور ذلیل کے۔

اَذَلِّیْنَ۔ سب سے بےقدر لوگ اَذَلُّ کی جمع ہے۔

اٰذَنَ۔ میں اجازت دوں۔ اِیْذَانٌ سے جس کے معنی اطلاع دینے اور اجازت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔

اُذُنٌ۔ کان۔ اور مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے اور سن کر مانے۔

اُذِنَ۔ حکم دیا گیا۔ اجازت دی گئی۔ (سمع) اِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اَذَّنَ۔ وہ پکارا۔ تَاْذِیْنٌ سے جس کے معنی اعلان کرنے اور اطلاع دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَذِّنْ پکار دے۔ تَاْذِیْنٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَذِنَ۔ اس نے حکم دیا۔ اِذْنٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اِذْنٌ حکم۔ اجازت۔ ارادہ مشیت۔ اِذْنٌ کا استعمال

مشیت کے مفہوم کے بغیر نہیں ہوتا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اَذَنَّکَ۔ ہم نے تجھ کو سنا دیا۔ اٰذَنَّا۔ اِیْذَانٌ سے ماضی کا صیغہ [illegible] متکلم۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر [illegible]

اَذِنْتَ۔ تو نے رخصت دیدی۔ اجازت دیدی۔ اِذْنٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ [illegible]

اَذِنَتْ۔ اس نے سن لیا۔ (سمع) اَذَنٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ [illegible]

اٰذَنْتُکُمْ۔ میں نے تم کو خبر کردی۔ میں نے تم کو اطلاع دیدی۔ اٰذَنْتُ۔ اِیْذَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ [illegible]

اِذْنِہٖ۔ اس کی اجازت۔ اس کا حکم۔ اِذْن مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ [illegible]

[illegible]

اِذْنِیْ۔ میری اجازت۔ میرا حکم۔ اِذْنِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ [illegible]

اُذُنَیْہِ۔ اس کے دونوں کان۔ اُذُنَیْ۔ اُذُنٌ کا تثنیہ مضاف ہے۔ ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ اصل میں اُذُنَیْنِ تھا اضافت کے سبب ن گر گئی۔ [illegible]

اٰذَوْا۔ انھوں نے ستایا۔ اِیْذَاءٌ سے جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اٰذُوْھُمَا۔ ان دونوں کو ایذا دو۔ اٰذُوْا۔ اِیْذَاءٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب اینڈ اسے یہاں ماں باپ کی طرف اشارہ ہے۔ [illegible]

اَذْھَبَ۔ اس نے دور کیا۔ اس نے ہٹا دیا۔ اِذْھَابٌ سے جس کے معنی دور کرنے اور ہٹا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ [illegible]

اِذْھَبْ۔ تو جا (تم) ذَھَابٌ سے جس کے معنی جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اگر صلہ میں باء ہو تو پھر لیجانے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ [illegible]

[illegible]

اِذْھَبَا۔ تم دونوں جاؤ۔ ذَھَابٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ [illegible]

اَذْھَبْتُمْ۔ تم لے چکے۔ تم ضائع کر چکے۔ اِذْھَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِذْھَبُوْا۔ تم جاؤ۔ ذَھَابٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَذًی۔ ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح یا جسم کو پہنچے خواہ

وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔ قرآن مجید میں جو حیض میں جماع کرنے کو آذی سے تعبیر کیا گیا ہے وہ یا تو باعتبار شرع ہے یعنی شریعتِ الٰہی اس فعل کو اذیت سمجھتی ہے یا باعتبارِ طب کہ اطبا اس فعل کو مضرت رساں خیال کرتے ہیں۔ ۲/۲۲۲ ، ۳/۴۸ ، ۴/۱۰۲ ، ۳/۱۱۱ ، ۲۲/۲۱ ، ۱۲/۱۲

اُوْذِيْنَا ۔ تم نے ہم کو ایذا دی۔ اِیْذَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم۔ ۷/۱۲۹

فصل الراء المهمله

اَرَادَ ۔ اس نے چاہا۔ ارادہ کیا۔ اِرَادَةٌ سے جس کے معنی چاہنے اور ارادہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۲/۲۶ ، ۴/۳۳ ، ۶/۸۶ ، ۱۲/۲۵ ، ۱۸/۲۷ ، ۱۲۰/۳۲ ، ۱۷/۷ ، ۳۴/۷ ، ۱۷/۱۸ ، ۲۲/۲ ، ۳۳/۱۵ ، ۳۶/۱ ، ۱۰/۴۹ ، ۱۵/۱۱

اَرَادَا ۔ ان دونوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ غائب۔ ۲۳/۲۲

اَرَادَنِیَ ۔ اس نے مجھ کو چاہا۔ اس نے میرے متعلق ارادہ کیا۔ اَرَادَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ ۲۴/۱

اَرَادُوْا ۔ انہوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۱۲/۱۲ ، ۱۳/۱۰ ، ۵/۹۵ ، ۱۵/۱۱ ، ۲۲/۲۲

اَرَاذِلُنَا ۔ ہم میں نیچ قوم۔ ہمارے رذیل لوگ۔ اَرَاذِلُ اَرْذَلُ کی جمع جو رَذَالَةٌ سے جس کے معنی رذیل اور ذلیل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ اَرَاذِلُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۲۷/۱۲

اَرَائِكُ ۔ بہت سے تخت۔ اَرِيْكَةٌ کی جمع جس کے معنی اس مزین تخت کے ہیں جس پر پردہ لٹکا ہوا ہو۔ ۱۸/۳۱ ، ۲۲/۳۶ ، ۲۳/۸۳

اَرْبَابٌ ۔ کئی معبود۔ رَبٌّ کی جمع ہے رَبّ کا استعمال جب بلا اضافت ہوتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے بولا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کی جمع نہیں آتی قرآن مجید نے جو ارباب کا لفظ استعمال کیا ہے وہ کافروں کے اعتقاد کے اعتبار سے ہے اَ اَرْبَابٌ میں ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے (ملاحظہ ہو رَبّ) ۳/۶۴ اَرْبَابًا ۱۹/۱۵ ، ۳/۸۰

اِرْبَةٌ ۔ غرض، حاجت۔ ایسی سخت حاجت جس کو دور کرنے کے لئے حیلہ اور تدبیر سے کام لینا پڑے اسے اِرْبٌ کہتے ہیں۔ پس ہر ارب حاجت میں داخل ہے لیکن ہر حاجت ارب نہیں ہو سکتی۔ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ میں اِرْبَةٌ سے نکاح کی حاجت مراد ہے۔ ۲۴/۳۱

اَرْبَعٌ۔ چار مونث اگر تمیز ہو تو اَرْبَعُ کہا جاتا ہے۔ پ۱۲ ع۳

اَرْبَعَۃٌ۔ چار مذکر اگر تمیز ہو تو اَرْبَعَۃٌ بولا جاتا ہے

پ ۱۹ پ ۸ پ ۷ پ ۴ پ ۲ پ ۱۲

اَرْبَعِیْنَ۔ چالیس۔ پ پ پ پ

اَرْبٰی۔ زیادہ چڑھا ہوا (تفسیر) رِبَاءٌ سے جس کے معنی بڑھنے

اور چڑھنے کے اَفْعَلُ التفضیل کا صیغہ۔ پ

اِرْتَابَ۔ وہ شبہ میں پڑا۔ اس نے شبہ کیا۔ اِرْتِیَابٌ سے

جس کے معنی شک میں پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ

واحد مذکر غائب۔ پ

اِرْتَابَتْ۔ وہ شک میں پڑی۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا

صیغہ واحد مونث غائب پ

اِرْتَابُوْا۔ وہ شک میں پڑے۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا

صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ

اِرْتَبْتُمْ۔ تم شک میں پڑے۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا

صیغہ جمع مذکر حاضر پ پ پ

اِرْتَدَّ۔ وہ لوٹ گیا۔ اِرْتِدَادٌ سے۔ جس کے معنی جس راستے

آیا اسی راستہ واپس جانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد

مذکر غائب یہاں اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنا مراد ہے پ

اِرْتَدَّا۔ وہ دونوں لوٹ پھرے۔ اِرْتِدَادٌ سے ماضی

کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ پ

اِرْتَدُّوْا۔ وہ لوٹ پھرے۔ اِرْتِدَادٌ سے ماضی کا صیغہ

جمع مذکر غائب۔ پ

اِرْتَضٰی۔ وہ راضی ہوا اس نے پسند کیا۔ اِرْتِضَاءٌ سے

جس کے معنی پسند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد

مذکر غائب۔ پ پ پ

اِرْتَقِبْ۔ انتظار کر، راہ دیکھ۔ اِرْتِقَابٌ سے جس کے

معنی انتظار کرنے اور راہ دیکھنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد

مذکر حاضر۔ پ

اِرْتَقِبُوْا۔ تم انتظار کرو۔ اِرْتِقَابٌ سے امر کا صیغہ

جمع مذکر حاضر پ

اِرْتَقِبْهُمْ۔ تو ان کا انتظار کر، تو ان کو دیکھتا رہ۔ اِرْتَقِبْ

صیغہ امر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ

اَرْجَائِهَا۔ اس کے کنارے۔ اَرْجَاءٌ، رَجَا کی جمع جس کے

معنی کنارے کے ہیں مضاف ہے هَا ضمیر واحد مونث

غائب مضاف الیہ۔ پ

اَرْجِعُ۔ میں واپس جاؤں (ضَرَبَ) رُجُوْعٌ سے جس کے

معنی لوٹنے اور واپس ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد

متکلم پ

اَرْجِعْ ۔ تو لوٹ جا۔ پھر جا۔ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اَرْجِعْنَا ۔ تو ہم کو لوٹا۔ ہم کو پھر بھیج دے۔ اَرْجِعْ اِرْجَاعٌ سے جس کے معنی واپس کرنے اور لوٹانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم۔

اِرْجِعُوْا ۔ تم واپس جاؤ۔ پھر جاؤ۔ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَرْجِعُوْنِ ۔ مجھ کو پھر بھیج دیجئے۔ اَرْجِعُوْا اِرْجَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اس میں اللہ تعالیٰ سے خطاب ہے اور جمع کا صیغہ تعظیماً استعمال کیا گیا ہے۔

اِرْجِعِیْ ۔ پھر چل۔ واپس ہو۔ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔

اَرْجُلُ ۔ پاؤں۔ پیر۔ رِجْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی پاؤں کے ہیں۔

اَرْجُلَکُمْ ۔ تمہارے پاؤں۔ اَرْجُلُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

اَرْجُلِکُمْ

اَرْجُلُهُمْ ۔ ان کے پاؤں۔ اَرْجُلُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

اَرْجُلِهِمْ

اَرْجُلَهُنَّ ۔ ان عورتوں کے پاؤں۔ اَرْجُلِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ۔

اَرْجُمَنَّكَ ۔ میں تجھے سنگسار کرونگا۔ (نَصَرَ) اَرْجُمَنَّ رَجْمٌ سے جس کے معنی سنگسار کرنے کے ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ رَجْمٌ کا استعمال مجازاً سب وشتم اور دھتکارنے پھٹکارنے کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔

اُرْجُوْا ۔ تم امید رکھو (نَصَرَ) رَجَاءٌ سے جس کے معنی امید کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَرْجِهْ ۔ تو اس کو ڈھیل دے اَرْجِ اِرْجَاءٌ سے جس کے معنی ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اَرْحَامٌ ۔ رحم۔ قرابت رِحْمٌ کی جمع ہے۔ رحم عورت کے پیٹ کا وہ حصہ جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے اور مجازاً قرابت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے کیونکہ اہل قرابت ایک ہی رحم سے پیدا ہوتے ہیں۔

اَرْحَامُکُمْ ۔ تمہاری قرابتیں ارحام مضاف کُمْ

ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

اَرْحَامِھِنَّ۔ ان عورتوں کے رحم۔ اَرْحَام مضاف ھِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ۔

اَرْحَمُ۔ سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔ رُحْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ

اِرْحَمْ۔ تو رحم کر (سَمِعَ) رُحْمٌ اور رَحْمَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِرْحَمْنَا۔ ہم پر رحم کر۔ اِرْحَمْ صیغہ امر نا ضمیر جمع متکلم

اِرْحَمْھُمَا۔ ان دونوں پر رحم کر۔ اس میں ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب ہے

اَرَدْتُّ۔ میں نے چاہا۔ ارادہ کیا اِرَادَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم

اَرَدْتُّمْ۔ تم نے چاہا۔ اِرَادَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَرَدْنَ۔ ان عورتوں نے چاہا۔ اِرَادَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب۔

اَرَدْنَا۔ ہم نے چاہا۔ اِرَادَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَرَدْنٰہُ۔ ہم نے اس کو چاہا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے

اَرْدٰکُمْ۔ اس نے تم کو غارت کیا۔ اَرْدٰی اِرْدَاءٌ سے جس کے معنی ہلاک اور غارت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

اَرْذَلَ۔ سب سے زیادہ نکما۔ رَذَالَۃٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ۔ ارذل عمر سے خرافت سن مراد ہے

اَرْذَلُوْنَ کمینے لوگ، اَرْذَلُ کی جمع۔

اُرْزُقْ - تو روزی دے (نَصَرَ) رِزْقٌ سے جس کے معنی روزی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے

اُرْزُقْنَا۔ تو ہم کو روزی دے۔ اُرْزُقْ صیغہ امر نا ضمیر جمع متکلم ہے

اُرْزُقُوْھُمْ۔ ان کو کچھ کھلا دو، اُرْزُقُوْا۔ رِزْقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

اُرْزُقْھُمْ۔ ان کو روزی دے۔ اُرْزُقْ صیغہ امر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اُرْسِلَ۔ وہ بھیجا گیا۔ اِرْسَالٌ سے جس کے معنی بھیجنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَرْسَلَ۔ اس نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَرْسِلْ۔ تو بھیج دے۔ تو پیغام دے۔ اِرْسَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اُرْسِلْتُ میں بھیجا گیا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَرْسَلْتَ۔ تو نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَرْسَلَتْ۔ اس عورت نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب [illegible]

اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَرْسَلْنَا۔ ہم نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اُرْسِلْنَا۔ ہم بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اَرْسَلْنٰكَ ہم نے تجھ کو بھیجا۔ اَرْسَلْنَا صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر [illegible]

[illegible]

اَرْسَلْنٰهُ ہم نے اس کو بھیجا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

اَرْسَلُوْا۔ انہوں نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اُرْسِلُوْا۔ وہ بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اَرْسِلُوْنِ۔ تم مجھ کو بھیجو۔ اَرْسِلُوْا اِرْسَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے [illegible]

اَرْسِلْهُ اس کو بھیج۔ اَرْسِلْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

اُرْسِلُهٗ۔ میں اس کو بھیجوں گا۔ اُرْسِلُ اِرْسَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

اَرْسٰهَا۔ اس کو قائم کر دیا۔ اَرْسٰی اِرْسَاءٌ جس کے معنی لنگر باندھنے۔ ثابت رکھنے اور منع شو کرنے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ [illegible]

اِرْصَادٌ گھات لگانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے [illegible]

اَرْضٌ۔ زمین۔ اَرْضُوْنَ جمع۔ آیہ شریفہ اِعْمَلُوْا

أَرْضَهُمْ۔ ان کی زمین۔ اَرْض مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۲۱

أَرْضِيْ۔ میری زمین۔ اَرْض مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۲۱

اِرْعَوْا۔ تم چراؤ (فتح) رَعْیٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر رَعْیٌ کے معنی اصل میں جانور کی حفاظت کرنے کے ہیں خواہ غذا کے ذریعہ اس کی زندگی کی حفاظت کی جائے یا دشمن سے اسے محفوظ رکھا جائے۔ یہاں چرانے کے معنی مراد ہیں۔ پ۱۶/۱۱

اِرْغَبْ۔ تو دل لگا۔ تو رغبت کر۔ (سمع) رَغْبَۃٌ سے جس کے معنی دل لگانے اور متوجہ ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۳۰/۱۹

اِرْکَبْ۔ تو سوار ہو جا۔ (سمع) رُکُوْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر رُکُوْبٌ کے اصل معنی تو جانور کی پشت پر سوار ہونے کے ہیں مگر کبھی کشتی پر سوار ہونے کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ پ۱۲/۴

اِرْکَبُوْا۔ تم سوار ہو جاؤ۔ رُکُوْبٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں بھی کشتی پر سوار ہونا مراد ہے۔ پ۱۲/۴

أُرْکِسُوْا۔ وہ الٹ دیئے گئے۔ اِرْکَاسٌ سے جس کے معنی سر کے بل اوپر سے نیچے تک بالکل الٹ دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۵

أَرْکَسَهُمْ۔ ان کو الٹ دیا۔ اَرْکَسَ اِرْکَاسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۵

اُرْکُضْ۔ تو لات مار (نصر) رَکْضٌ سے جس کے معنی لات مارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۳/۱۲

اِرْکَعُوْا۔ تم جھکو۔ رکوع کرو، جھک جاؤ۔ (فتح) رکوع سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر رُکُوْعٌ کے معنی اصل میں جھکنے کے ہیں اور اسی اعتبار سے نماز کی ہیئت مخصوصہ کو رکوع کہا جاتا ہے پ۱ پ۱۷/۵ ۲۹/۲۲

اِرْکَعِیْ۔ تو جھک، رکوع کر، رُکُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ۳/۱۴

اِرَمَ۔ اس کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے لیکن زیادہ قرین صحت یہی ہے کہ یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو جد قبیلہ ارم بن سام بن نوح کے نام پر رکھا گیا ہے عرب بائدہ میں سے عاد اولیٰ اسی قبیلہ میں شمار کیا جاتا ہے چنانچہ قرآن عظیم میں بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ میں عاد سے عاد اولیٰ اور ارم سے ان کا قبیلہ مراد ہے

ارم یا تو تانیث اور علیت کی بنا پر غیر منصرف ہے یا عجمیت اور علیت کی وجہ سے ارم کے سلسلہ میں جو شداد کی جنت کا قصہ بیان کیا جاتا ہے وہ محض فسانہ ہے جس کی کچھ اصل نہیں (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو عاد) پ۳۰ ع۱۴

اَرِنَا ۔ تو ہم کو دکھا، ہم کو بتلا۔ اَرِ۔ اِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی دکھلا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم پ۱ ع۱۵ پ۲ ع۱۸ پ۲۴

اَرِنِی ۔ مجھکو دکھلا دے۔ اَرِ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۳ پ۹

اَرُوْنِیْ ۔ تم مجھکو دکھلاؤ۔ اَرُوْا۔ اِرَاءَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۰ پ۲۲ پ۲۶

اِرْهَبُوْنِ ۔ مجھ سے ڈرو (سہمہ) اِرْهَبُوْا رَهْبَۃٌ سے جس کے معنی بے تابی اور بے چینی کے ساتھ ڈرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے پ۱ پ۱۴

اُرْهِقُهٗ ۔ میں اسے سخت مشقت میں مبتلا کروں گا۔ اُرْهِقُ۔ اِرْهَاقٌ سے جس کے معنی کسی ناگوار کام کرنے پر انسان کو مجبور کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۹

اَرٰی ۔ میں دیکھتا ہوں (فتحہ) رُؤْيَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ رُؤْيَۃٌ کے معنی اصل میں ادراک مرئی (دیکھنے) کے ہیں خواہ آنکھ کے ذریعہ ہو یا تخیل یا تفکر کے اعتبار سے یا عقل کی راہ سے پ۲ پ۱۹ پ۱۱ پ۷ پ۱۹ پ۲۳

اُرِيْدُ ۔ میں چاہتا ہوں۔ اِرَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۹ پ۱۲ پ۲۰ پ۲۲

اُرِيْدَ ۔ ارادہ کیا گیا۔ اِرَادَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۹

اَرٰىكَ ۔ تجھ کو دکھایا، تجھ کو سمجھایا۔ اَرٰی اِرَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۰

اَرٰىكَ ۔ میں تجھ کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰی رُؤْيَۃٌ سے صیغہ مضارع کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۵

اَرٰىكُمْ ۔ اس نے تم کو دکھایا۔ اَرٰی اِرَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۴

اَرٰىكُمْ ۔ میں تم کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰی رُؤْيَۃٌ سے صیغہ مضارع کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸ پ۱۲ پ۲۴

أُرِيْكُمْ ۔ میں تم کو دکھاتا ہوں۔ اُرِیَ اِرَاءَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸ پ۱۲ پ۲۴

أَرٰىكَهُمْ ۔ اس نے تجھے ان کو دکھلایا أَرَىٰ اِرَاءَۃٌ سے صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱

أَرَيْنٰكَ ۔ ہم نے تجھ کو دکھلایا۔ أَرَيْنَا اِرَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۵

أَرَيْنٰكَهُمْ ۔ ہم نے تجھکو ان لوگوں کو دکھلایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲۶

أَرَيْنٰهُ ۔ ہم نے اس کو دکھلایا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۔ پ۱۶

أَرٰنِي ۔ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں ۔ أَرَىٰ رُؤْيَةٌ سے صیغہ مضارع ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۔ پ۱۳

أَرٰىهُ ۔ اس نے اس کو دکھلایا۔ اَرَیٰ اِرَاءَۃٌ سے صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰

فصل الزاء المعجمة

أَزًّا ۔ ابھارنا۔ مصدر ہے پ۱۶

أَزَاغَ ۔ اس نے پھیر دیا۔ ٹیڑھا کر دیا۔ اِزَاغَۃٌ سے جس کے معنی کجی میں ڈالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۸

اِزْدَادُوْا ۔ وہ بڑھے۔ اِزْدِیَادٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۱۶ پ۱۵

اُزْدُجِرَ ۔ وہ جھڑکا گیا۔ اِزْدِجَارٌ سے جس کے معنی جھڑکنے اور ڈانٹنے ڈپٹنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ بعض نے وَازْدُجِرَ کے معنی آسیب زدہ کے کئے ہیں۔ پ۲۷

آزَرَ ۔ بروزن فَاعَلَ۔ عابر، فالغ، شالغ کی طرح عبرانی لفظ ہے اور بسبب عجمیت و علمیت کے غیر منصرف ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے توراۃ میں آپ کے والد کا نام تارخ بیان کیا گیا ہے اگر توراۃ کا یہ بیان تحریف سے محفوظ ہے تو قرین قیاس یہی ہے کہ اس صورت میں آزر تارخ کی تعریب ہے جس طرح اسحٰق، اضحک یا اصحاق کا معرب ہے اور عیسیٰ، ایشوع کا۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی مفردات غریب القرآن میں رقمطراز ہیں

قیل کان اسم ابیہ تارخ فعرب فجعل آزر۔ (بیان کیا گیا ہے کہ ان کے باپ کا نام تارخ تھا پھر معرب بنا کر آزر کر لیا گیا) قرآن مجید اور حدیث شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہی مذکور ہے اس لئے اگر تورات کا بیان صحیح ہے تو یہی ممکن ہے کہ آزر اور تارخ یعقوب و اسرائیل کی طرح ایک ہی شخص کے دو نام ہوں یا ان میں سے ایک لقب ہو اور دوسرا نام بعض علماء کا خیال ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا چونکہ اسی نے انھیں پرورش کیا تھا اس لئے قرآن نے اسے باپ کہا عربی میں چچا کے لئے بھی "اب" کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن یہ محض لغو ہے۔ اب کا لفظ جب مفرد استعمال ہوگا ہمیشہ باپ کے معنی میں مستعمل ہوگا۔ ہاں البتہ کوئی قرینہ مجاز جو اس کو حقیقی معنی میں استعمال سے روکتا ہو موجود ہو تو دوسری بات ہے اور آیت شریفہ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ میں کوئی قرینہ مجاز موجود نہیں۔ پھر صحیح بخاری کی حدیث میں ان کے والد کا نام آزر ہی بیان کیا گیا ہے لہذا ایسی صورت میں بلا کسی قرینہ اور ثبوت کے یہ کہدینا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے جب کہ اس دعوی کے ثبوت میں نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ تاریخی روایت نہ علماء انساب کی تصریح نہ تورات کا کوئی بیان اور نہ صرف اس ایک مقام پر بلکہ جہاں بھی لابیہ آیا ہے اس سے یہی فرضی چچا مراد لینا اور تمام کفر و شرک، بت پرستی اور کواکب پرستی اسی فرضی چچا کے سر منڈھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو اس سے بری قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ اصل میں اس خیال کی بنا تمام تر اس پر ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد کو حضرت آدم علیہ السلام تک مومن و موحد تسلیم کیا جائے حالانکہ حسب تصریح امام رازی و ابوحیان اندلسی یہ شیعہ کا عقیدہ ہے[1]۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ ہی کو دعوت حق کا پہلا مخاطب قرار دیا تھا چنانچہ آپ کی موعظت و تبلیغ حق کا مفصل بیان قرآن مجید میں مذکور ہے مگر آزر پر اس کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے اپنے مقدس اور

[1] ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ج ۴ ص ۰ ۷ طبع مصر ۱۳۲۴ھ والبحر المحیط ج ۴ ص ۱۶۴ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔

عنقریب بیٹے کو دھمکی دی کہ اگر تو بتوں کی برائی کرنے سے باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر کے چھوڑوں گا اپنی خیر چاہتا ہے تو جان سلامت لیکر مجھ سے الگ ہو جا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اچھا میری طرف سے سلام میں نے تم سب کو چھوڑا اور انھیں بھی جنھیں تم اللہ کے سوا پکارا کرتے ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو اس حال میں پائیں گے کہ اس کا چہرہ سیاہ اور خاک آلود ہوگا اس وقت آپ اس سے فرمائیں گے کہ کیوں میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر؟ باپ جواب دیگا کہ آج میں تیری نافرمانی نہیں کرونگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا پس اس دور افتادہ رحمت باپ کی ذلت سے بڑھکر میری اور کیا رسوائی ہوگی اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم تمہارے پیروں تلے کیا ہے اب جو دیکھیں گے تو ایک نجاست آلودہ گھنے بالوں والا خون میں تھڑا ہوا کفتار پڑا ہوا ہے پھر اس کی ٹانگ پکڑ کے اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔[1] ۶:۷۴

اَزَرَہٗ - اس کی کمر مضبوط کی۔ اَزْرٌ مُؤَازَرَۃٌ سے جس کے معنی کمر مضبوط کرنے قوی کرنے اور معاونت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۴۸:۲۹

اَزْرِیْ - میری کمر۔ میری قوت۔ اَزْرٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۲۰:۳۱

اَزِفَتْ - آپہنچی (سَمِعَ) اَزْفٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ اَزْفٌ کے اصل معنی تنگی وقت کے ہیں چونکہ تنگی وقت کا طلب وقت کا قریب آلگنا ہوتا ہے اس لئے اس کا استعمال قریب آلگنے میں ہونے لگا۔ ۵۳:۵۷

اٰزِفَۃٌ - نزدیک آنیوالی۔ قریب آلگنے والی جس کے آنے کا وقت بہت تنگ ہوگیا ہو۔ مراد قیامت ہے اَزْفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب ۵۳:۵۷

---

[1] صحیح بخاری باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔

اَزْکٰی - زیادہ ستھرا۔ زَکوٰۃٌ سے جس کے معنی طہارت اور پاکیزگی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ [illegible]

اَزْلَام - تیر زَلَمٌ کی جمع۔ زلم اس تیر کو کہتے ہیں، جس میں پر نہ ہو۔ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جن کو مشرکینِ عرب کو جب کوئی اہم کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ تو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا وہ فیصلہ کرتے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے ان میں سے کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ (مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَھَانِیْ رَبِّیْ (میرے رب نے مجھے منع کر دیا) تحریر تھا اور کسی پر کچھ نہیں۔ پس اگر حکم دینے والا تیر نکلتا تو اس کام کو سرانجام دیتے اور اگر منع کرنے والا نکلتا تو باز رہتے اور اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ نہ لکھا ہوتا تو پھر دوبارہ تیر نکالتے تا آنکہ حکم یا ممانعت کا تیر نکل آتا۔[1] [illegible]

اُزْلِفَتْ - وہ قریب لائی گئی۔ اِزْلَافٌ سے جس کے معنی قریب لانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب [illegible]

اَزْلَفْنَا - ہم نے قریب کر دیا۔ پاس پہنچا دیا۔ اِزْلَافٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اَزَلَّھُمَا - ان دونوں کو ہلا دیا۔ ان دونوں کے قدم ڈگمگا دیئے۔ اَزَلَّ اِزْلَالٌ سے جس کے معنی ڈگمگا دینے پھسلا دینے اور لغزش میں ڈال دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب [illegible]

اَزْوَاج - جوڑے۔ ہم مثل چیزیں۔ اقران۔ زَوْجٌ کی جمع حیوانات کے جوڑے میں سے نر ہو یا مادہ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں اور اسی طرح غیر حیوانات میں ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قریب ہو خواہ مماثل ہو یا متضاد زوج کہتے ہیں۔ [illegible] اَزْوَاجًا [illegible]

اَزْوَاجَكَ - تیری بیویاں۔ تیری عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اَزْوَاجُكُمْ - تمہاری بیویاں۔ تمہاری عورتیں اَزْوَاج مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

---

[1] کلیات ابی البقاء، ص ۴۴ طبع عامرہ ۱۲۸۷ھ

اَزْوَاجِنَا ۔ ہماری بیویاں۔ ہماری عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اَزْوَاجَہٗ اس کی بیویاں۔ اس کی عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَزْوَاجُھُمْ ۔ ان کی بیویاں۔ ان کی عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَزْوَاجَھُنَّ ۔ ان کے شوہر ان کے خاوند۔ اَزْوَاج مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَزِیْدَ ۔ میں زیادہ کروں (ضَرَبَ) زِیَادَۃٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَزِیْدَنَّکُمْ ۔ میں تم کو زیادہ دوں گا۔ اَزِیْدَنَّ زِیَادَۃٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر [illegible]

اِزَّیَّنَتْ ۔ وہ مزین ہوگئی۔ تَزَیُّنٌ سے جس کے معنی زینت پانے اور آراستہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب [illegible]

اُزَیِّنَنَّ ۔ میں زینت دونگا آراستہ کروں گا تَزْیِیْنٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

فصل السین المہملہ

اَسَآءَ ۔ اس نے برائی کی۔ اس نے برا کیا۔ اِسَاءَۃٌ سے جس کے معنی کسی برے کام کے انجام دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اَسَأْتُمْ ۔ تم نے برا کیا۔ تم نے برائی کی اِسَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَسَاطِیْرُ ۔ کہانیاں۔ من گھڑت لکھی ہوئی باتیں۔ اُسْطُوْرَۃٌ کی جمع، وہ جھوٹی خبر جس کے متعلق یہ اعتقاد ہو کہ وہ جھوٹ گڑھ کر لکھدی گئی ہے سطورہ کہلاتی ہے [illegible]

اَسَآءُوْا انہوں نے برا کیا۔ اِسَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اَسَاوِرَ کنگن پہنچیاں۔ سِوَارٌ کی جمع جس کے معنی کنگن اور پہنچی کے ہیں [illegible]

اَسْبَابٌ ۔ رسیاں۔ ذرائع۔ علاقے۔ سَبَبٌ کی جمع سبب اصل میں اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ درخت پر چڑھا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ہر اس

شئے کا نام سبب ہوا جو کسی دوسری شے کے توسل کا
ذریعہ ہو۔ ج سبب۔ پ

اَسْبَاط۔ قبیلے۔ ایک دادا کی اولاد۔ سِبْطٌ کی
جمع۔ جس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں کے آتے
ہیں مگر قبیلے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے
جب اسباط ہود یا اسباط بنی اسرائیل کہا جائے تو
اس سے مراد وہ قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد ہو
پ پ اَسْبَاطًا پ

اَسْبَغَ اس نے پورا کر دیا۔ اِسْبَاغٌ سے جس کے معنی
کامل کرنے اور پورا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ

اِسْتَأْجَرْتَ۔ تو نے اجرت پر نوکر رکھا۔ اِسْتِیْجَارٌ
سے جس کے معنی اجرت پر نوکر رکھنے کے ہیں۔ ماضی
کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ

اِسْتَأْجِرْهُ۔ تو اس کو اجرت پر نوکر رکھ لے۔ اِسْتَأْجِرْ
اِسْتِیْجَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہ ضمیر
واحد مذکر غائب۔ پ

اِسْتَأْذَنَ۔ اس نے اجازت چاہی۔ اِسْتِیْذَانٌ سے
جس کے معنی اجازت چاہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ

اِسْتَأْذَنَكَ۔ اس نے تجھ سے اجازت چاہی اس
میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ

اِسْتَأْذَنُوْكَ۔ انہوں نے تجھ سے اجازت چاہی
اِسْتَأْذَنُوْا اِسْتِیْذَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب
كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ

اِسْتِبْدَالٌ۔ بدلنا۔ تبدیل چاہنا۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ
مصدر ہے۔ پ

اِسْتَبْرَقٌ۔ ریشم کا دبیز موٹا کپڑا۔ دیبا۔ پ
پ پ پ

اِسْتَبْشِرُوْا خوشیاں مناؤ۔ بشارت پاؤ۔ اِسْتِبْشَارٌ
سے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر۔ پ

اِسْتَبَقَا۔ وہ دونوں دوڑے۔ ان دونوں نے ایک
دوسرے پر سبقت کی۔ اِسْتِبَاقٌ سے جس کے معنی
ایک کے دوسرے پر سبقت لیجانے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ پ

اِسْتَبِقُوْا تم سبقت کرو۔ اِسْتِبَاقٌ سے۔ امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ پ پ

اِسْتَجَابَ۔ اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے۔ جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۴ پ۵ پ۱۴

اِسْتَجَابُوْا۔ انھوں نے قبول کیا۔ انھوں نے مانا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۹ پ۱۳ پ۲۵

اِسْتَجَارَكَ۔ اس نے تجھ سے پناہ مانگی۔ اِسْتِجَارٌ اِسْتِجَارَۃٌ سے جس کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۰

اَسْتَجِبْ۔ میں قبول کروں گا۔ میں قبول کرتا ہوں۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۴

اِسْتَجَبْتُمْ۔ تم نے مان لیا۔ تم نے قبول کرلیا اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۳

اِسْتَجَبْنَا۔ ہم نے اس کی فریاد سن لی۔ اس کی دعا قبول کرلی۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۷

اُسْتُجِيْبَ۔ وہ مان لیا گیا۔ وہ قبول کرلیا گیا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۵

اِسْتَجِيْبُوْا۔ تم حکم مانو۔ تم قبول کرو۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹ پ۲۵

اِسْتَحَبُّوْا۔ انھوں نے عزیز رکھا۔ انھوں نے پسند کیا اِسْتِحْبَابٌ سے جس کے معنی عزیز رکھنے اور دوست رکھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰ پ۱۳ پ۲۴

اُسْتُحْفِظُوْا۔ وہ نگہبان ٹھیرائے گئے اِسْتِحْفَاظٌ سے جس کے معنی نگہبان بنانے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۶

اِسْتَحَقَّ۔ وہ حقدار ہوا۔ لائق ہوا۔ اِسْتِحْقَاقٌ سے جس کے معنی مستحق ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ۔ واحد مذکر غائب۔ پ۷

اِسْتَحَقَّا۔ وہ دونوں حقدار ہوئے۔ اِسْتِحْقَاقٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۷

اِسْتَحْوَذَ۔ اس نے قابو میں کرلیا۔ اِسْتِحْوَاذٌ سے جس کے معنی قابو میں کرکے ہانکنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۸

اِسْتِحْيَاءٍ۔ شرمانا۔ حیا کرنا۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر پ۲۰

اِسْتَحْيُوْا۔ جیتی رکھو۔ اِسْتِحْيَاءٌ سے جس کے معنی جیتا رکھنے اور زندہ چھوڑنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۴

اِسْتَخْرَجَهَا۔ اس کو نکالا۔ اس کو نکلوایا۔

اِسْتَخْرَجَ۔ اِسْتِخْرَاجٌ سے جس کے معنی نکلوانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔

اِسْتَخَفَّ۔ اس نے عقل کھودی۔ اِسْتِخْفَافٌ سے جس کے معنی بیوقوف جاہل بنانے اور راہِ حق سے ہٹانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اَسْتَخْلِصْهُ۔ میں اس کو خالص کر رکھوں۔ اَسْتَخْلِصْ اِسْتِخْلَاصٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور خالص کر رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اِسْتَخْلَفَ۔ اس نے حاکم کیا اس نے خلیفہ بنایا۔ اِسْتِخْلَافٌ سے جس کے معنی خلیفہ بنانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اِسْتَرَقَ۔ اس نے چرایا۔ اِسْتِرَاقٌ سے جس کے معنی چرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اِسْتَرْهَبُوْهُمْ۔ انھوں نے ان کو ڈرایا۔ اِسْتَرْهَبُوْا اِسْتِرْهَابٌ سے جس کے معنی ڈرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اِسْتَزَلَّهُمْ۔ اس نے ان کو بہکایا۔ اِسْتَزَلَّ اِسْتِزْلَالٌ سے جس کے معنی بہکانے اور لغزش کروانے کی تاک میں لگے رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اِسْتَسْقٰی۔ اس نے پانی مانگا۔ اِسْتِسْقَاءٌ سے جس کے معنی پانی مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اِسْتَسْقٰهُ۔ اس نے اس سے پانی مانگا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اِسْتَشْهِدُوْا۔ تم گواہ کرو۔ تم گواہ لاؤ۔ اِسْتِشْهَادٌ سے جس کے معنی گواہ بنانے اور گواہی طلب کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

اُسْتُضْعِفُوْا۔ وہ ضعیف سمجھے گئے کمزور خیال کیے گئے۔ اِسْتِضْعَافٌ سے جس کے معنی کمزور شمار کرنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اِسْتَضْعَفُوْنِیْ۔ انھوں نے مجھکو کمزور سمجھا۔ اِسْتَضْعَفُوْا اِسْتِضْعَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔

اِسْتَطَاعَ۔ اس سے ہوسکا۔ وہ کرسکا۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ان چیزوں کا

بتمام وکمال پایا جانا جن کی وجہ سے فعل سرزد ہوسکے استطاعت کہلاتا ہے۔

اِسْتَطَاعُوْا۔ وہ کرسکے۔ ان سے ہوسکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِسْتَطَعْتَ تجھ سے ہوسکا۔ تو کرسکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِسْتَطَعْتُ۔ میں کرسکا۔ مجھ سے ہوسکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم

اِسْتَطَعْتُمْ۔ تم سے ہوسکا۔ تم کرسکے۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِسْتَطْعَمَا۔ ان دونوں نے کھانا مانگا۔ اِسْتِطْعَامٌ سے۔ جس کے معنی کھانا طلب کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب

اِسْتَطَعْنَا۔ ہم سے ہوسکا۔ ہم کرسکے۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اِسْتِعْجَالَهُمْ۔ ان کا جلدی مانگنا۔ ان کا عجلت کرنا۔ اِسْتِعْجَالٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اِسْتِعْجَالٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

اِسْتَعْجَلْتُمْ۔ تم نے جلدی کی۔ اِسْتِعْجَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِسْتَعِذْ۔ تو پناہ مانگ۔ اِسْتِعَاذَۃٌ سے جس کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اِسْتَعْصَمَ اس نے تھام رکھا بچالیا۔ اِسْتِعْصَامٌ سے جس کے معنی تھام رکھنے اور روک رکھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِسْتَعْلٰی۔ اس نے غلبہ چاہا۔ اس نے بلندی چاہی۔ اِسْتِعْلَاءٌ سے جس کے معنی بلندی چاہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِسْتَعْمَرَكُمْ۔ اس نے تم کو آباد کیا۔ اِسْتَعْمَرَ اِسْتِعْمَارٌ سے جس کے معنی آباد کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اِسْتَعِيْنُوْا تم مدد طلب کرو۔ اِسْتِعَانَۃٌ سے جس کے معنی مدد چاہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِسْتَغَاثَهُ اس سے فریاد کی۔ اِسْتِغَاثَۃٌ سے جس کے معنی فریاد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہ ضمیر واحد مذکر غائب

اِسْتَغْشَوْا۔ انھوں نے اپنے اوپر لپیٹ لیا۔
اِسْتِغْشَاءٌ سے جس کے معنی اپنے اوپر پردہ ڈال لینے
اور اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لینے کے ہیں ماضی
کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ یہاں کافروں کے نہ سننے
کی طرف اشارہ ہے یا کپڑے لپیٹ کر بھاگنے کی
طرف۔

اِسْتِغْفَارٌ۔ مغفرت چاہنا۔ بخشش مانگنا۔ خواہ بذریعہ
قول ہو یا بذریعہ فعل۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے۔

اِسْتَغْفِرْ۔ تو بخشش مانگ، معافی مانگ، مغفرت چاہ
اِسْتِغْفَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اِسْتَغْفَرَ۔ اس نے بخشش چاہی، اِسْتِغْفَارٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

أَسْتَغْفِرُ۔ میں بخشش مانگونگا، مغفرت چاہونگا۔ اِسْتِغْفَارٌ
سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔

أَسْتَغْفَرْتَ۔ خواہ تو نے بخشش مانگی۔ اِسْتِغْفَارٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں أَأَسْتَغْفَرْتَ
تھا حسب تصریح شوکانی پہلی ہمزہ استفہام (جو برابر
تسویہ کے معنی میں تھی) حذف کر دی گئی کیونکہ آیت
میں أَمْ اس کے معنی پر دلالت کرنے کے لئے موجود
ہے اور حسب تصریح ابو حیان ہمزہ تسویہ باقی ہے اور
دوسری ہمزہ جو ہمزہ وصل تھی وہ محذوف ہے۔[1]

أَسْتَغْفِرَنَّ۔ میں بخشش چاہوں گا، میں معافی
مانگونگا۔ اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع بانون تاکید کا
صیغہ واحد متکلم۔

اِسْتَغْفِرُوْا۔ تم بخشش چاہو، تم مغفرت مانگو۔ اِسْتِغْفَارٌ
سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اِسْتَغْفَرُوْا۔ انھوں نے بخشش مانگی، انھوں نے مغفرت
چاہی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اِسْتَغْفِرُوْهُ۔ اس سے گناہ بخشواؤ، اس سے مغفرت
طلب کرو۔ اِسْتَغْفِرُوْا صیغہ امر ہُ ضمیر واحد مذکر
غائب۔

اِسْتَغْفِرْهُ۔ تو اس سے بخشش چاہ، معافی مانگ۔
اِسْتَغْفِرْ صیغہ امر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اِسْتَغْفِرِیْ۔ (عورت) تو بخشوا، تو مغفرت چاہ۔ اِسْتِغْفَارٌ

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۲۵ طبع مصر ۱۳۵۰ھ اور البحر المحیط ج ۸ ص ۲۷۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

سے، امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۲

اِسْتَغْلَظَ۔ وہ موٹا ہوا۔ اِسْتِغْلَاظٌ سے جس کے معنی موٹے ہونے کے لئے تیار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۶

اِسْتَغْنٰی۔ اس نے بے پروائی کی۔ اِسْتِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پروا ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۸ پ ۳۰

اِسْتَفْتَحُوْا۔ انہوں نے فیصلہ مانگا۔ انہوں نے فتح چاہی۔ اِسْتِفْتَاحٌ سے۔ جس کے معنی فتح چاہنے اور فیصلہ مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۳

اِسْتَفْتِهِمْ۔ تو ان سے پوچھ۔ اِسْتَفْتِ اِسْتِفْتَاءٌ سے جس کے معنی حکم دریافت کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۳

اِسْتَفْزِزْ۔ تو گھبرا دے۔ اِسْتِفْزَازٌ سے جس کے معنی گھبرا دینے کے آتے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵

اِسْتَقَامُوْا۔ وہ سیدھے رہے۔ وہ قائم رہے، ثابت قدم رہے۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے جس کے معنی سیدھا راستہ پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۸

پ ۱۸ پ ۲۴ پ ۲۶

اِسْتَقَرَّ۔ وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ اِسْتِقْرَارٌ سے جس کے معنی ٹھہرے رہنے اور قرار پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹

اِسْتَقِمْ۔ تو سیدھا چلا جا، تو قائم رہ، تو ثابت قدم رہ۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۲ پ ۲۵

اِسْتَقِيْمَا۔ تم دونوں ثابت قدم رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ ۱۱

اِسْتَقِيْمُوْا۔ تم سیدھے رہو، تم سیدھا راستہ اختیار کئے رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸ پ ۱۰

اِسْتَكَانُوْا۔ وہ دب گئے۔ انہوں نے عاجزی کی۔ اِسْتِكَانَۃٌ سے۔ جس کے معنی دبنے اور عاجزی کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۴ پ ۱۸

اِسْتِكْبَارًا۔ غرور کرنا، بڑائی چاہنا۔ بروزن اِسْتِفْعَال مصدر ہے۔ استکبار یعنی اپنے آپ کو بڑا ماننا اگر شریعت کے حکم کے تحت ہو اور ایسے مقام اور ایسے وقت پر ہو جب کہ ایسا کرنا اس پر واجب ہو تو محمود ہے۔ ورنہ استکبار بمعنی غرور کرنے کے (یعنی اپنی بڑائی میں جھوٹ موٹ ان چیزوں کا اظہار جن کا وہ مستحق نہیں مذموم ہے)

قرآن مجید میں اس کا استعمال دوسرے ہی معنی میں ہوا ہے۔

اِسْتَكْبَرَ۔ اس نے گھمنڈ کیا۔ اس نے غرور کیا اِسْتِكْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ

اِسْتَكْبَرْتَ۔ تو نے غرور کیا۔ اِسْتِكْبَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

أَسْتَكْبَرْتَ۔ کیا تو نے غرور کیا، اصل میں أَاِسْتَكْبَرْتَ تھا۔ دوسری ہمزہ جو وصلی تھی حذف ہوگئی، پہلی ہمزہ استفہام انکاری کی ہے۔

اِسْتَكْبَرْتُمْ۔ تم نے تکبر کیا۔ غرور کیا۔ اِسْتِكْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

اِسْتَكْبَرُوا۔ انھوں نے گھمنڈ کیا۔ انھوں نے غرور کیا اِسْتِكْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ

اِسْتَكْثَرْتُ۔ میں نے بہت زیادہ (جمع) کر لیا۔ اِسْتِكْثَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو کثیر سمجھنے یا کسی کام کو بہت زیادہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ

اِسْتَكْثَرْتُمْ۔ تم نے بہت زیادہ (تابع) کر لیا۔ اِسْتِكْثَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ

اِسْتَمْتَعَ۔ اس نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے کام نکالا اِسْتِمْتَاعٌ سے جس کے معنی فائدہ اٹھانے اور برتنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اِسْتَمْتَعْتُمْ۔ تم کام میں لائے تم نے فائدہ اٹھایا تم برت چکے۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے ماضی کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ پ

اِسْتَمْتَعُوا۔ انھوں نے فائدہ اٹھایا۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ

اِسْتَمْسَكَ۔ اس نے پکڑ لیا۔ اِسْتِمْسَاكٌ سے جس کے معنی پکڑے رہنے اور روکے رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اِسْتَمْسِكْ۔ تو پکڑے رہ۔ اِسْتِمْسَاكٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ

اِسْتَمَعَ۔ اس نے سن لیا۔ اِسْتِمَاعٌ سے جس کے معنی متوجہ ہو کر سننے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اِسْتَمِعْ۔ تو سن تارہ، کان لگا۔ اِسْتِمَاعٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ

اِسْتَمِعُوْا۔ تم کان لگائے رہو۔ اِسْتِمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ ۱۶ پ

اِسْتَمَعُوْہُ۔ انھوں نے اس کو سنا۔ اِسْتَمَعُوْا اِسْتِمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۱۷ پ

اِسْتَنْصَرُوْکُمْ۔ انھوں نے تم سے مدد چاہی، اِسْتَنْصَرُوْا اِسْتِنْصَارٌ سے جس کے معنی مدد چاہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۱۰ پ

اِسْتَنْصَرَہٗ۔ اس نے اس سے مدد مانگی، اِسْتَنْصَرَ۔ اِسْتِنْصَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۲۰ پ

اِسْتَنْکَفُوْا۔ انھوں نے عار کی، اِسْتِنْکَافٌ سے جس کے معنی ننگ و عار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ ۶ پ

اِسْتَوَتْ۔ وہ ٹھیر گئی۔ اِسْتِوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب اِسْتِوَاءٌ کا استعمال جب عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی استقرار (ٹھیرنے) اور ارتفاع (بلند ہونے اور چڑھنے) کے ہوتے ہیں ۱۲ پ

اِسْتَوْقَدَ۔ اس نے آگ جلائی۔ اِسْتِیْقَادٌ سے جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ ۱ پ

اِسْتَوٰی۔ اس نے قصد کیا۔ اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا، وہ سنبھل گیا، وہ چڑھا، وہ سیدھا بیٹھا۔ اِسْتِوَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، استوا کے جب دو فاعل ہوتے ہیں تو اس کے معنی دونوں کے مساوی اور برابر ہونے کے آتے ہیں۔ جیسے کا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ (برابر نہیں ناپاک اور پاک) اور اگر فاعل دو نہ ہوں تو سنبھلنے، درست ہونے اور سیدھے رہنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی (پھر سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا) اور لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَاسْتَوٰی (جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا) اس صورت میں استوار کے معنی میں کسی شے کا اعتدال ذاتی مراد ہے۔ جب اس کا تعدیہ عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی چڑھنے، قرار پکڑنے اور قائم ہونے کے آتے ہیں جیسے وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ (اور وہ (کشتی) جودی پہاڑ پر ٹھیری) اور لِتَسْتَوٗا عَلٰی

ظُهُوْرِهٖ (تاکہ تم اس کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو) اور جب اس کا تعدیہ اِلیٰ کے ساتھ ہوتا تو اس کے معنی قصد کرنے اور پہنچنے کے ہوتے ہیں جیسے ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ (پھر قصد کیا آسمان کی طرف)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے استواء علی العرش کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن وحدیث میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی بیان کئے گئے ہیں اور مخلوق کے اوصاف میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے جیسے حی، سمیع، بصیر کہ یہ الفاظ اللہ عزوجل کے لئے بھی استعمال کئے گئے اور بندہ کے لئے بھی۔ لیکن دونوں جگہ ان کے استعمال کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے، کسی مخلوق کو سمیع و بصیر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان موجود ہیں۔ اب یہاں دو چیزیں ہوئیں ایک تو وہ آلہ کہ جو سننے اور دیکھنے کا مبدأ اور ذریعہ ہے یعنی کان اور آنکھ دوسرا اس کا نتیجہ اور غرض وغایت یعنی وہ خاص علم جو آنکھ سے دیکھنے اور کان کے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جب مخلوق کو سمیع وبصیر کہا جائیگا تو اس کے حق میں یہ مبدأ اور غایت دونوں چیزیں معتبر ہوں گی، جن کی کیفیات ہم کو معلوم ہیں لیکن یہی الفاظ جب اللہ عزوجل کے متعلق استعمال کئے جائیں گے، تو یقیناً ان سے وہ مبادی اور کیفیاتِ جسمانیہ نہیں مراد لئے جا سکتے جو مخلوق کے خواص میں داخل ہیں اور جن سے جنابِ باری عزاسمہ قطعاً منزہ ہے۔ البتہ یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ سمع وبصر کا مبدأ اس ذاتِ اقدس میں بدرجۂ اتم موجود ہے اور اس کا نتیجہ یعنی وہ علم جو رویت وسماع سے حاصل ہوتا ہے اس کو بدرجۂ کمال حاصل ہے۔ رہا یہ کہ وہ مبدأ کیسا ہے اور دیکھنے اور سننے کی کیا کیفیت ہے تو ظاہر ہے کہ اس سوال کے جواب میں بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا دیکھنا اور سننا مخلوق کی طرح نہیں۔ غرض اسی طرح اس کی تمام صفات کو سمجھنا چاہئے کہ صفت باعتبار اپنے اصل مبدأ و غایت کے ثابت ہے مگر اس کی کوئی کیفیت نہیں بیان کی جا سکتی۔ اور نہ کسی آسمانی شریعت نے کبھی انسان کو اس پر مجبور کیا ہے کہ وہ خواہ مخواہ ان حقائق میں غور وخوض کرکے جو اس کی عقل و ادراک

کی دسترس سے باہر ہیں بیکار اپنے عقل و دماغ کو پریشان کرے۔ اسی اصول پر استواء علی العرش کو بھی سمجھ لیجئے۔ کہ عرش کے معنی تخت اور بلند مقام کے ہیں اور استواء کا ترجمہ اکثر محققین نے تمکن و استقرار یعنی قرار پکڑنے اور قائم ہونے سے کیا ہے مطلب یہ ہے کہ تخت حکومت پر اس طرح قابض ہو تاکہ نہ اس کا کوئی حصہ اور کوئی گوشہ حیطہ اقتدار سے باہر ہو اور نہ قبضہ و تسلط میں کسی قسم کی کوئی مزاحمت اور گڑبڑ ہو۔ غرض سب کام اور انتظام درست ہو اب دنیا میں بادشاہوں کی تخت نشینی کا ایک تو مبادار و ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت یا غرض و غایت یعنی ملک پر پورا تسلط اور اقتدار اور نفوذ و تصرف کی قدرت حاصل ہونا۔ سو حق تعالیٰ کے "استواء علی العرش" میں یہ حقیقت اور غرض و غایت بدرجہ کمال موجود ہے کہ تمام مخلوقات اور ساری کائنات پر پورا پورا تسلط و اقتدار اور مالکانہ اور شہنشاہانہ تصرف و نفوذ بے روک ٹوک صرف اسی کو حاصل ہے آیت شریفہ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي

الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ (پھر قرار پکڑا عرش پر اڑھاتا ہے رات پر دن کو کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا ہوا اور آفتاب، ماہتاب اور ستارے (سب) اس کے حکم کے تابع ہیں) اور آیۃ شریفہ۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (پھر قائم ہوا عرش پر، تدبیر کرتا ہے کام کی، کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد) سے بخوبی اس مضمون پر روشنی پڑتی ہے۔ رہا "استواء علی العرش" کا مبدأ اس کی ظاہری صورت و کیفیت، پس دیگر صفات سمع و بصر کی طرح یقیناً اس کی کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ اس میں مخلوق کی صفت اور حدوث کا ذرا سا بھی شائبہ ہو۔ پھر وہ کیونکر ہے اور کس طرح ہے تو اس کی کیفیت کے لئے اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (نہیں ہے اس کی طرح کا ساکوئی) ہمارا کیا مایۂ علمی کہ اس کی کیفیت بیان کر سکیں۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا (وہ تو جو کچھ لوگوں کے

آگے پیچھے ہے سب جانتا ہے مگر لوگ اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتے) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں لا الاستواء غیر مجہول و الکیف غیر معقول والاقرار بہ ایمان و الجحود بہ کفر رواہ ابن مردویہ واللالکائی فی کتاب السنۃ[1] (استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آسکتی۔ اس کا اقرار ایمان ہے اور انکار کفر ہے) قاضی ابوالعلاء صاعد بن محمد نے کتاب الاعتقاد میں امام ابو یوسف کی روایت سے امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے لا ینبغی لاحد ان ینطق فی اللہ تعالیٰ بشیء من ذاتہ ولکن یصفہ بما وصف سبحانہ بہ نفسہ ولا یقول فیہ برایہ شیئا تبارک اللہ تعالیٰ رب العٰلمین[2] (کسی کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کی ذات کے متعلق ذرا بھی زبان کھولے بلکہ اسی طرح بیان کرے جس طرح کہ خود اللہ سبحانہ نے اپنے لئے بیان فرمایا ہے اپنی رائے سے کچھ نہ کہے بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو رب ہے سارے جہان کا)

چہ سے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

[illegible]

اِسْتَوَيْتَ تو چڑھ چکا۔ اِسْتِوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۸

اِسْتَوَيْتُمْ۔ تم بیٹھ چکے تم سوار ہوئے اِسْتِوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۵

اِسْتَهْزِءُوْا۔ تم ٹھٹھے کرتے رہو۔ اِسْتِهْزَاءٌ سے جس کے معنی تمسخر کرنے اور ٹھٹھا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۰

اُسْتُهْزِئَ۔ اس سے ٹھٹھا کیا گیا۔ اِسْتِهْزَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۷، ۱۳، پ ۱۷

اِسْتَهْوَتْهُ۔ اس نے اس کو راستہ بھلا دیا۔ اِسْتِهْوَاءٌ سے جس کے معنی فریفتہ کرنے اور راستہ بھلا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

[1] فتح البیان ج ۳ ص ۳۰۷ طبع مصر ۱۳۰۱ و روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۴۲ طبع مصر۔ [2] روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۴۲

ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۔ پ ۱۵

اِسْتَايْئَسَ ۔ وہ ناامید ہوگیا ۔ اِسْتِيَاسٌ سے جس کے معنی مایوس ہونے کے ہیں ، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ پ ۱۳

اِسْتَايْئَسُوْا ۔ وہ ناامید ہوگئے ۔ اِسْتِيَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔ پ ۱۳

اِسْتَيْسَرَ ۔ وہ میسر ہوا ۔ وہ آسان ہوا ۔ اِسْتِيْسَارٌ سے ۔ جس کے معنی آسان ہونے اور میسر ہونے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ پ ۲

اِسْتَيْقَنَتْهَا ۔ اس کا یقین کیا ۔ اِسْتَيْقَنَتْ اِسْتِيْقَانٌ سے جس کے معنی یقین کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب ۔ پ ۱۹

اُسْجُدْ ۔ تو سجدہ کر ۔ (نَصَرَ) سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ سجود کی اصل تو عاجزی کرنا اور جھکنا ہے اور اسی اعتبار سے اللہ کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کو سجود کہا جاتا ہے ۔ اور یہ انسان حیوانات جمادات سب کے حق میں عام ہے سجود کی دو قسمیں ہیں ایک سجود تسخیری دوسرے سجود اختیاری ۔ سجود تسخیر تو تمام مخلوقات کے لیئے ثابت ہے ۔ چنانچہ آیہ شریفہ وَلِلّٰہِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام) جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اور جو نہ یقین لایا اس پر بھی بے اختیار اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح اور شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ ۔ مطلب یہ ہے کہ جواہر ہوں یا اعراض کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہو سکتی اور اس کے نفوذ و اختیار کے سامنے سب مطیع و منقاد اور سر بسجود ہیں ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے ۔ جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے سر شام زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف ۔ اور سجود اختیاری صرف انسان و جن غرضکہ جملہ مکلفین کے لئے خاص ہے

جیسے آیت شریفہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا (سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی) ہماری شریعت میں سجود سے نماز کا وہ خاص رکن مراد ہے جو نماز میں ادا کیا جاتا ہے یا تلاوتِ قرآن اور شکر کے وقت انجام دیا جاتا ہے۔ پ۱۹/۲۰ پ۲۱

اَسْجُدُ - میں سجدہ کروں، سُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ءَاَسْجُدُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے۔ پ۱۵/۷

اُسْجُدُوْا - تم سجدہ کرو، سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱/۴ پ۸ پ۱۵/۷،۹ پ۱۶/۱۲ پ۱۷/۱۷ پ۱۹/۳ پ۲۷/۷

اُسْجُدِیْ - تو (عورت) سجدہ کر۔ سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ پ۳/۱۲

اَسْحَارٌ - صبح کے اوقات، سَحَرٌ کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں اور اسی وجہ سے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں۔ پ۳/۱ پ۲۶/۱۸

اِسْحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے اور اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ نبی تھے۔ خدا کے مقرب فرشتوں نے آپ کی ولادت کی بشارت آپ کے والدین کو اس وقت دی تھی جبکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کے لئے جا رہے تھے۔ اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بڑھیا اور بانجھ ہو چکی تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بہت ہی بوڑھے ہو گئے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ ہود، سورۂ ابراہیم اور سورہ الذاریات میں فرشتوں کی آمد اور ان کی بشارت دینے کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث مرفوع میں آپ کو الکریم بن الکریم کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے[۱]۔ اسحٰق کے غیر منصرف ہونے کی وجہ ایک علمیت ہے دوسرے عجمہ۔ پ۱/۱۴ پ۱/۱۷ پ۳ پ۳/۱۲ پ۶ پ۷/۱۰،۱۱،۱۵ پ۱۲/۱۸ پ۱۳/۹ پ۱۷/۵ پ۲۰/۱۵ پ۲۳/۷،۹،۱۳

اَسْخَطَ - اس نے بیزار کر دیا۔ اس نے غصہ دلایا۔ اِسْخَاطٌ سے۔ جس کے معنی بیزار کرنے اور غصہ دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۶/۷

---

[۱] صحیح البخاری باب ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت۔

أَسَرَّ۔ اس نے چھپایا، آہستہ بات کی، چھپا کر کہا۔ إِسْرَارٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۳ ع۸ پ۲۸ ع۱۹

أَسْرِ۔ تورات کو لیکر چل۔ إِسْرَاءٌ سے جس کے معنی رات کو لیکر چلنے اور رات کو سفر کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۲ ع۸ پ۱۳ ع۵ پ۱۶ ع۱۴ پ۱۹ ع۸ پ۲۵ ع۱۴

إِسْرَارًا۔ چھپانا، آہستہ سے کوئی بات کہنا۔ بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ۲۹

إِسْرَارَهُمْ۔ ان کا چھپا کر سرگوشیاں کرنا۔ إِسْرَارٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۲۶

إِسْرَافًا۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا، زیادتی کرنا۔ بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اصل میں اسراف ہر کام میں انسان کے حد سے تجاوز کرنے کا نام ہے مگر اس کا استعمال خرچ کے بارے میں زیادہ مشہور ہے قرآن مجید میں اپنے اپنے موقع اور محل کے لحاظ سے دونوں معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ پ۴ ع۱۲

إِسْرَافَنَا۔ ہماری زیادتی، إِسْرَافٌ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ۴

إِسْرَائِيلَ۔ بروزن ابراہیم و اسمٰعیل علمیت اور عجمہ کی بناء پر غیر منصرف ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے۔ عبرانی میں اس کے معنی اللہ کے برگزیدہ یا اللہ کے بندے کے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے دو نام ہوں، ایک یعقوب دوسرا اسرائیل۔ پ۱ ع۵

أُسَرِّحْكُنَّ۔ میں تم کو رخصت کردوں۔ إِسْرَاحٌ، تَسْرِيحٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور رخصت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُنَّ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۲۱

أَسْرَرْتُ۔ میں نے چھپایا۔ پوشیدہ طور پر کہا۔ إِسْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۲۹

أَسْرَعُ۔ بہت جلدی کرنے والا۔ سُرْعَةٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۷ ع۱۴

أَسْرَفَ۔ وہ حد سے تجاوز کرگیا۔ إِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۶

أَسْرَفُوا۔ انھوں نے زیادتی کی۔ إِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۲۴

أَسَرُّوا۔ انھوں نے چھپایا۔ انھوں نے پوشیدہ کیا

اِسْرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اَسِرُّوا - تم چھپاؤ، تم چھپا کر کہو، اِسْرَارٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَسَرُّوهُ - انہوں نے چھپایا۔ اَسَرُّوا صیغہ ماضی ہُ ضمیر واحد مذکر غائب

اَسَرَّهَا - اس کو چھپایا۔ اَسَرَّ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَسَرَّ)

اَسْرَهُمْ - ان کی جوڑ بندی، ان کی قید کی بندش اَسْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اَسْرٰی - وہ رات کو لے گیا، اِسْرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَسْرِ)

اُسَارٰی - قیدی، اَسِیْرٌ کی جمع جس کے معنی قیدی کے ہیں۔

اَسْرٰی - قیدی، یہ بھی اَسِیْر کی جمع ہے

اُسِّسَ - اس کی بنیاد رکھی گئی۔ تَاسِیْسٌ سے جس کے معنی بنیاد رکھنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اَسَّسَ - اس نے بنیاد رکھی۔ تَاسِیْسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اِسْطَاعُوْا - وہ کر سکے، اصل میں اِسْتَطَاعُوْا تھا ت اور ط دو حرف قریب المخرج جمع ہوئے ت حذف ہو گئی (ملاحظہ ہو اِسْتَطَاعُوْا)

اِسْعَوْا - تم دوڑو (فَتَحَ) سَعْیٌ سے جس کے معنی اصل میں تیز روی کے ہیں، اور اسی مناسبت سے کوشش کرنے کو بھی سعی کہتے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَسَفًا - افسوس کرنا، پچھتانا۔ مصدر ہے۔

اَسْفَارًا - کتابیں، سِفْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی اس کتاب کے ہیں جو حقائق کو واضح کرتی ہے۔

اَسْفَارِنَا - ہمارے سفر، اَسْفَارٌ سَفَرٌ کی جمع جس کے معنی قطع مسافت کے ہیں، اَسْفَارٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔

اَسْفَرَ - وہ روشن ہوا، اِسْفَارٌ سے جس کے معنی روشن ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَسْفَلَ - سب سے نیچا، اَعْلٰی کی ضد۔ سُفُوْلٌ سے جس کے معنی نیچے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔

اَسْفَلِیْنَ - سب سے نیچے۔ اَسْفَلُ کی جمع

اَسْفُوْنَا۔ انہوں نے ہم کو غصہ دلایا یعنی وہ کام کئے جن پر عادۃً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اَسْفُوْا اِیْسَافٌ سے جس کے معنی غصہ دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم ۲۵

اَسَفٰی۔ افسوس، اہل عرب حسرت وغم کے موقع پر کہتے ہیں یَا اَسَفٰی (ہائے افسوس) ۱۳

اَسْقِطْ۔ تو گرادے۔ اِسْقَاطٌ سے جس کے معنی گرادینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۹

اَسْقَیْنَا کُمْ۔ ہم نے تم کو پلایا۔ اَسْقَیْنَا۔ اِسْقَاءٌ سے، جس کے معنی سیراب کرنے اور پلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۲۹

اَسْقَیْنٰکُمُوْهُ ہم نے تم کو اسے پلایا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۱۳

اَسْقَیْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو پلایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۹

اُسْكُنْ۔ تو رہا کر تو رہ (نَصَرَ) سُکُوْنٌ سے اصل میں تو حرکت کے نہ ہونے کو کہتے ہیں مگر اس کا استعمال رہنے بسنے میں بھی ہوتا ہے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱

اَسْكَنْتُهٗ۔ ہم نے اس کو ٹھیرادیا۔ اَسْکَنَّا اِسْکَانٌ سے۔ جس کے معنی ٹھیرانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۹

اَسْكَنْتُ۔ میں نے بسایا ہے۔ اِسْکَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۳

اُسْكُنُوْا۔ تم رہو بسو، سُکُوْنٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۵

اَسْكِنُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) کو گھر رہنے کو دو، ان کو رہنے بسنے دو۔ اَسْکِنُوْا اِسْکَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ۲۸

اِسْلَامٌ۔ دین اسلام، تابعداری کرنا مسلمان ہونا بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ شریعت میں اسلام کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس سے انسان کی جان اور مال محفوظ ہو جائے یعنی اسلام کا صرف زبان سے اقرار خواہ اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے آیت شریفہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر کہو کہ ہم مسلمان ہوئے) میں یہی اسلام مراد ہے دوسری صورت یہ ہے کہ زبان سے اعتراف کے ساتھ

ساتھ دل سے اعتقاد ہو عمل سے پورا کرے اور قضا و قدرِ الٰہی کے آگے گردن جھکا دے۔ آیت شریفہ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (جو یقین کرتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکمبردار ہیں) میں یہی اسلام مراد ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق جو ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (یاد کرو جب اس کو کہا اس کے رب نے کہ حکمبرداری کر تو بولا کہ میں حکمبردار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا) یہاں بھی اسی دوسرے قسم کے اسلام کا ذکر ہے اس کا درجہ ایمان سے بھی بڑھ کر ہے ۲/۱۳۱ ۳/۲۰ ۲/۱۱۲ ۸/۴ ۳/۱۹ ۲/۱۳۱

اِسْلَامَکُمْ۔ تمہارا اسلام لانا۔ اِسْلَام مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۴۹/۱۷ ۲۶

اِسْلَامِھِمْ۔ ان کا اسلام لانا۔ اِسْلَام مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۹/۷۴

اَسْلِحَتَکُمْ۔ تمہارے ہتھیار۔ اَسْلِحَۃٌ سِلَاحٌ کی جمع جس کے معنی ہتھیار کے ہیں۔ اَسْلِحَۃ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۴/۱۰۲

اَسْلِحَتَھُمْ۔ ان کے ہتیار۔ اَسْلِحَۃٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۴/۱۰۲

اَسْلَفَتْ۔ وہ پہلے کر چکی۔ اس نے آگے بھیجا۔ اِسْلَافٌ سے جس کے معنی کسی کام کے اگلے وقت میں کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۰/۳۰

اَسْلَفْتُمْ۔ تم آگے بھیج چکے۔ تم پہلے کر چکے۔ اِسْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۶۹/۲۴

اُسْلُکْ۔ تو ڈال لے۔ تو داخل کر (ن) سُلُوْکٌ سے جس کے معنی چلنے اور داخل ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۳/۲۷ ۲۸/۳۲

اُسْلُکُوْہُ۔ اس کو جکڑ دو۔ اس کو داخل کرو۔ اُسْلُکُوْا سُلُوْکٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۶۹/۳۲

اُسْلُکِیْ۔ تو چل۔ سُلُوْکٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ۱۶/۶۹

اَسْلَمَ۔ وہ اسلام لایا۔ مسلمان ہوا۔ تابعدار ہوا۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲/۱۱۲ ۳/۸۳ ۴/۱۲۵ ۶/۱۴ ۲۷/۴۴

اَسْلِمْ۔ تو حکمبرداری کر۔ اِسْلَامٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲/۱۳۱

اُسْلِمُ ۔ میں تابعدار ہوں۔ اِسْلَامٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ [illegible]

اَسْلَمَا ۔ دونوں نے حکم مانا۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب [illegible]

اَسْلَمْتُ ۔ میں حکمبردار رہا۔ میں حکمبردار ہوئی۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَسْلَمْتُمْ ۔ تم تابع ہوئے، تم اسلام لائے، اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَسْلَمْنَا ۔ ہم مسلمان ہوئے۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اَسْلَمُوْا ۔ وہ تابع ہوئے، وہ حکمبردار ہوئے، مسلمان ہوئے۔ اِسْلَامٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اَسْلِمُوْا ۔ حکمبردار رہو۔ اِسْلَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَسَلْنَا ۔ ہم نے بہا دیا۔ اِسَالَۃٌ سے جس کے معنی بہانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اِسْمٌ ۔ نام۔ جس سے کسی شے کی ذات معلوم کی جائے [illegible]

اَسْمَاءُ ۔ نام۔ اِسْمٌ کی جمع [illegible]

اَسْمَائِہٖ ۔ اس کے نام۔ اَسْمَاء مضاف۔ ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَسْمَائِھِمْ ۔ ان کے نام، اَسْمَاء مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اِسْمَعْ ۔ تو سُن۔ سَمَاعٌ اور سَمَاعَۃٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَسْمَعُ ۔ میں سنتا ہوں۔ سَمَاعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَسْمِعْ ۔ کیا خوب سنتا ہے۔ قرآن مجید میں فعلِ تعجب ہو کر مستعمل ہوا ہے۔ آیت شریفہ اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ میں ہے (کیا خوب دیکھتا اور سنتا ہے) [illegible]

اَسْمِعْ بِھِمْ ۔ کیا خوب سنتے ہیں۔ اَفْعِلْ بِھِمْ کے وزن پر ہے۔ افعال تعجب میں سے ہے۔ [illegible]

اِسْمَعُوْا ۔ تم سنو۔ سنتے رہو۔ سَمَاعٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِسْمَعُوْنِ ۔ مجھ سے سن لو۔ اِسْمَعُوْا سَمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی متکلم کی

محذوف ہے۔[سے]

اَسْمَعَهُمْ۔ ان کو سنا دیا۔ اَسْمَعَ اِسْمَاعٌ سے جس کے معنی سنا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اِسْمٰعِیْل علیہ الصلوۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول تھے۔ قرآن مجید نے آپ کو صادق الوعد کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ آپ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درگاہ باری میں نیک فرزند کے عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور غلام حلیم کے الفاظ میں حضرت اسمٰعیلؑ کے تولد کی بشارت دی ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی کی نسل سے ہیں۔

اسمٰعیل عجمی نام ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے "سمع" اور "ایل" جس کے معنی عبرانی میں ہوتے ہیں "میری دعا سن اے اللہ" کہا جاتا ہے کہ یہی وہ الفاظ ہیں جو طلب فرزند کی دعا کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ورد زبان تھے۔ دعا قبول ہوئی تو آپ نے مبارک بیٹے کو اسی نام سے موسوم فرمایا۔ لیکن علامہ محمود آلوسی اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں واراہ فی غایۃ البعد (مجھے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے) بعض نے اسمٰعیل کے عربی معنی اللہ کے مطیع کے بیان کئے ہیں[1]۔ بہرحال اسمٰعیل کے غیر منصرف ہونے کی وجہ علمیت اور عجمہ ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عورتوں نے کمر پٹی باندھنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ سے سیکھا انھوں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گزاری کے لئے کمر باندھی تھی تاکہ اُن کے دل میں ان کی طرف سے جو میل پیدا ہو گیا ہو اُسے مٹا دیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جو شیر خوار بچے تھے۔ بیت اللہ کے نزدیک زمزم کے اوپر مسجد کے بالائی حصہ میں ایک بڑے درخت کے

[1] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۱ ص ۳۴۱ طبع مصر۔

پاس لیکر آئے۔ ان دنوں مکہ کی سرزمین پر نہ کوئی متنفس آباد تھا، نہ پانی کا نام ونشان تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو یہیں چھوڑا اور ان کے پاس ایک تھیلے میں کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھکر روانہ ہونے لگے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہنے لگیں کہ ابراہیم ہمیں اس وادی میں چھوڑکر کہاں چلے جہاں نہ کوئی انیس ہے اور نہ کوئی شے۔ وہ بار بار ان سے یہی کہتی رہیں مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تب کہنے لگیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے، فرمایا ہاں کہنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اس کے بعد وہ لوٹ آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوگئے چلتے چلتے جب ایک ایسے ٹیلہ کے پاس پہنچے جہاں سے وہ نظر نہیں آسکتے تھے تو انھوں نے بیت اللہ کی طرف رخ کرکے ہاتھ اٹھاکر یہ دعا مانگی رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ الآیہ یہ پوری دعا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ان کی والدہ دودھ پلاتی رہیں اور

وہی پانی پیتی رہیں۔ آخر جب مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا اور یہ خود اور ان کے صاحبزادے پیاس سے بیتاب ہوئے اور انھوں نے دیکھا کہ بچہ ہاتھ پیر پٹکنے اور بلکنے لگا تو ان سے بچہ کا بلکنا اور ہاتھ پیر پٹکنا دیکھا نہ گیا اور اس خیال سے اٹھکر چلیں کہ بچہ کو اس حالتِ زار میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں ان کو اپنے سے سب سے زیادہ نزدیک صفا کی پہاڑی نظر آئی۔ یہ اس کے اوپر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کرکے دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی نظر پڑے مگر کوئی دکھائی نہیں دیا۔ آخر صفا سے اتریں اور جب وادی میں پہنچیں تو دوپٹہ کے دامن اٹھائے اور حیران پریشان انسان کی طرح تیزی سے دوڑنے لگیں۔ وادی کو طے کرکے مروہ پر آئیں نظر اٹھاکر دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی دکھائی دے مگر کوئی نظر نہ پڑا۔ غرض اسی طرح انھوں نے سات مرتبہ کیا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہی وہ سعی بین الصفا والمروہ ہے" پھر جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انھوں نے ایک آواز سُنی، چونک کر دل میں کہنے لگیں کہ خاموش کر سانس

سننا چاہتے ہے، کان لگا کر سنا تو پھر آواز آئی، کہنے لگیں تم نے اپنی آواز تو سنا دی اگر تم کچھ مدد کر سکتے ہو تو کرو، اب ان کو زمزم کے موجودہ مقام پر فرشتہ نظر پڑا، اس نے اپنی ایڑی سے اس جگہ کو کھودا، یا بازو سے اشارہ کیا تو پانی جاری ہو گیا اور یہ اپنے ہاتھوں سے اس کے چار طرف باڑھ بنانے لگیں اور مشکیزہ میں پانی بھرنے لگیں لیکن پانی ان کے بھرنے کے بعد بھی برابر ابلتا رہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسمٰعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو اسی حال پر چھوڑ دیتیں تو زمزم بہتا چشمہ ہوتا۔ پس انھوں نے خود بھی پانی پیا اور اپنے بچہ کو بھی پلایا۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ تم ضائع ہونے سے نہ ڈرو، یہ مقام بیت اللہ ہے اس کی تعمیر اس لڑکے اور اس کے باپ کے ہاتھوں انجام پائیگی، اور اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو ضائع نہیں کرتا۔ بیت اللہ کا حصہ زمین سے ٹیلہ کی طرح مرتفع تھا نالے آتے تھے تو اس کے داہنے بائیں گزر جاتے تھے اسی زمانے میں جرہم کی ایک جماعت یا ان کا ایک خاندان کداء مکہ کے بالائی حصہ سے آتے ہوئے ان کے قریب سے گزرے اور مکہ کے زیریں حصہ میں فروکش ہوئے انھوں نے جو پرندا ڑتے دیکھے تو کہنے لگے کہ یقیناً یہ پرند پانی پر منڈلا رہے ہیں۔ ہم نے تو اس وادی میں کبھی پانی نہیں دیکھا چنانچہ انھوں نے ایک یا دو آدمی اس کی تلاش میں بھیجے۔ وہ پانی پر آموجود ہوئے اور جاکر ان لوگوں کو مطلع کیا سب کے سب وہاں سے چل کھڑے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس موجود تھیں چنانچہ ان لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا آپ اپنے نزدیک اترنے کی ہم کو اجازت دیتی ہیں فرمانے لگیں ہاں لیکن تمہارا پانی میں کوئی حق نہیں ہوگا کہنے لگے بہتر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ باہمی انس کو پسند فرماتی تھیں اس لئے ان کو اجازت دینا مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ وہ لوگ یہاں فروکش ہو گئے اور باقیماندہ اہل خاندان کے پاس آدمی روانہ کئے کہ وہ بھی یہاں آکر اتر گئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں بنی جرہم کے متعدد خاندان آباد ہو گئے

اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بچے سے جوان ہوئے
اور ان سے عربی زبان سیکھی تو حضرت اسمٰعیلؑ ان
لوگوں کو بہت بھائے اور جوان ہونے پر بہت پسند
آئے پس جب ذرا ہوشیار ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی
خاندان کی ایک لڑکی سے آپ کی شادی کر دی اس
اثنا میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ
انتقال فرما گئیں آپ کے نکاح کے بعد ایک مرتبہ
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل و عیال
کی خبر گیری کے لئے تشریف لائے مگر آپ کو نہ پایا
آپ کی اہلیہ سے آپ کا حال دریافت کرنے پر
معلوم ہوا کہ آپ روزی کی تلاش میں باہر گئے
ہوئے ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
گزران کی کیفیت اور گھر بار کی حالت دریافت
کی وہ کہنے لگی ہم تکلیف میں ہیں ہم تنگی اور سختی
میں ہیں غرض اس نے حضرت سے شکایت کی۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا
شوہر آئے تو سلام کہنا اور یہ کہہ دینا کہ اپنے دروازہ
کی چوکھٹ بدل ڈالو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
لوٹ کر آئے تو آپ کو کچھ محسوس ہوا دریافت کیا کہ

کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا وہ (تو ہین آمیز انداز
میں) کہنے لگی ہاں اس اس طرح کے ایک بڑے
میاں آئے تھے انھوں نے آپ کے متعلق ہم سے
دریافت کیا پس میں نے ان کو آپ کی خبر دی اس پر
انھوں نے ہماری گزران کے متعلق پوچھا میں نے
اپنی تنگی اور سختی سے ان کو مطلع کیا حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام نے دریافت کیا پھر انھوں نے کیا حکم
دیا جواب دیا کہ مجھے یہ حکم دے گئے کہ میں تم کو ان
کا سلام پہنچا دوں اور وہ یہ بھی فرما گئے ہیں کہ آپ
اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالئے۔ حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد تھے
مجھ کو یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دوں،
اس لئے تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ چنانچہ آپ
نے ان کو طلاق دیدی اور ان ہی لوگوں میں سے
ایک دوسری عورت سے شادی کرلی۔ تھوڑے
عرصے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر
تشریف لائے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پاکر
ان کی اہلیہ کے پاس آئے اور ان سے آپ کے متعلق
دریافت کیا وہ کہنے لگیں ہمارے لئے روزی کی تلاش

میں گئے ہوئے ہیں حضرت نے دریافت فرمایا تمہارا
کیا حال ہے گزر بسر کی کیا صورت ہے کہنے لگیں
خیریت ہے اچھی طرح گزر رہی ہے. خدا کا شکر ہے
آپ نے پوچھا کھانے کو کیا ملتا ہے جواب دیا گوشت
آپ نے فرمایا اور پینے کو؟ کہنے لگیں پانی آپ نے
دعا کی اللّٰھم بارک لھم فی اللحم والماء (اے اللہ
ان کو گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان دنوں ان لوگوں
کے پاس اناج نہیں تھا ورنہ اگر اناج ہوتا تو
آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے مکہ کے علاوہ
جہاں کہیں ان دونوں پر کوئی شخص اکتفا کرتا ہے
یہ موافق مزاج نہیں پڑتے. حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا کہ تمہارے شوہر آئیں تو ان کو سلام کہنا
اور حکم دینا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ محفوظ رکھیں حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ
کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا کہنے لگیں ہاں اچھی
شکل وہیئت کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے
اور ان کی تعریف کی انھوں نے مجھ سے آپ کے
متعلق دریافت کیا میں نے ان کو اطلاع دی، پوچھنے
لگے گزران کس طرح ہے میں نے عرض کیا ہم لوگ
خوش و خرم ہیں. حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا
پھر انھوں نے تم کو کچھ حکم دیا جواب دیا ہاں آپ کو
سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ اپنے دروازہ
کی چوکھٹ محفوظ رکھنا آپ نے فرمایا وہ میرے والد
ماجد تھے اور تم چوکھٹ ہو مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں
تمہیں اپنے پاس سے جدا نہ کروں. کچھ عرصہ کے بعد
حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے. حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام زمزم کے قریب اسی بڑے درخت
کے نیچے بیٹھے ہوئے تیر درست کر رہے تھے انھوں نے
جو آپ کو آتے دیکھا کھڑے ہو گئے دونوں نے وہی
طرز عمل اختیار کیا جو ایک شفیق باپ اپنے بیٹے کے
لئے اور ایک سعادت مند بیٹا اپنے باپ کے لئے کرتا ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسمٰعیل
مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک حکم دیا ہے. حضرت اسمٰعیلؑ
نے عرض کیا آپ تعمیلِ حکم کیجئے آپ نے فرمایا تم
میری مدد کرو گے. عرض کیا کروں گا. فرمایا مجھے خدا نے

حکم دیا ہے کہ میں یہاں بیت اللہ کی تعمیر کروں اور اس مرتفع حصۂ زمین کی طرف اشارہ کیا پھر دونوں نے مل کر بنیادیں کھڑی کیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تو پتھر ڈھوتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ عمارت بلند ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مقام کا پتھر لے کر آئے اب ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر فرمانے لگے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کو پتھر لالا کر دیتے گئے اور یہ دعا دونوں کی ورد زبان تھی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (اے ہمارے پروردگار ہمارا یہ عمل تیرے حضور قبول ہو بیشک تو ہی ہے دعاؤں کا سننے والا اور جاننے والا) غرض یہی دعا پڑھتے ہوئے دونوں مقدس باپ بیٹوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کر کے اس کا دورہ پورا کیا۔ حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں[2] اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں وھذا الحدیث من کلام ابن عباس وموشح برفع بعضہ وفی بعضہ غرابۃ وکانہ مما تلقاہ ابن عباس عن الاسرائیلیات (یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے جس کا بعض حصہ کلام نبوی ہونے سے مزین ہے اور بعض حصہ میں غرابت ہے جو غالباً ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسرائیلیات سے لیا ہے[3]) صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ پر) جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو آپ اندر داخل ہونے سے باز رہے اور حکم دیا کہ ان کو مٹا دیا جائے چنانچہ تعمیل ارشاد ہوئی۔ آپ کی نظر جب ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی تصویروں پر پڑی کہ ازلام[4] (تقسیم کے لئے جوئے کے تیر) ان کے ہاتھوں میں ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ کی ان پر مار ہو خدا کی قسم ان میں کسی نے بھی کبھی ان تیروں سے تقسیم نہیں چاہی صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے لئے اس دعا سے تعوذ

---

[1] صحیح بخاری باب یزفون النسلان فی المشی [2] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۶۳ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

[3] ملاحظہ ہو "ازلام" [4] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا"

فرماتے تھے۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے
باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) بھی اسی دعا سے
حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہما السلام کے لئے تعوذ
کرتے تھے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ
وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ (میں اللہ کے کلمات
کاملہ کے ذریعہ ہر شیطان اور تمام جانوران گزندہ
اور ہر نظر بد سے جو ضرر رساں ہو پناہ مانگتا ہوں[1])
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کا واقعہ قرآن مجید
میں سورۃ الصافات میں تفصیل سے مذکور ہے [illegible]

[illegible]

اِسْمُہٗ۔ اس کا نام، اسم مضاف، ہ ضمیر واحد مذکر
غائب مضاف الیہ ہے [illegible]

اٰسِنٍ۔ سخت بدبودار۔ اَسَنٌ سے جس کے معنی
سخت بدبودار ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ
واحد مذکر ہے [illegible]

اَسْوَءَ۔ سب سے برا۔ سُوْءٌ سے جس کے معنی برا
ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے [illegible]

اَسْوَاقِ۔ بازاریں۔ سُوْقٌ کی جمع جس کے معنی بازار
کے ہیں [illegible]

اَسْوَدِ۔ کالا۔ سَوَادٌ سے جس کے معنی سیاہ ہونے کے ہیں
صفت مشبہ کا صیغہ ہے

اِسْوَدَّتْ۔ وہ سیاہ ہوئی۔ اِسْوِدَادٌ سے جس کے معنی
سیاہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہے

اَسْوِرَۃٌ۔ کنگن۔ سِوَارٌ کی جمع جس کے معنی کنگن
اور پہنچی کے ہیں۔ [illegible]

اُسْوَۃٌ۔ چال ڈھنگ، نمونہ عمل، اسم ہے۔ غیر
کی پیروی و اتباع میں انسان جس چال پر ہوتا ہے اس
کا نام اسوہ ہے۔ خواہ وہ اچھی ہو یا بری منفعت پہنچانے
والی ہو یا ضرر رساں۔ [illegible]

اٰسٰی۔ میں افسوس کروں (سمع) اَسًی سے جس کے
معنی سخت غمگین ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم۔ اٰسٰی اصل میں ءَ اَسٰی تھا۔ دوسری ہمزہ الف
سے بدل گئی ہے

اَسْرٰی۔ قیدی۔ اُسَارٰی اور اَسْرٰی جمع ہے [illegible]

اِسْئَلْ۔ تو سوال کر، پوچھ لے۔ (فتح) سُؤَالٌ سے
جس کے معنی مانگنے یا دریافت کرنے کے آتے ہیں۔ امر کا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی۔

صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔

اَسْئَلُكَ میں تجھ سے پوچھوں، دریافت کروں

اَسْئَلُ سُوَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ

ضمیر واحد مذکر حاضر۔

اَسْئَلُكُمْ میں تم سے مانگتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر

جمع مذکر حاضر ہے۔

اِسْئَلُوْا تم مانگو، تم پوچھو، سُوَالٌ سے امر کا صیغہ

جمع مذکر حاضر ہے۔

اِسْئَلُوْهُمْ۔ ان سے پوچھو ان سے دریافت کرو،

اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اِسْئَلُوْهُنَّ ان عورتوں سے مانگو، ان سے پوچھو

اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے۔

اِسْئَلْهُ تو اس سے پوچھ، اِسْئَلْ صیغہ امر، ہٗ ضمیر

واحد مذکر غائب ہے۔

اِسْئَلْهُمْ۔ تو ان سے پوچھ۔ اس میں ھُمْ ضمیر

جمع مذکر غائب ہے۔

فصل الشین المعجمہ

اَشَاءُ۔ میں چاہوں (فتح) مَشِيْئَةٌ سے جس کے معنی

چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اَشَارَتْ۔ اس نے اشارہ کیا۔ ہاتھ سے بتلایا۔ اِشَارَةٌ

سے، جس کے معنی اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ

واحد مونث غائب۔

اَشْتَاتًا۔ جدا جدا۔ طرح طرح۔ شَتٌّ اور شَتَاتٌ

کی جمع جس کے معنی پراگندہ اور متفرق کے ہیں۔

اِشْتَدَّتْ۔ وہ سخت ہو گئی۔ اِشْتِدَادٌ سے جس کے

معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ

واحد مونث غائب ہے۔

اِشْتَرَوْا۔ انہوں نے مول لیا۔ انہوں نے بیچا۔

اِشْتِرَاءٌ سے۔ جس کے معنی بیچنے اور خریدنے دونوں

کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔

اِشْتَرٰى۔ اس نے خریدا۔ اِشْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد مذکر غائب ہے۔

اِشْتَرٰهُ اس نے اس کو خرید کیا۔ اس میں ہٗ ضمیر

واحد مذکر غائب ہے۔

اِشْتَعَلَ شعلہ نکلا۔ اس نے آگ پکڑی۔ اِشْتِعَالٌ

ی جس کے معنی شعلہ بھڑکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب یہاں مجازاً بڑھاپے سے سر سفید ہونا مراد ہے۔ پ۱۶

اِشْتَمَلَتْ۔ وہ مشتمل ہے۔ اِشْتِمَالٌ سے جس کے معنی مشتمل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۸

اِشْتَهَتْ۔ اس نے خواہش کی۔ اس نے رغبت کی اِشْتِهَاءٌ سے جس کے معنی خواہش کرنے اور رغبت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۷

اَشِحَّةً۔ حریص لوگ۔ کسی چیز پر ٹوٹ پڑنے والے شَحِيْحٌ کی جمع جس کے معنی حریص کے ہیں پ۲۱/۱۸

اَشَدَّ۔ نہایت سخت۔ شِدَّةٌ سے جس کے معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ

پ۱ پ۲ پ۵ پ۷ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۷ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۸ پ۲۹ پ۳۰

اَشِدَّاءُ۔ زور آور۔ شَدِيْدٌ کی جمع جس کے معنی سخت، قوی اور زور آور کے ہیں پ۲۶/۱۲

اُشْدُدْ۔ تو سخت کر دے۔ تو مضبوط کر۔ (نَصَرَ ضَرَبَ) شَدٌّ سے جس کے معنی قوی اور مضبوط کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۲ پ۱۱

اَشُدَّكُمْ۔ تمہارا زور جوانی، تمہارا پورا زور۔ اَشُدَّ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اشد کے معنی ہیں قوت عقل و تمیز کا مکمل ہونا یہ واحد ہے یا جمع اس بارے میں علماء لغت کے پانچ قول ہیں بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ آنُک کی طرح سے لفظاً اور معناً واحد ہے مگر جمع کے وزن پر آیا ہے اور ان دونوں لفظوں کی اس خصوصیت میں کوئی اور نظیر نہیں ابن الانباری وغیرہ کا یہی خیال ہے[1]۔ لیکن علامہ ابوحیان اندلسی نے سورۃ انعام کی تفسیر میں تصریح کی کہ یہ اس لئے ٹھیک نہیں کہ مفردات میں کوئی لفظ جو باعتبار وضع اَفْعُلٌ کے وزن پر ہو موجود نہیں[2]

[1] ابوحیان نے ابن الانباری کا مختار یہی بیان کیا ہے لیکن علامہ محمود آلوسی کا بیان ہے کہ ابن الانباری نے اس کو شُدٌّ (بالضم) کی جمع بتایا ہے جیسے وُدٌّ اور اَوُدٌّ ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۸ ص ۴۰ طبع مصر

[2] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔

علامہ زمخشری سورۂ حج کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ یہ ان الفاظ جمع میں سے ہے جن کے لئے واحد کا استعمال نہیں ہوتا جیسے اَسِدَّةٌ، قُتُودٌ، اَبَاطِیْلُ وغیرہ گویا متعدد اشیا میں شدت اور قوت کا پایا جانا مراد ہے اس بنا پر بلفظ جمع اس کا استعمال کیا گیا۔[۵۱] مگر علامہ موصوف نے جو الفاظ بطورِ مثال پیش کئے ہیں ان سب کا واحد مستعمل ہے چنانچہ اَسِدَّۃ کا سَدٌّ قُتُودٌ کا قَتَدٌ، اور اَبَاطِیْلُ کا واحد بَاطِلٌ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان الفاظ کی بجائے اگر اَبَابِیْلُ عَبَادِیْدُ، مَذَاکِیْرُ وغیرہ کو بطورِ مثال پیش کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ بعض علما اس کو شَدٌّ کی جمع بتاتے ہیں جس کے معنی تقویت اور ارتفاع کے ہیں جیسے کَلْبٌ سے اَکْلُبٌ بعض شِدٌّ کی جمع بتاتے ہیں جیسے ذِئْبٌ سے اَذْؤُبٌ علامہ مجد الدین فیروز آبادی قاموس میں رقمطراز ہیں کہ یہ دونوں جمعیں سنی نہیں گئیں بلکہ صرف قیاس ہی قیاس ہے۔

سیبویہ جو لغت وعربیت کے امام ہیں اس کا واحد شِدَّۃٌ بیان کرتے ہیں۔ امام جوہری نے تصریح کی ہے کہ معنی کے اعتبار سے تو یہ درست ہے لیکن فِعْلَۃٌ کی جمع اَفْعُلٌ کے وزن پر آتی نہیں[۵۲]۔ مجد الدین فیروز آبادی بھی اس بارے میں ان کے ہمزبان ہیں لیکن ان کا اعتراض سیبویہ پر صحیح نہیں کیونکہ نِعْمَۃٌ کی جمع اَنْعُمٌ موجود ہے

جس طرح اَشُدّ کی لفظی تحقیق میں اختلاف ہے۔ اسی طرح ائمہ میں اس کے زمانے کے تعین میں بھی اختلاف ہے کہ کس وقت انسان اس حالت پر پہنچتا ہے چونکہ اس زمانے کے تعین کی بنیاد محض اجتہاد رائے اور ظنِ غالب پر ہے اس لئے اس میں اختلاف ہونا لازمی تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی مدت پچیس سال اکابر تابعین میں سے عکرمہ کا بھی یہی قول ہے[۵۳]۔ بعض علما کے نزدیک اس کی ابتدا بلوغ سے شروع ہو جاتی ہے۔ بعض اٹھارہ سال بعض تیس بعض تینتیس بعض چالیس سال پر اس کی ابتدا بتلاتے ہیں۔ قاموس میں اس کا زمانہ اٹھارہ

---

[۵۱] تفسیر کشاف ج ۳ ص ۲۶ طبع مصر ۱۳۵۴ھ　[۵۲] تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۱۴۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[۵۳] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۲۔

سال سے لیکر تیس سال کا بتایا ہے لیکن بقول زمخشری اس کی انتہائی مدت باسٹھ سال تک بیان کی گئی ہے[1] آیت شریف حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً (یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو) سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا زمانہ تیس سال پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ چالیس سال کے بعد تک باقی رہتا ہے ۔

اَشُدَّہٗ - اس کی قوت، اور عقل و تمیز کا مکمل ہونا اَشُدَّ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۔

اَشُدَّھُمَا - ان دونوں کا زور آور ہونا اور عقل و تمیز کا مکمل ہونا۔ اَشُدَّ مضاف۔ ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب، مضاف الیہ ۔

اَشِرٌ - بڑائی مارنے والا۔ بہت زیادہ اترانے والا۔ اَشَرٌ سے جس کے معنی بہت زیادہ اترانے اور بڑائی مارنے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ۔

اَشْرَارِ - برے لوگ، شَرِیْرٌ کی جمع جس کے معنی شرارت کرنے والے کے ہیں ۔

اَشْرَاطُھَا - اس کی نشانیاں۔ اَشْرَاطٌ شَرَطٌ کی جمع: شرط علامت اور نشانی کو بھی کہتے ہیں اَشْرَاطُ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۔

اِشْرَاقِ - صبح۔ اِشْرَاقٌ کے اصل معنی تو روشن ہونے کے ہیں، یہاں صبح کا وقت مراد ہے ۔

اِشْرَبُوْا - تم پیو (مجمع) شُرْبٌ سے جس کے معنی پینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔

اُشْرِبُوْا - ان کو پلایا گیا۔ اِشْرَابٌ سے جس کے معنی پلانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔

اِشْرَبِیْ - تو پی۔ شُرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ۔

اِشْرَحْ - کشادہ کر، تو کھول دے۔ (فَتْحٌ) شَرْحٌ سے جس کے معنی کھلنے، کھولنے اور پھیلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔

اَشْرَقَتْ - وہ چمک اٹھی۔ اِشْرَاقٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اشراق) ۔

اَشْرَکَ - اس نے شرک نکالا۔ اس نے شرک کیا۔

---

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۴۸۔

اِشْرَاکٌ سے جس کے معنی شریک بنانے اور شریک کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب شرک کی دو قسمیں ہیں ایک شرک عظیم یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک ٹھیرانا۔ اور یہ بہت بڑا کفر ہے۔ دوسرے شرک صغیر یعنی بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کی رعایت کرنا جیسے ریا وغیرہ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شِرْکٌ) پ۱۲

أُشْرِكُ۔ میں شرک کروں۔ شریک بناؤں۔ اِشْرَاکٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳ پ۱۵ پ۱۷ پ۲۹

أَشْرَكْتَ۔ تو نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲۴

أَشْرَكْتُمْ۔ تم نے شرک کیا۔ تم نے شریک بنایا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۷

أَشْرَكْتُمُونِ۔ تم نے مجھے شریک بنایا اس میں ن وقایہ ہے اور ی ضمیر واحد متکلم کی محذوف ہے پ۱۳

أَشْرَكْنَا۔ ہم نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۸

أَشْرَكُوا۔ انہوں نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱ پ۳ پ۶ پ۷ پ۸ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۴

أَشْرِكْهُ۔ اس کو شریک کر۔ أَشْرِكْ اِشْرَاکٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۶

أَشْعَارِهَا۔ ان کے بال۔ أَشْعَارٌ شَعْرٌ کی جمع جس کے معنی بال کے ہیں أَشْعَار مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ہے پ۱۴

أَشْفَقْتُمْ۔ تم ڈر گئے۔ اِشْفَاقٌ سے جو اصل میں اس توجہ کو کہتے ہیں جس میں ڈر موجود ہو ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیتِ شریفہ ءَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ (کیا تم سرگوشی کے پہلے خیرات کرنے سے ڈر گئے) میں پہلی ہمزہ استفہام تقریری کے لئے ہے پ۲۸

أَشْفَقْنَ۔ وہ ڈر گئیں۔ اِشْفَاقٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب پ۲۲

أَشَقُّ۔ بہت ہی سخت۔ شَقٌّ سے جس کے معنی مشقت اور سختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۳

أَشُقُّ۔ میں تکلیف دوں۔ میں مشقت میں ڈالوں۔ (نَصَرَ) شَقٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۰

أَشْقَى۔ بڑا بدبخت۔ بڑا بد قسمت شَقَاوَةٌ سے

جس کے معنی بدبختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔[1]

اَشْقٰهَا - اس کا بڑا بدبخت، اَشْقٰی مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ یہاں قوم ثمود کے اس بڑے بدبخت کا تذکرہ ہے۔ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ قدار بروزن غلام اس کے معنی اصل میں اونٹ ذبح کرنے والے کے ہیں۔ اہلِ عرب میں یہ نحوست میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں اشأم من قدار (یعنی فلاں شخص قدار سے بھی زیادہ منحوس ہے) صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اثنا خطبہ میں اس ناقہ اور اس کے کونچ کاٹنے والے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بے مثل سخت خبیث اور مفسد اور جو اپنی قوم میں صاحب شوکت و قوت تھا جیسے ابوزمعہ ہے وہ اس ناقہ کا خاتمہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔[1]

امام احمد، ابن ابی حاتم، بغوی، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم نیز ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تمہیں اشقی الناس (سب سے زیادہ بدبخت شخص) کو نہ بیان کروں، حضرت علیؓ نے عرض کیا ضرور، فرمایا دو شخص ہیں ایک قوم ثمود کا سرخ رنگ کا انسان جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹی۔ دوسرے وہ جو تمہارے سر پر ضرب لگائیگا کہ اس سے تمہاری ڈاڑھی تر ہو جائیگی۔[2] مگر اس روایت کے ایک راوی محمد بن خثیم المحاربی کو امام بخاری ضعفا میں شمار کرتے ہیں علاوہ ازیں اس کے راویوں کا آپس میں سماع بھی ثابت نہیں ہوتا۔[3]

اَشْكُرُ - میں شکر کروں۔ (نَصَرَ) شُکْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ شکر کے معنی ہیں نعمت کو یاد رکھنا اور اس کا اظہار کرنا۔ کفر کی ضد ہے جس کے معنی نعمت کو بھولنے اور اس کو چھپانے کے ہیں۔ شکر کی تین قسمیں ہیں۔ شکر قلب یعنی دل میں نعمت کا دھیان رکھنا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاھم صالحا۔ [2] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۴۸ طبع مصر ۱۳۴۹ھ۔ [3] ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۲ طبع مصر ۱۳۲۵ھ۔

شکرِ لسان یعنی زبان سے نعمت دینے والے کی ثنا کرنا
بقیہ تمام اعضاء وجوارح کا شکر یعنی بقدر استحقاق
نعمت کی مکافات کرنا۔ ءَاَشْکُرُ میں ہمزۂ اولیٰ استفہام
تقریری کے لئے ہے۔ ۱۹/۱۷و۱۸ ۲۶/۲

اُشْکُرْ۔ تو حق مان۔ شکر کر۔ شُکْرٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ ۲۱/۱۱

اُشْکُرُوْا۔ تم شکر کرو۔ احسان مانو۔ حق مانو۔ شُکْرٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۴و۵ ۲/۲۱ ۸/۴ ۱۴/۸

اَشْکُوْ۔ میں کھولتا ہوں۔ شَکْوٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم۔ شَکْوٌ کے معنی اضطراب اور غم کے اظہار اور
بیان کرنے کے ہیں۔ اصل میں شَکْوَۃٌ (چھوٹا سا مشکیزہ)
کے کھولنے کو شَکْوٌ کہتے ہیں۔ پھر بطورِ استعارہ اظہار
غم والم میں استعمال ہونے لگا۔ ۱۳/۴

اِشْمَأَزَّتْ۔ وہ رک گئی۔ اس نے نفرت کی۔ اِشْمِئْزَازٌ
سے جس کے معنی ہیں غم وغصہ سے اس طرح بھر جانا کہ چہرے
سے رکاوٹ اور نفرت کا اظہار ہونے لگے۔ ماضی کا
صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۴/۲

اَشْهَادُ۔ گواہی دینے والے، گواہ۔ یہ یا تو شَاهِدٌ کی
جمع ہے جیسے صَاحِبٌ کی اَصْحَابٌ یا شَهِیْدٌ کی
جیسے شَرِیْفٌ کی اَشْرَافٌ ۱۲/۲ ۲۴/۱۱

اُشْهِدُ۔ میں گواہ کرتا ہوں۔ اِشْهَادٌ سے جس کے معنی
گواہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۲/۵

اَشْهَدُ۔ میں گواہی دونگا (سَمِعَ، کَرُمَ) شَهَادَةٌ سے
جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم۔ ۸/۶

اِشْهَدْ۔ تو گواہ رہ۔ شَهَادَةٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر ۱۲/۵ ۶/۵

اَشْهَدْتُّهُمْ۔ میں نے ان کو شاہد بنایا۔ میں نے ان کو
دکھلایا۔ اَشْهَدْتُّ اِشْهَادٌ سے ماضی کا صیغہ واحد
متکلم اور هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۵/۱۹

اَشْهِدُوْا۔ گواہ کر لیا کرو۔ گواہ کر لو۔ اِشْهَادٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر ۳/۲ ۴/۱۲ ۲۸/۱۶

اِشْهَدُوْا۔ تم گواہ رہو۔ شَهَادَةٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ۳/۱۴و۱۵

اَشْهَدَهُمْ۔ ان سے اقرار کرایا، ان کو گواہ بنایا۔ اَشْهَدَ
اِشْهَادٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب۔ ۹/۱۲

اَشْهُرٌ۔ مہینے۔ شَهْرٌ کی جمع جس کے معنی مہینہ کے

ہیں۔ ۲۵/۱۶

أَشْيَاءَ۔ باتیں۔ شَیْءٌ کی جمع۔ جس کے معنی ہر اس چیز کے ہیں جو جانی جاسکے اور اس کے متعلق خبر دی جاسکے۔

أَشْيَاءَهُمْ۔ ان کی چیزیں۔ اَشْیَآءَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

أَشْيَاعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ والے۔ تمہارے طریقے والے۔ اَشْیَاعٌ شِیْعَۃٌ کی جمع جس کے معنی تبعین اور انصار کے ہیں اشیاع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

أَشْيَاعِهِمْ۔ ان کے طریقے والے۔ ان کے ساتھی۔ اَشْیَاعٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

فصل الصاد المهملة

أَصَابَ۔ وہ پہنچا۔ وہ آپڑا۔ اس نے پالیا۔ اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی پالینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

أَصَابَتْ۔ وہ جا لگی۔ اِصَابَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

أَصَابَتْكُمْ۔ وہ تم کو پہنچی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔

أَصَابَتْهُ۔ اس کو پہنچ گئی، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

أَصَابَتْهُمْ۔ ان کو پہنچی۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

أَصَابِعَهُمْ۔ ان کی انگلیاں۔ اِصْبَعٌ کی جمع جس کے معنی انگلی کے ہیں۔ اَصَابِعَ مضاف۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

أَصَابَكَ۔ تجھ کو پہنچا۔ اَصَابَ صیغہ ماضی۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔

أَصَابَكُمْ۔ تم کو پیش آیا۔ تم کو پہنچا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔

أَصَابَهُ۔ اس کو پہنچا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

أَصَابَهَا۔ اس پر آپڑا۔ اس پر پہنچا۔ اس کو آلیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔

أَصَابَهُمْ۔ ان کو پہنچا۔ ان پر پڑا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

آصَالِ۔ شام۔ شام کے وقت۔ زجاج، اخفش، جوہری، مجد الدین فیروزآبادی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ اُصُلٌ

کی جمع ہے۔ فراء، ازہری، ابوبکر سجستانی کے خیال میں
یہ اُصُل کی اور اُصُل اَصِیل کی جمع ہے۔ اَصِیل
کے متعلق جوہری کا بیان ہے کہ عصر کے بعد سے لیکر
مغرب کے وقت تک کو کہتے ہیں۔ پس اس اعتبار سے
یہ جمع الجمع ہے نہ کہ جمع قلت۔ اور ازہری نے تصریح
کی ہے کہ یہ اَصِیل کی جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ فَعِیْل
کی جمع اَفْعَال کے وزن پر نہیں آتی۔ لیکن یہ صحیح
نہیں کیونکہ یَمِیْن کی جمع اَیْمَان موجود ہے۔ علامہ
ابوحیان اندلسی تفسیر البحر المحیط میں سورہ اعراف میں
لکھتے ہیں کہ آصال کے متعلق اس دعوی کی کوئی
ضرورت نہیں کہ وہ جمع الجمع ہے کیونکہ اُصُل گو
اَصِیل کی جمع ہو سکتی ہے جیسے کَثِیْب کی جمع کُثُب
مگر ثابت یہی ہے کہ اُصُل مفرد ہے۔ ان کے خیال
میں آصال یا تو اُصُل کی جمع ہے جس کے معنی شام
کے وقت کے ہیں جیسے عُنُق اور اَعْنَاق (علامہ
زمخشری نے بھی کشاف میں سورہ نور کی تفسیر میں
یہی خیال ظاہر کیا ہے) یا اَصِیل کی جمع ہے جیسے
یَمِیْن اور اَیْمَان۔[1] پ ۹ ع ۱۴ پ ۱۳ ع ۸ پ ۱۸ ع ۱۱ پ ۲۶ ع ۹

اَصْبُ۔ میں مائل ہو جاؤں گا۔ (نصر) صَبْوَۃٌ سے
جس کے معنی مائل ہونے اور مشتاق ہونے کے ہیں۔
مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَصْبُ اصل میں اَصْبُوْ
تھا واو عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ پ ۱۲ ع ۱۳

اِصْبَاح۔ صبح کی روشنی۔ اصل میں مصدر ہے بروزن
اِفْعَال جس کے معنی صبح کرنے کے آتے ہیں اور صبح
کا نام بھی ہے یہاں نام ہی مراد ہے۔ پ ۷ ع ۱۸

اَصَبْتُمْ۔ تم پہنچا چکے۔ اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی
پہنچنے، پالینے، اور پہنچا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
جمع مذکر حاضر۔ پ ۴ ع ۷

اَصْبَحَ۔ لگا۔ ہو گیا۔ اس نے صبح کی۔ اس کو صبح ہوئی
افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے جس کے معنی
صبح کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
پ ۶ ع ۹ پ ۱۵ ع ۱۶، ۱۸ پ ۳۰ ع ۳، ۵، ۱۱ پ ۲۹ ع ۴

اَصْبَحَتْ۔ وہ ہو گئی۔ اس نے صبح کی۔ افعال ناقصہ
میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ قاموس، البحر المحیط ج ۴ ص ۴۳۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ روح المعانی ج ۹ ص ۱۴۲ طبع مصر، نزہۃ القلوب فی غریب القرآن للسجستانی ج ۱ ص ۴۱ طبع مصر برحاشیہ تیسیر الرحمٰن للمہائمی۔ تفسیر کشاف ج ۳ ص ۷۸ طبع مصر ۱۳۰۸ھ

غائب

اَصْبَحْتُمْ۔ تم ہوگئے۔ تم نے صبح کی۔ افعالِ ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَصْبَحُوْا۔ وہ ہوگئے۔ انھوں نے صبح کی۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِصْبِرْ۔ تو صبر کر۔ استقلال سے رہ۔ اپنے آپ کو روکے رکھ۔ (ضَرَبَ) صَبْرٌ سے جس کے معنی نفس کو عقل و شرع کے مطابق روکے رکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِصْبِرُوْا۔ تم صبر کرو۔ صَبْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَصْبَرَهُمْ۔ وہ کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔ آیت میں فَمَآ اَصْبَرَهُمْ ہے جو افعالِ تعجب میں سے ہے۔

اَصَبْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آلیا۔ اَصَبْنَا اِصَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔

اَصْحٰبٌ۔ ساتھی۔ رفیق۔ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی ساتھی اور کبھی مالک کے بھی آتے ہیں

اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ کھائیاں کھودنے والے اصحاب الاخدود (کھائیوں والوں) سے خدا کے وہ دشمن مراد ہیں جنھوں نے گڑھوں اور کھائیوں میں آگ دھکا کر اللہ کے پرستاروں کو نذرِ آتش کیا تھا۔ تاریخِ عالم میں اس قسم کے واقعات بار بار رونما ہو چکے ہیں۔ اسی بنا پر اصحاب الاخدود کی تعیین میں مفسرین و اربابِ تاریخ نے مختلف واقعات نقل کئے ہیں قدماء میں عبدالرحمن بن جبیر، سدی اور مقاتل بھی اس سلسلہ میں تعددِ واقعات ہی کے قائل ہیں[1] متاخرین میں ملا عصام الدین نے تصریح کی ہے کہ لعل جمیع ما روی فی ذلک واقع والقرآن مشتمل له (غالباً اس سلسلہ میں جتنے واقعات بیان کئے گئے وہ سب واقع ہوئے۔ اور قرآنِ عظیم میں (اصحاب الاخدود کے الفاظ) ان سب پر مشتمل ہیں)[2]۔ لیکن عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم

[1] ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۹۹۔ طبع مصر ۱۳۴۲ھ بر حاشیہ فتح البیان۔ [2] روح المعانی محمود آلوسی ج ۳۰ ص ۸۹ طبع مصر

نسائی، ترمذی اور طبرانی نے جو روایت اس سلسلہ میں الفاظ کے معمولی تغیر اور خفیف سی کمی بیشی کے ساتھ حضرت صہیب سے مرفوعاً نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ اگلے وقتوں میں ایک کافر بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر رہتا تھا جب جادوگر کا آخری وقت ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اگر کوئی ہوشیار اور ہونہار لڑکا میرے سپرد کیا جائے تو اچھا ہو کہ میں اس کو اپنا یہ علم سکھلا دوں چنانچہ بادشاہ نے ایک لڑکا اس کام کے لئے اس کے پاس بھیجا۔ راستہ میں ایک راہب رہتا تھا لڑکا اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سن کر پسند کرتا۔ اسی زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر یا اژدہے) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے لڑکے نے کہا کہ آج معلوم ہو جائے گا کہ راہب افضل ہے یا جادوگر، چنانچہ اس نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر دعا کی کہ یا اللہ اگر بجائے جادوگر کے راہب کا دین تجھے پسند ہو تو اس جانور کا کام تمام کر دے تاکہ لوگ اپنا اپنا راستہ لیں یہ کہکر پتھر پھینکا، خدا نے اس جانور کا کام تمام کر دیا اور سب لوگ اپنے اپنے

راستے چل نکلے۔ لڑکے نے سارا واقعہ راہب سے کہہ سنایا۔ راہب نے سن کر کہا بیٹا اب تم مجھ سے بھی افضل ہو کہ تمہارا معاملہ اس درجہ پہنچ گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اللہ تعالیٰ تم کو ابتلا اور آزمائش میں ڈالے گا۔ اب لڑکے کی دعا سے نابینا کوڑھی اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین نابینا تھا اس نے جو سنا تو بہت سے تحفہ تحائف لے کر لڑکے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے تو یہ سب تیرا ہے لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا۔ شفا دینے والا تو اللہ ہے اگر تو ایمان لے آئے تو میں اللہ سے دعا کروں وہ تجھے شفا دیدے چنانچہ وہ ایمان لے آیا اور اسے شفا ہو گئی۔ وہ جب بادشاہ کے پاس آکر بیٹھا تو اس نے دریافت کیا کہ تجھے دوبارہ بینائی کس نے دی۔ اس نے کہا میرے رب نے۔ بادشاہ کہنے لگا کہ کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے اس پر وہ بہت برہم ہوا اور اس شخص کو گرفتار کرکے طرح طرح کی اذیتیں دینے لگا۔ آخر کار اس نے لڑکے کا پتہ دیا چنانچہ لڑکا لایا گیا۔ بادشاہ اس سے کہنے لگا کہ

اب تو تیرا جادو اس درجہ چلنے لگا کہ اس سے کوڑھی اور نابینا تک اچھے ہونے لگے۔ لڑکے نے جواب میں کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا اللہ شفا دیتا ہے اس پر اس نے لڑکے کو بھی پکڑ کے ستانا شروع کیا۔ اس نے راہب کا واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر راہب طلب کیا گیا بادشاہ نے راہب سے کہا کہ تو اپنا مذہب چھوڑ دے راہب کے انکار پر بادشاہ نے اس کو آرے سے چروا دیا، اور یہی حال اپنے اس ہم نشین کا کیا۔ اب لڑکے کی باری آئی اور جب اس نے بھی مذہب کے چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو کسی اونچے پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے مگر خدا کی قدرت جو لوگ اس کو لیکر گئے تھے سب پہاڑ سے گر کر ہلاک ہوئے اور لڑکا صحیح و سالم بچ کر نکل آیا پھر بادشاہ نے اس کو دریا میں ڈبونے کا حکم دیا وہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل آیا اور جو لیکر گئے تھے وہ سب دریا میں ڈوب گئے۔ آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب بتلاتا ہوں تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر، ان کے سامنے مجھے سولی پر لٹکا اور یہ لفظ کہہ کر مجھ پر

تیر چلا بسم اللہ رب الغلام (اس اللہ کے نام پر جو لڑکے کا رب ہے) چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا تیر لڑکے کی کنپٹی پر بیٹھا لڑکے نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ لوگوں نے جو یہ دیکھا تو بیساختہ پکار اٹھے آمنا برب الغلام آمنا برب الغلام (ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے) مصاحبوں نے بادشاہ کے کان بھرے کہ لیجیے جس کا آپ کو کھٹکا تھا وہی ہوا، اب تو سب ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے برافروختہ ہو کر سر راہ خندقیں کھدوائیں اور ان کو آگ سے دہکا کر اعلان کیا کہ جو شخص دینِ اسلام سے نہ پھریگا اس کو ان خندقوں میں جھونک دیا جائے گا۔ مومنین نے اس حکم کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور اس بدبخت بادشاہ نے ان نیک بختوں کو آگ میں جھونک دیا۔ ایک ایماندار عورت جس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا جب لائی گئی تو آگ میں گرتے دیکھکر ذرا گھبرائی مگر بچہ نے فوراً خدا کے حکم سے آواز بلند کی کہ اماں جان صبر کر تو حق پر ہے۔ ابنِ اسحٰق نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں نجران میں ایک ویرانے کو ایک شخص نے کسی ضرورت سے کھودا تو اس لڑکے کی لاش کو اس

حال میں پایا کہ ہاتھ اسی طرح کنپٹی پر رکھا تھا،
جب ہاتھ وہاں سے ہٹایا جاتا تو خون بہہ نکلتا اور
جب چھوڑ دیا جاتا تو اسی زخم پر جا کر ٹک جاتا۔[1]
(ملاحظہ ہو لفظ اُخدُود) ب ج

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ۔ اعراف والے۔ اصحابِ
اعراف کون ہیں؟ ان کے متعلق مفسرین میں اختلاف ہے۔
قرطبی وغیرہ نے اس بارے میں بارہ اقوال نقل کئے ہیں
ان اقوال کی قدرِ مشترک کے اعتبار سے تین قسمیں قرار
دی جا سکتی ہیں۔

(۱) اصحابِ اعراف سے خدا کے بعض ممتاز اور
برگزیدہ بندے مراد ہیں، اس خیال کے مؤیدین کے بھی
مختلف اقوال ہیں (ا) امام ابن جریر طبری نے بسندِ
صحیح مشہور تابعی ابو مجلز سے روایت کی ہے کہ یہ فرشتے
ہیں جو اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کو پہچانتے ہیں حافظ
ابن کثیر نے تفسیر سورۂ اعراف میں ان کے اس قول کو
غریب اور قرآن مجید کے ظاہر سیاق کے خلاف بتلایا
ہے۔[2] اور اس کی غرابت کی وجہ صاف ظاہر بھی ہے
کہ علاوہ جمہور کی رائے کی مخالف ہونے کے قرآن مجید
میں اصحاب اعراف کے لئے رجال کا لفظ مستعمل
ہوا ہے ارشاد ہے وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ
كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ (اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ
پہچان لیں گے ہر ایک کو اس کی نشانی سے) اور فرشتوں
کو نہ مرد کہا جاتا ہے نہ عورت۔ مشہور معتزلی علامہ
ابو مسلم اصفہانی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اس
اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ وہ اس وقت مردوں
کی صورت میں ہوں گے اس لئے قرآن مجید نے ان
کو رجال (مرد) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔[3] لیکن جواب
تکلف سے خالی نہیں۔ (۲) زجاج کا خیال ہے کہ ان
سے مراد انبیاء ہیں۔[4] وہ کہتے ہیں کہ ان کے اظہارِ شرف
و علوِ مرتبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو تمام اہلِ
قیامت سے ممتاز کرنے کے لئے ایسے بلند مقام پر
متمکن فرمائیگا جہاں سے وہ تمام جنتیوں اور دوزخیوں
کو ملاحظہ کر سکیں گے اور ان کے حالات اور عذاب و
ثواب کی کیفیت اور مقدار کو بخوبی دیکھ سکیں گے۔

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۰۴ و ۴۰۵ طبع مصر و روح المعانی ج ۳ ص ۸۸۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ طبع مصر ۱۳۴۷ھ
[3] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸۔ [4] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸۔

(۳) زہری کا بیان ہے کہ یہ ہر امت کے وہ نیک لوگ ہیں جو قیامت کے روز لوگوں کے متعلق شہادت دیں گے۔[1] نحاس نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔[2] (۴) علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب اعراف حضرات عباس، حمزہ، علی اور جعفر ذوالجناحین رضی اللہ عنہم ہیں یہ پل صراط پر ایک مقام پر بیٹھے ہوں گے اور اپنے سے محبت رکھنے والوں کو ان کے چہروں کی درخشندگی اور بغض رکھنے والوں کو ان کی روسیاہی کی بنا پر شناخت کریں گے۔ علامہ رشید رضا تفسیر المنار میں روح المعانی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ولم نرہ فی شیٔ من کتب التفسیر المأثور والظاہر انہ نقلہ عن تفاسیر الشیعۃ (ہم نے اس روایت کو تفسیر ماثور کی کسی کتاب میں نہیں پایا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آلوسی نے اس کو تفاسیر شیعہ سے نقل کیا ہے) علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ اصحاب اعراف تو تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے۔ اور ان میں باہم تمیز کریں گے یا ان کے متعلق شہادت دیں گے اور ان بزرگوں کے پل صراط پر بیٹھ کر اپنے سے بغض رکھنے والے بنی امیہ یا حضرت علی سے عداوت رکھنے والے منافق اور خارجیوں کی شناخت کرنے سے کیا فائدہ۔ پھر کہاں پل صراط اور کہاں اعراف غرض یہ قول نظم و سیاق کلام اللہ سے سراسر بعید ہے۔[3] پھر خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح اس کے خلاف تمام تفاسیر میں موجود ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں دونوں برابر ہیں۔ (۵) مشہور تابعی اور مفسر مجاہد کا بیان ہے کہ صلحا راست میں سے فقہا اور علما کی جماعت مراد ہے اس خیال کا منشا بھی درحقیقت وہی ہے جو تیسرے

---

[1] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸ طبع مصر [2] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸۔

[3] ملاحظہ ہو تفسیر المنار۔ ج ۸ ص ۴۲۲۔ واضح رہے کہ اس روایت کو صرف آلوسی ہی نقل نہیں کرتے بلکہ اور علماء بھی بیان کرتے ہیں چنانچہ ابوحیان اندلسی نے البحر المحیط میں اور شوکانی نے فتح القدیر میں اس کا ذکر کیا ہے۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس روایت کے متعلق ثعلبی کا حوالہ دیا ہے جو موضوعات کا انبار ہے۔ ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۴ ص ۳۰۲ فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸ حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۲ ص ۱۴۶ طبع مصر ۱۳۵۳ھ

قول کا ہے۔ چونکہ اس قول کی بظاہر کوئی دلیل نہیں اس لئے حافظ ابن کثیر نے اس کے متعلق تصریح کی ہے کہ یہ قول غرابت سے خالی نہیں[۱]

(۲) ایک خاص صفت کے لوگ جو نہ اہلِ جنت میں سے ہیں نہ اہلِ دوزخ میں سے بلکہ ان دونوں کے درمیانی مقام اعراف میں ہیں۔ رہا یہ کہ وہ خاص صفت کے لوگ کون ہیں، ان کے تعین میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ (۱) عبد العزیز بن یحییٰ الکنانی کا بیان ہے کہ یہ لوگ اہلِ فترت[۲] ہیں جنہوں نے اپنے دین کو نہیں بدلا۔ علامہ خازن اس قول کو بیان کر کے لکھتے ہیں وفیہ بعد لان آخر امر اصحاب الاعراف الی الجنۃ وھؤلاء الذین ماتوا علی الفترۃ اللّٰہ اعلم بحالھم (اس قول میں بعد ہے کیونکہ اصحاب اعراف آخرکار جنت ہی میں ہوں گے اور جو لوگ فترت پر مرے ان کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے[۳]) (۲) بعض علماء کا خیال ہے کہ اصحابِ اعراف مومنین جن ہیں۔ ابن عساکر، بیہقی، ابو سعید الکنجرودی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں ایک مرفوع روایت نقل کی ہے لیکن حافظ ذہبی کی اس روایت کے متعلق تصریح ہے ھذا حدیث منکر جدا (یہ روایت سخت منکر ہے[۴]) (۳) بعض کے نزدیک مشرکین کی وہ اولاد مراد ہے جو سنِ طفولیت ہی میں انتقال کر گئی۔ لیکن اطفالِ مشرکین کے متعلق بخاری کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنت میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ دیکھا ہے[۵]۔ (۴) بعض ان کو اولادِ زنا بتاتے ہیں (۵) بعض کے خیال میں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس پر اتراتے اور غرور کرتے ہیں۔ علامہ رشید رضا لکھتے ہیں کہ ان دونوں اقوال کی قطعی کوئی وجہ نہیں ہے[۶] (۶) عمرو بن جریر کی مرسل حدیث میں بسند حسن مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷۔ [۲] فترت کی تشریح کے لئے ملاحظہ ہو فترۃ ۱۲ [۳] لباب التاویل للخازن ج ۲ ص ۱۹۲ طبع مصر۔ [۴] ابن عساکر اور بیہقی سے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ میں یہ روایت منقول ہے اور ابو سعید الکنجرودی سے علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں نقل کی ہے ذہبی کی تصریح بھی عینی ہی میں مذکور ہے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۱۴ طبع مصر باب ذکر الجن وثوابہم وعقابہم [۵] صحیح بخاری باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح۔ [۶] تفسیر المنار ج ۸ ص ۴۳۶۔

وہ لوگ ہیں جن کا فیصلہ بندوں میں سب سے اخیر میں ہوگا۔ جب اللہ رب العالمین دوسرے بندوں کا فیصلہ کر چکے گا تو ان سے مخاطب ہوگا کہ تمہاری نیکیوں نے تم لوگوں کو آگ سے تو نکالا اگر تم جنت میں داخل نہ ہو سکے اس لئے اب تم میرے آزاد کردہ ہو لہٰذا جنت میں جہاں چاہو کھاؤ پیو۔[1] مگر یہ صحیحین کی اس حدیث کے معارض ہے جو حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ سب سے اخیر میں جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو آگ میں جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنھوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کریگا۔ اہل جنت ان لوگوں کے متعلق کہیں گے یہ عتقاء الرحمٰن (اللہ کے آزاد کردہ) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جنت میں داخل کیا ہے۔[2]

(۳) وزنِ اعمال کے بعد جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جن کی برائیاں زیادہ ہوں گی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور جن کی نیکیاں اور بدیاں بالکل برابر رہیں گی وہ اصحابِ اعراف ہیں۔ حافظ ابو بکر بن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت مرفوعاً نقل کی ہے اس میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اسی طرح سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد الرحمٰن مزنی رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں جو مرفوع روایتیں نقل کی ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحابِ اعراف اور ان لوگوں کے متعلق جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں جب سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اللہ کے راستہ میں شہید ہوگئے ان روایات سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ درحقیقت یہ شہداء بھی اس کلیہ میں داخل ہیں کہ ان کی نیکی بدی برابر ہے۔ جمہور نے کثرتِ روایات کی بنا پر اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی حضرت ابن مسعود، حذیفہ، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اکثر سلف وخلف سے منقول ہے۔[3]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷۔ [2] مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔ [3] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۵۔

قرآن مجید کی آیت شریفہ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ (اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو (جنتیوں اور دوزخیوں میں سے) ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنتیوں کو پکار کر سلام علیکم کہیں گے (اعراف والے) خود ابھی جنت میں نہیں گئے مگر جنت میں جانے کی توقع کر رہے ہیں) سے پتہ چلتا ہے کہ انجام کار اصحاب اعراف بھی جنت میں چلے جائیں گے۔ بعض روایات سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے اور ویسے بھی ظاہر ہے کہ جب گنہگار مومن بندے جن کی نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں یا سرے سے جن سے گناہ ہی گناہ سرزد ہوئے اور بجز ایمان کے ان کے پاس کوئی نیکی نہیں جہنم سے نکل کر آخر کار جنت میں داخل ہوں گے تو اصحاب اعراف جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں ان سے پہلے داخل ہونے چاہئیں یہ لوگ اہل جہنم اور اہل جنت کے درمیان ہونے کی وجہ سے دونوں طبقے کے لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے اچھی طرح پہچانتے ہوں گے جنتیوں کو ان کے روشن اور تابناک چہروں سے اور دوزخیوں کو ان کی روسیاہی اور بدہیئت ہونے سے اہل جنت کو دیکھ کر سلام کریں گے جو بطور مبارکباد ہوگا اور چونکہ خود ابھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے اس لئے اس کی طمع اور آرزو کریں گے جو بالآخر پوری کر دی جائے گی۔ غرض جنت و دوزخ کے بیچ میں ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی حالت امید و بیم کے درمیان ہوگی ادھر دیکھیں گے تو اللہ کی رحمت کے امیدوار ہو کر اس کے داخلہ کی طمع کریں گے اور ادھر نظر پڑ گئی تو اس کے عذاب سے ڈر کر پناہ مانگیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں ان گنہگار لوگوں کے زمرہ میں داخل نہ کرنا۔ ش ۱۲

اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ بن کے رہنے والے۔ ایکہ[1] کے لوگ۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْاَيْكَةِ مضاف الیہ ان لوگوں میں شرک اور بت پرستی کے علاوہ ڈنڈی مارنا۔ کم تولنا اس کا بڑا رواج تھا۔ ان ہی خرابیوں کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے

[1] ایکہ کے لئے دیکھو ایکۃ

تھی لیکن انھوں نے ان کی ایک نہ سنی اور بالآخر عذاب الٰہی سے ہلاک ہو کر رہے۔ ابنِ مردویہ اور ابنِ عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدین اور اصحاب ایکہ دو امتیں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا[۱] مفسرین سلف وخلف کی اکثریت اسی جانب مائل ہے کہ مدین اور اصحاب ایکہ دو جداگانہ قومیں تھیں۔ تاریخ طبری اور مستدرک حاکم میں قتادہ سے جو مشہور تابعی و مفسر ہیں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب نبی علیہ السلام کو دو قوموں کی طرف مبعوث فرمایا تھا ایک اہلِ مدین کی طرف جو خود ان کی قوم تھی دوسرے اصحاب الایکہ یہ ایکہ (بن جنگل، گھنے درختوں کا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عذاب دینا چاہا تو ان پر سخت گرمی مسلط کر دی اور عذاب بادل کی شکل میں لایا گیا جیسے ہی بدلی قریب ہوئی لوگ اس کی طرف چل پڑے کہ شاید کچھ ٹھنڈک ملے جب اس کے نیچے پہنچے تو اس میں سے آگ برسنے لگی۔ فرمانِ الٰہی فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (پھر ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا) میں اسی کا بیان ہے[۲]۔ ابنِ اسحٰق اور ابنِ عساکر نے عکرمہ اور سدی سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا اور کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ مبعوث نہیں کیا۔ یہ ایک دفعہ مدین کی طرف مبعوث ہوئے جن پر عذاب الٰہی چیخ کی شکل میں آیا اور دوسری دفعہ اصحاب الایکہ کی طرف جن کو اللہ تعالیٰ نے سائبان والے دن کے عذاب میں پکڑا[۳]۔ بعد کے علماء میں بغوی[۴]، خازن[۵]، بیضاوی[۶]، زمخشری[۷]، ابوحیان اندلسی[۸]، عینی[۹]، شوکانی[۱۰]، محمود آلوسی[۱۱]، فخر الدین رازی[۱۲] وسید رضا مصری[۱۳] وغیرہ کی یہی تصریح ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ دو علیحدہ

---

[۱] فتح القدیر ج ۳ ص ۱۲۵ [۲] تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۸ طبع مصر و مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۶۹ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۳۴ء [۳] فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۵۔ [۴] لباب التاویل مع معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۲ طبع مصر۔ [۵] انوار التنزیل و اسرار التاویل البیضاوی ج ۳ ص ۱۰۹ طبع مصر [۶] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۲۶۔ [۷] البحر المحیط ج ۷ ص ۳۸۔ [۸] عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۳۴۴ [۹] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۱۱۔ [۱۰] روح المعانی ج ۸ ص ۱۵۲ و ۱۰۹/۱۹۵ [۱۱] تفسیر کبیر ج ۶/۲۰ [۱۲] تفسیر المنار ج ۹ ص ۱۱ طبع مصر۔

علیحدہ قومیں ہیں کیونکہ ان دونوں قوموں سے حضرت شعیب علیہ السلام سے سوالات جوابات، ان کا طرزِ خطاب اور پھر انجام کار عذاب اور طریقۂ عذاب بالکل مختلف ہے نیز یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اصحابِ مدین کے ذکر میں قرآن مجید کی تصریح ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) لیکن اصحابُ الایکہ کے متعلق ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (جب شعیب نے ان سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام مدین کے خاندان سے تھے اصحابُ الایکہ میں سے نہ تھے امام بغوی معالم التنزیل میں آیہ اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ کی تفسیر میں لکھتے ہیں وَلَمْ یَقُلْ اَخُوْھُمْ لانہ لم یکن من اصحاب الایکۃ فی النسب فلما ذکر مدین قال اخاھم شعیبا لانہ کان منھم وکان اللہ تعالٰی بعثہ الٰی قومہ اھل مدین والی اصحاب الایکۃ (یہاں اَخُوْھُمْ (ان کا بھائی) نہیں کہا کیونکہ وہ نسب میں اصحاب الایکہ میں سے نہ تھے اور مدین کے ذکر میں فرمایا اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (ان کے بھائی شعیب) کیونکہ وہ مدین ہی میں سے تھے ان کو اللہ تعالٰی نے ان کی قوم اہلِ مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث فرمایا تھا)۔[1]

ایک جماعت کا خیال ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ دو علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں بلکہ یہ دونوں ایک ہی قوم کے دو نام ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب الایکہ اہلِ مدین ہی ہیں[2] مگر حافظ ابوحیان اندلسی اور علامہ محمود آلوسی اس روایت کو غریب النقل کہتے ہیں۔[3] مستدرک حاکم میں وہب بن منبہ سے[4] اور تاریخ طبری میں سفیان سے[5] مروی ہے کہ اہلِ مدین ہی اصحاب الایکہ ہیں متاخرین میں سے حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر بھی اسی خیال پر مصر ہیں۔[6] ابن کثیر سورہ شعراء کی تفسیر میں لکھتے ہیں

---

[1] معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۲ طبع مصر۔ [2] فتح القدیر ج ۳ ص ۱۳۵ [3] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷ ص ۳۸ و روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۰۶۔ [4] مستدرک ج ۲ ص ۵۶۸۔ [5] تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۷

[6] فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۲ و ۳۲۳ طبع مصر ۱۳۱۹ھ۔

کہ صحیح قول کے مطابق اصحاب الایکہ اور مدین ایک ہی ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام ان ہی میں سے تھے؛ وہ بغوی کے استدلال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ایکہ ایک درخت تھا جس کی یہ لوگ پرستش کرتے تھے اس لئے اسی کی عبادت کی طرف منسوب ہوئے پس جب قرآن مجید نے اصحاب الایکہ کے نام سے انکا ذکر کیا تو حضرت شعیب کو اَخُوْھُمْ سے تعبیر نہیں فرمایا بلکہ اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ کہکر عبادت شجر کے سلسلہ میں ان کے رشتہ اخوت کو منقطع کر دیا گو یا وہ نسباً ان کے بھائی ہی ہوتے تھے فرماتے ہیں مگر چونکہ بعض لوگوں نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اس لئے وہ اصحاب الایکہ اور اصحاب مدین کو الگ الگ خیال کرنے لگے[1] مگر ابن کثیر کے اس نکتہ کا پتہ نہ متقدمین کے اقوال میں ملتا ہے نہ کسی صحابی کے قول میں نہ کسی حدیث صحیح مرفوع سے اس کی تائید ہوتی ہے بلکہ اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان آیات کی تفسیر میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے

(اصحاب الایکہ نے رسولوں کی تکذیب کی) ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ یہ لوگ بن کے رہنے والے تھے جو ساحل سمندر سے لیکر مدین تک پھیلا ہوا ہے (جب کہ شعیب نے کہا) اخوھم شعیب نہیں کہا کیونکہ وہ ان کی قوم کے نہ تھے (کیا تم نہیں ڈرتے) یعنی کیوں نہیں ڈرتے حالانکہ تم کو علم ہے کہ میں معتبر رسول ہوں۔ تم مدین کی ہلاکت سے بھی عبرت نہیں پکڑتے حالانکہ وہ اپنی حرکتوں کی پاداش میں ہلاک کر دیئے گئے۔ اصحاب الایکہ نے شرک میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ اصحاب مدین کی روش اختیار کر رکھی تھی۔

(کَذَّبَ اَصْحٰبُ الْئَیْکَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ) قال کانوا اصحاب غیضۃ من ساحل البحر الی مدین (اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ) ولم یقل اخوھم شعیب لانہ لم یکن من جنسھم (اَلَا تَتَّقُوْنَ) کیف لا تتقون وقد علمتم انی رسول امین لا تعتبرون من ھلاک مدین وقد اھلکوا فیما یأتون وکان اصحاب الایکۃ مع ما کانوا فیہ من الشرک استنوا بسنۃ اصحاب مدین۔[2]

اس روایت میں ابن کثیر کی اس نکتہ سنجی کے برخلاف صاف تصریح موجود ہے۔ یہ چیز کہ اصحاب الایکہ شجر پرست تھے خدا جانے کہاں سے اخذ کی

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۱۸۱ طبع مصر ۱۲۰۱ھ [2] فتح القدیر ج ۴ ص ۱۲۲۔

گئی ہے۔ عربی زبان میں ایکتہ کے معنی بن اور جنگل کے ہیں چونکہ ان کا مسکن جنگل تھا اس لئے ان کو اصحاب الایکہ (جنگل والے) کہا گیا۔ عرب کے قدیم جغرافیہ میں جو شاہراہ یمن سے ساحل بحر احمر کے کنارے کنارہ حجاز و مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکلکر تیمار وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی گزرتی ہے جو اگلے زمانے میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے تجارتی قافلوں کی نہایت ہی قدیم اور مشہور شاہراہ ہے اسی شاہراہ پر اصحاب الایکہ آباد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے سو برس پہلے بھی یہاں جنگل موجود تھا۔ اصحاب الایکہ اسی جنگل میں اسی شاہراہ پر بستے تھے، قرآن مجید میں قوم لوط کے ذکر کے بعد ارشاد ہے وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ اور بن کے رہنے والے یقیناً گنہگار تھے سو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور یہ دونوں (قوم لوط اور اصحاب الایکہ کھلے راستہ پر واقع ہیں) کھلا راستہ اسی قدیم شاہراہ کو فرمایا کیونکہ صیف (موسم گرما) اور شتاء (موسم سرما) دونوں زمانوں میں قریش کے تجارتی کاروانوں کا یہی تنہا اور کھلا راستہ تھا، حجاز و شام کے درمیان اس راستہ پر جہاں قوم لوط کی بستیاں تھیں وہیں ذرا نیچے اتر کر اصحاب الایکہ کا مسکن تھا دونوں کے آثار رستہ چلنے والوں کو نظر آتے ہیں۔

ابن کثیر کہتے ہیں صحیح یہی ہے کہ یہ ایک قوم ہیں جن کے متعلق ہر جگہ ایک ہی چیز بیان کی گئی ہے اسی لئے جیسا کہ ٹھیک ٹھیک مدین کے قصہ میں مذکور ہے۔ ان لوگوں کو بھی حضرت شعیب علیہ السلام نے یہی نصیحت کی تھی اور یہی حکم دیا تھا کہ ناپ تول پوری کرو۔ بس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔

علامہ محمود آلوسی ابن کثیر کی اس عبارت کو نقل کرکے فرماتے وفیہ ما لایخفی[1]۔ (اس توجیہ میں جو کمزوری ہے ظاہر ہے) جو علماء کہ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ قومیں اور جدا جدا قبیلے مانتے ہیں وہ ابن کثیر کے استدلال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ ان دونوں کی آبادیوں کے ڈانڈے اور ان کے ملک کے سرے ایک دوسرے سے ملے جلے تھے ان کا عہد اور زمانہ بھی ایک تھا۔ تمدن اور معاشرت میں اشتراک تھا۔ دونوں ہم پیشہ اور ہم مذہب

---

[1] روح المعانی ج ۸ ص ۱۵۴

اسی لئے دونوں کی حالت مذہباً اور اخلاقاً بالکل ایک تھی جس کی بنا پر دونوں آبادیوں کے لئے ایک ہی پیغمبر کی بعثت عمل میں آئی اور قرآن مجید نے دونوں قوموں کے اخلاق کا نقشہ ایک ہی کھینچا ورنہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں جس طرح ان دونوں قوموں کا جدا جدا مذکور ہے حضرت شعیب علیہ السلام سے سوال وجواب باہمی گفتگو اور طرزِ تکلم کا جس طرح بیان ہے عذاب اور طریقِ عذاب جس طرح بالکل الگ الگ مرقوم ہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ دو جدا جدا قومیں ہیں۔

لیکن حافظ ابنِ کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ جس طرح یہ لوگ مختلف صفاتِ قبیحہ سے متصف تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے عذاب کئی طرح کی سزائیں اور کئی شکل کی بلائیں ان کے لئے جمع کردیں۔ عذابِ الٰہی زلزلہ۔ ہولناک چیخ اور سائبانِ ابر کی شکل میں ان پر مسلط کیا گیا کہ زلزلے نے ان کی حرکت ختم کی چیخ نے ان کی آوازوں کو گم کردیا اور ابر چہار طرف سے آگ برسانے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر سورت میں اسی سورت کے سیاق وسباق کے مطابق عذاب اور طریقِ عذاب کا ذکر کیا ہے غرض ہر جگہ طرزِ خطاب کے مطابق انواعِ عذاب کا مذکور ہوا۔[1]

اور عبد اللہ بن عمروؓ کی حدیث کے متعلق کتاب مذکور میں رقمطراز ہیں فانہ حدیث غریب وفی رجالہ من تکلم فیہ والاشبہ انہ من کلام عبد اللہ تمرہ مما اصابہ یوم الیرموک من تلک الزاملتین من اخبار بنی اسرائیل واللہ اعلم (یہ حدیث غریب ہے اس کے بعض رجال پر کلام کیا گیا ہے اشبہ (زیادہ قرین صحت) یہ ہے کہ یہ حضرت عبد اللہ بن عمرو کا بیان ہے جو ان کو جنگِ یرموک میں یہود ونصاریٰ یعنی بنی اسرائیل کے واقعات کے سلسلہ میں پہنچا ہے واللہ اعلم)[1] حافظ ذہبی نے بھی میزان الاعتدال میں اس حدیث کے راوی معاویہ بن ہشام کے ترجمہ میں اس حدیث کو ذکر کرکے تصریح کی کہ یہ خطا ہے[2]

۸/۶ ۱۴/۹ ۱۰/۲۲ ۱۵/۱۶

أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ دوزخ میں رہنے والے، دوزخی لوگ، أَصْحٰبُ مضاف اَلْجَحِيْمِ مضاف الیہ (دیکھو جحیم) ۱۴/۱ ۹/۹ ۳/۱۱ ۱۴/۱۷ ۱۸/۲۷

---

۱ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۸۹ و ۱۹۰ طبع مصر ۱۳۵۱ھ۔ ۲ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۸۱ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ۔ جنت کے رہنے والے جنتی لوگ. اَصْحٰبُ مضاف اَلْجَنَّۃِ مضاف الیہ.

(دیکھو جَنَّۃٌ) پ۱ پ۲ پ۸ پ۱۲ پ۱۹ پ۲۳

پ۲۸

اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ۔ باغ والے. اَصْحٰبَ مضاف اَلْجَنَّۃِ مضاف الیہ. یہ باغ والے کئی بھائی تھے. ان کے باپ کے پاس ایک باغ تھا اس میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور درختہائے ثمردار بھی تھے سارے خاندان کی گزراوقات بس اسی پر تھی. باپ کا دستور تھا کہ جس دن کھیتی کٹتی یا میوہ توڑا جاتا شہر کے سب فقیر اور محتاج جمع ہوجاتے یہ اپنے سال بھر کے گزارہ کے لئے نکال کر جو باقی بچتا سب فقیروں اور محتاجوں کو صدقہ کر دیتا. اس کار خیر سے بڑی برکت تھی اور گھر کا گھر باغ کی پیداوار سے آسودہ تھا. بیٹے ہر چند باپ کی زندگی میں اسے اس کار خیر سے روکتے مگر وہ ان کی ایک نہ سنتا آخر جب اس نے وفات پائی تو انہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ ابا جان کی حماقت تو دیکھو خواہ مخواہ اپنا پیٹ کاٹ کر مسکینوں کو باغ کی پیداوار کھلا دیتے تھے اب ہم ٹھہرے سب بال بچے دار آدمی. باپ کی طرح کرنے لگیں تو بڑی تنگی سے گزراوقات ہو لہٰذا ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ فقیروں کو کچھ دینا دلانا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر کی گھر ہی میں رہے. آخر صلاح مشورہ ہو کر آپس میں اس بات پر قسما قسمی ہو گئی کہ صبح سویرے کھیت پر چل کر سب کچھ توڑ لائیں. فقیر بعد میں آئیں گے تو کچھ نہ پائیں گے اور اپنی اس تدبیر پر ایسے پھولے کہ قسم کھاتے وقت انشاء اللہ تک زبان سے نہ کہا. مگر ادھر تو یہ صلاح مشورہ کر کے رات کو پڑ کے سو رہے ادھر باغ میں عذاب الٰہی آیا. بگولا اٹھا آگ لگی یا اور کوئی آفت آئی غرض سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا. صبح ہوتے ہی ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ توڑنا ہے تو سویرے ہی کھیت پر پہنچو ایسا نہ ہو کہیں دیر کرنے میں کوئی مسکین باغ میں آجائے چنانچہ آواز کے ساتھ ہی تیار ہو کر تیزی سے لپکتے ہوئے چل نکلے. وہاں زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہو چکی تھی کہ یہ پہنچے تو پہچان بھی نہ سکے سمجھے راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے. غور کیا تو معلوم ہوا جگہ وہی ہے اب خیال ہوا کہ قسمت پھوٹ گئی وہ درگاہ الٰہی سے

حرماں نصیبی مقدر ہوئی۔ منجھلا بھائی ان میں زیادہ نیک تھا اس نے ان کو پہلے ہی کہا تھا کہ دیکھو خدا کو مت بھولو اب جو یہ تباہی دیکھی تو اس نے وہی پہلی بات یاد دلائی۔ آخر سب نے اپنی تقصیر کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ پھر جیسا کہ ایسے موقع پر عام دستور ہے لگے ایک دوسرے کو الٹا دینے اور اپنی تباہی و بربادی کا الزام دوسرے کے سر تھوپنے بالآخر سب نے ملکر اقرار کیا کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی ہم نے فقیروں اور محتاجوں کو محروم کیا تھا۔ اللہ نے ہم کو محروم کر دیا بیشک ہم حد سے بڑھ گئے تھے اب ہمیں اللہ سے لو لگانی چاہئے کیا عجب کہ وہ اس باغ سے اچھا باغ عطا فرمادے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ لوگ حبشی تھے[1] قرآن مجید میں سورۂ ن میں ان لوگوں کا تذکرہ تفصیل سے مذکور ہے۔ ۲۹

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ۔ حجر والے۔ حجر کے رہنے والے اَصْحٰبُ مضاف اَلْحِجْرِ مضاف الیہ۔ تمام مفسرین اور مورخین سلف و خلف اس پر متفق ہیں، کہ اصحاب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے۔ لیکن ہمارے مشہور اور محترم معاصر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے نزدیک اصحاب الحجر ثمود نہیں بلکہ وہ انباطیوں جنہوں نے حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود میں واقع تھا اسی لئے قرآن مجید نے ان کو اصحاب الحجر کے نام سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ ارض القرآن میں فرماتے ہیں

"تمام مفسرین نے اصحاب الحجر سے ثمود مراد لیا ہے"

اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دار الحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا۔ لیکن قرآن مجید کا عام طرز ادا بتاتا ہے کہ اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ ان کے بعد کی آبادی مراد ہے۔ قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے لیکن ہر جگہ ان کا نام لیا ہے۔ اس اجمال کے ساتھ یعنی "حجر والے" کہکر کہیں نہیں بیان کیا ہے۔ ایک وبات بھی قابل ذکر ہے، ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے یعنی وادی القری وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ۔ ثمود جنہوں نے وادی القری

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۶۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

میں تجر تراشی۔ یہاں حجر والے کہکران کی تعمیر سنگتراشی
کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں
حجر میں واقع تھیں، ان کے نشان اور آثار اب تک موجود
ہیں، ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام نبطیو
بتاتے ہیں جس کو ہر نبطی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھ کر
تصدیق کر سکتا ہے اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے
کہ اصحاب الحجر انہی انباط کا لقب تھا۔ صحیح بخاری اور
احادیث دیگر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقامِ
حجر سے گزرے تھے اس موقع پر بھی اکثر روایتوں میں ثمود
کا نام نہیں یہ فقرہ مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا لا تدخلوا
مساکن الذین ظلموا انفسھم الا ان تکونوا
باکین ان یصیبکم مثل ما اصابکم، ان اپنی جان
پر آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے
(جاؤ) ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے
یہ روایت امام بخاری نے باب غزوۂ تبوک، تفسیر سورۂ
حجر اور ثمود کے ذکر میں درج کی ہے، اس میں ثمود کا
مطلق نام نہیں۔ ایک روایت میں یہی حدیث بزیادت
الفاظ اس طرح مروی ہے ان الناس مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نزلوا ارض ثمود الحجر اس سے صرف
اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے
ہم کو انکار نہیں۔[1]

جس طرح قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے مگر
صرف ایک جگہ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ
کہکران کا تعارف کرایا ہے اسی طرح ایک مقام پر
اصحاب الحجر کے الفاظ بھی ان کے متعلق استعمال کئے
ہیں ورنہ قرآن مجید کی رو سے صاف ظاہر ہے کہ ثمود
اور اصحاب الحجر دو علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں کیونکہ دونوں
جگہ ان کے حالات کے بیان کرنے میں طرز کلام ایک
ہی ہے۔ دونوں مقام پر ان کی تعمیر اور طرز تعمیر، عذاب
اور طریقۂ عذاب ایک ہی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت
صالح علیہ السلام ثمود کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا (اعراف، شعراء) اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر۔

اور اصحاب الحجر کے متعلق ارشاد ہے۔

وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ اور وہ تراشتے تھے

[1] ملاحظہ ہو ارض القرآن ص ۸۵ و ۸۶ مطبوعہ اعظم گڈھ سنہ ۱۳۴۲ھ

بُیُوْتًا ۔ (حجر) پہاڑوں کے گھر۔

ثمود کے عذاب کے متعلق فرمایا جاتا ہے۔

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا

الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا ان کو ہولناک آواز نے آ لیا تو

فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ صبح صبح سب اپنے گھروں

(ھود) میں اوندھے پڑے تھے۔

اور اصحاب الحجر کے متعلق بیان ہوتا ہے۔

فَاَخَذَتْھُمُ الصَّیْحَۃُ پھر صبح ہوتے ان کو ہولناک

مُصْبِحِیْنَ ۔ (حجر) آواز نے آ لیا۔

غرض اس بنا پر کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ ثمود اور اصحاب الحجر دو جداگانہ قومیں ہیں۔ رہی یہ نکتہ سنجی کہ ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے یعنی وادی القریٰ یہاں "حجر والے" کہکر ان کی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہے اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں" سو محض فضول ہے کیونکہ حجر اور وادی القریٰ دو جداگانہ مقامات کے نام نہیں۔ علامہ علی بن محمد خازن لکھتے ہیں۔

قال المفسرون الحجر اسم وادکان یسکنہ ثمود و ھو معروف بین المدینۃ النبویۃ والشام واثارہ موجودۃ باقیۃ علیھا رکب الشام الی الحجاز و اھل الحجاز الی الشام[1] مفسرین کا بیان ہے کہ حجر اس وادی کا نام ہے جس میں ثمود رہتے تھے۔ یہ وادی مدینہ منورہ اور شام کے درمیان مشہور ہے اور اس کے آثار موجود اور باقی ہیں۔ شام کا کاروان حجاز کی طرف اور اہل حجاز شام کی طرف اس پر گذرتے ہیں۔

پھر حجر کے متعلق سید صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دار الحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا۔ اب اگر ثمود اور اصحاب الحجر کو دو جداگانہ قومیں مانا جائے تو کتنی بوالعجبی ہوگی کہ جس قوم نے اپنے دار الحکومت کے تمام اکناف و اطراف میں اپنی بہترین تعمیر کاری کے نمونے چھوڑے ہوں خود اس کا دار الحکومت اس سے خالی ہو۔

درحقیقت سید صاحب کے اشتباہ کا اصل منشا یہ ہے کہ حجر میں جو سنگی عمارتوں کے آثار اب تک موجود ہیں ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام نبطیو بتاتے ہیں لیکن اس سے صرف اس قدر معلوم

[1] لباب التاویل تفسیر سورۂ حجر ج ۳ ص ۵۹ طبع مصر۔

ہوتا ہے کہ زمانہ قبل مسیح میں حجر پر نبطیوں کا قبضہ ہو گیا تھا اور انھوں نے بھی اپنے وہاں کچھ آثار چھوڑے ہیں جو اب تک موجود ہیں۔ اس سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ اصحاب الحجر سے ثمود کی بجائے انباط مراد ہیں پھر اب تک جن آثار کے کتبات پڑھے گئے ہیں وہ صرف چار مقامات ہیں۔ تیمہ۔ قصر بنت۔ قبر باشا۔ قلعہ اور برج آثار کی کھدائی کا کام ہنوز باقی ہے ایسی صورت میں صرف تین چار مقامات کے کتبات کے پڑھ لینے سے اتنے بڑے عظیم الشان مسئلہ کا فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

یہ بھی خیال رہے کہ قرآن مجید کے مخاطب اول عرب ہیں اور اسی لئے عرب اور حوالی عرب کی قوموں اور ان کے پیغمبروں کا ذکر قرآن مجید نے خصوصیت سے ساتھ بار بار کیا ہے۔ حجر کا علاقہ شام و حجاز کے درمیان مدینے سے کچھ آگے بجانب شمال واقع ہے۔ اصحاب الحجر سے اگر ثمود کی بجائے کوئی اور قوم مراد ہوتی کہ جس میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے اور جو عذاب الہی میں بھی گرفتار ہوئی تو نا ممکن تھا کہ اس کا ذکر قرآن مجید ایسے مشتبہ اور مبہم انداز میں کرتا کہ آج تک امت اس قوم کا صحیح طور پر تعین ہی نہ کر سکی اور ہنوز انباط کی بجائے غلطی سے ثمود ہی کو اس کا مصداق سمجھتی رہی۔ غور فرمائیے اصحاب الحجر سے انباط مراد ہیں۔ ان میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے۔ عذاب الہی بھی آیا مگر عرب میں ہوتے ہوئے بھی نہ ان کے پیغمبر کا نام مذکور ہے اور نہ قرآن مجید میں ان کا کہیں دوبارہ ذکر ہے۔ ایک جگہ لو صرف ایک جگہ ان کا تذکرہ آیا بھی تو اس طرح کہ جو حالات ثمود کے متعلق بیان کئے گئے تھے وہ ہی ان کے متعلق بیان کئے گئے اور پھر عہد نبوی سے آج تک امت ان کے تعین میں غلطی ہی کرتی رہی۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عاد و ثمود کے متعلق قرآن مجید کی تصریح ہے وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ (اور (ہم نے قوم) عاد اور ثمود (کو بھی ہلاک کیا) اور تم کو ان کے گھر بھی دکھائی دیتے ہیں) عہد نبوی سے لیکر آج تک مسلمان مساکن ثمود ہی کو اصحاب الحجر ہی کے مساکن سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اگر اصحاب حجر کے مساکن ثمود کے مساکن نہیں ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مسلمانوں نے جو کچھ سمجھا غلط سمجھا اور قرآن مجید نے ان کی اس غلطی کو برقرار رکھا۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے الفاظ ہیں ان الناس نزلوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارض ثمود الحجر (لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرزمین ثمود حجر میں فروکش ہوئے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ اصحاب الحجر سے صرف ثمود ہی کو مراد لیتے تھے اسی لئے حجر کے ساتھ ارض ثمود کے الفاظ بیان کئے گئے ورنہ یوں کہتے ارض النبط الحجر یا صرف حجر ہی کا تعین کرنا ہوتا تو کہتے ارض ثمود والنبط الحجر۔ سید صاحب نے اس میں یہ نکتہ نجی کی ہے کہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے ہم کو انکار نہیں حالانکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کا ذہن حجر سے فوراً ثمود کی طرف منتقل ہو جاتا تھا نبطیوں کا کسی کو خیال بھی نہ گزرتا تھا۔ اگر سید صاحب اسی حدیث پر پورے طور پر غور کر لیتے تو ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت نہ پیش آتی اسی حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ نے حجر کے کنوؤں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کنوؤں سے جو کچھ پانی کھینچا گیا ہے وہ بہا دیا جائے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے اسی کا آخری فقرہ ہے وامرھم ان یستقوا من البئر التی کان تردھا الناقۃ[1] (اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس کنوئیں سے پانی لیں جہاں ناقہ آکر پیتی تھی) غور فرمایئے کہ اصحاب الحجر سے اگر انباط مراد ہیں تو کیا ان میں بھی کوئی خاص ناقہ تھی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اور مستدرک حاکم میں اس سلسلہ میں جو حدیث مروی ہے اس سے تو بحث کا تمام تر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اتی علی الحجر حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فلا تسئلوا رسولکم الآیات ھذا قوم صالح سألوا رسولھم الآیۃ فبعث اللہ لھم الناقۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر پر آئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا لوگو اپنے پیغمبر سے نشانی مت مانگو۔ یہ صالح کی قوم ہے جس نے اپنے پیغمبر سے نشانی مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے ایک ناقہ بھیجی جو اس

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۶ ص ۲۶۲ طبع مصر سنہ ۱۳۴۸ھ

فکانت ثمود من هذا الغبر و (لاد کر آتی تھی وہ اس راہ کو جاتی
تصدر من هذا الغور تشرب تھی اور اپنی باری کے دن ان
ماء لهم يوم ورود ها سب کا پانی پی جاتی تھی

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا
ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ ان کو ہولناک آواز نے آلیا
(ملاحظہ ہو ثمود)

حاکم نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس کو مسلم کی شرط پر صحیح مانا[1] ہے. اگر اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہوتی تو اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ذکر کبھی نظر انداز نہ فرماتے۔

سید صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ اکثر روایتوں میں ثمود کا نام نہیں یہ فقرہ مذکور ہے۔ لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسھم الا ان تکونوا باکین ان یصیبکم مثل ما اصابکم، اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے چلو، ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے، اس سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اصحاب الحجر سے ثمود کی بجائے ان کے بعد کی آبادی مراد ہے بلکہ چونکہ خود قرآن مجید میں ان کو ظالم کہا گیا تھا اس لئے حدیث میں بھی ان کے اس وصف کو برقرار رکھا گیا ارشاد ہے۔

اَصْحٰبَ الرَّسِّ. کنویں والے. اَصْحٰب مضاف الرس مضاف الیہ. یہ کون تھے، کہاں تھے. اس کے تعین میں مفسرین اور مورخین سخت مشکوک ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال اور روایات مذکور ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بنا پر اس بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کیا جا سکے قرآن مجید میں اصحاب الرس کا ذکر دو مقام پر آیا ہے لیکن کوئی حال نہیں بیان کیا گیا بلکہ صرف گنہگار اور معذب قوموں کی فہرست میں ان کا بھی شمار کیا گیا ہے. محققین اس سلسلہ میں قرآن مجید کے بیان سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں ان کے متعلق آٹھ اقوال نقل کئے ہیں مگر آخر میں فیصلہ یہی کر دیا

واعلم ان القول ماقالہ اس کا علم رہے کہ بات وہی ہے جو
ابو مسلم وھو ان شیئا من ابو مسلم نے بیان کی ہے کہ ان
ھذہ الروایات غیر روایات میں سے کسی چیز کا بھی

---

[1] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۵۶۷ و ۵۶۸ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۲ھ

معلوم بالقرآن ولا بخبر — نہ قرآن میں پتہ ہے اور نہ کسی قوی
قوی الاسناد ولکنھم — الاسناد حدیث میں ہاں یہ بات کہ
کیف کانوا افقدن الخبر — ان کے کوائف کیا تھے تو اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ عضوا لھم — نے ان کے متعلق یہ اطلاع دی ہے
اھلکوا بسبب کفرھم[1] — کہ وہ اپنے کفر کی بدولت ہلاک ہوئے۔

اور حافظ ابو حیان اندلسی البحر المحیط میں تفسیر سورۂ فرقان میں بہت سے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں۔

والملخص ھذہ الاقوال — ان سب اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ
انھم قوم اھلکھم اللہ — کہ وہ کوئی قوم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے
بتکذیب من ارسل — اپنے پیغمبر کی تکذیب کی پاداش
الیھم۔[2] — میں ہلاک کیا۔

سبت ب ت

اَصْحٰبَ السَّبْتِ ہفتہ کے دن والے ۔

اَصْحٰبَ مضاف السَّبْتِ مضاف الیہ۔ مستدرک حاکم میں بسند صحیح حضرت عکرمہ سے جو مشہور تابعی اور مفسر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خادم خاص ہیں مروی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس داخل ہوا، یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ ان کی بینائی ابھی نہیں گئی تھی وہ مصحف قرآن مجید میں پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمانے لگے تم ایلہ کو جانتے ہو میں نے کہا ایلہ[3] کیا ہے۔ فرمایا یہ وہ بستی ہے جہاں یہودیوں کی ایک قوم رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن ان پر مچھلیوں کو حرام کر دیا تھا اور ہفتہ ہی کے دن سفید سفید مچھلیاں حاملہ اونٹنیوں کے برابر موٹی تازی ان کے صحنوں اور مکانات میں پانی کی سطح پر آتیں اور جو ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو بغیر سخت محنت و مشقت کے نہ وہ ان کو پاتے اور نہ وہ ان کے ہاتھ لگتیں پس آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ ہفتہ کے دن ان کو پکڑیں اور اور دنوں میں کھائیں چنانچہ ایک گھر کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اور مچھلیاں پکڑ کر بھونیں۔ بھوننے کی خوشبو جو پڑوسیوں نے پائی تو کہنے لگے خدا کی قسم فلانے کے خاندان کو کوئی نہ کوئی بات

---

[1] تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۴۸ طبع مصر ۱۳۲۴ھ۔ [2] البحر المحیط ج ۶ ص ۴۹۹ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [3] یہ بحر قلزم کے کنارہ پر جہاں حجاز و شام کی سرحد ملتی ہیں ایک مشہور شہر ہے اس کا شمار ملک شام میں ہوتا ہے۔

ہاتھ لگی ہے چنانچہ اوروں نے بھی یہی کیا یہاں تک کہ یہ
طریقہ ان میں پھیلا اور بڑھ گیا۔ اس پر ان میں تین جماعتیں
بن گئیں ایک جماعت مچھلیاں کھانے لگی۔ دوسری
منع کرتی رہی تیسری کہنے لگی تم ان لوگوں کو کیوں
نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ یا ہلاک کر کے چھوڑیگا
یا سخت عذاب دیگا۔ منع کرنے والے فرقہ نے کہا کہ
ہم تم کو اللہ کے غضب اور اس کی سزا سے ڈراتے ہیں،
ایسا نہ ہو کہ اس کی سزا خسف (زمین میں دھنسنا) یا
قذف (کسی چیز کو قوت سے اٹھا کر پھینک مارنا) کی
صورت میں تم کو پہنچ جائے یا اور کوئی عذاب اللہ کی طرف
سے نازل ہو، اللہ کی قسم ہم تو اس جگہ رات نہیں گزاریں
گے جہاں تم ہو، چنانچہ وہ شہر پناہ سے نکل گئے۔ صبح
جب شہر پناہ پر پہنچے دروازہ پر دستک دی کسی نے جواب
نہیں دیا۔ آخر سیڑھی لے کر شہر پناہ پر قائم کی اور ایک شخص
اس پر چڑھا اس نے چڑھتے ہی آواز لگائی اللہ کے
بندو، اللہ کی قسم دم والے بندر ہیں جو تین دفعہ چیختے ہیں
پھر اس شخص نے شہر پناہ سے اتر کر دروازہ کھولا اور یہ
لوگ اندر داخل ہوئے بندروں نے اپنے اپنے رشتہ دار
انسانوں کو پہچانا مگر انسان اپنے رشتہ دار بندروں کو نہ
پہچان سکے اب تو یہ حالت ہوئی کہ بندر اپنے قرابتدار
اور ہم نسب شخص کے پاس آتا اس کے قدم بقدم چلتا
اور چمٹنے لگتا اور جب وہ کہتا کہ تو فلاں ہے تو یہ اپنے
سر سے اشارہ کرتا جاتا کہ ہاں اور روتا جاتا اسی طرح
بندریا اپنے ہم نسل اور قرابتدار انسان کے پاس آتی
اور وہ اس سے کہتا کہ تو فلاں ہے تو وہ سر سے اشارہ
کرتی کہ ہاں اور روتی جاتی۔ یہ لوگ ان سے کہتے کہ
کیوں کیا ہم نے تم کو اللہ کے غصہ اور اس کی سزا سے
نہیں ڈرایا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو تم زمین میں دھنس جاؤ
یا مسخ ہو جاؤ یا اللہ کے اور کسی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنو اللہ فرماتا ہے
وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ
ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (ہم نے
ان لوگوں کو تو نجات دی جو برے کام سے منع کرتے
تھے اور گنہگاروں کو نافرمانی کی پاداش میں برے عذاب
میں پکڑا) اب مجھے نہیں معلوم کہ تیسرے نے کیا کیا،
(یعنی آیا انھوں نے بھی اس برے کام سے منع کر کے
نجات پائی یا نہیں) ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم نے بہت
سی بری باتیں دیکھیں مگر ان سے منع نہ کر سکے جبکہ

کہتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کی کیا رائے ہے بلاشبہ انھوں نے لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا (کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ چاہتا ہے کہ ہلاک کرے یا ان کو سخت عذاب دے) کہکر اس فعل پر انکار بھی کیا اور اسے ناپسند بھی سمجھا۔ میری یہ یہ بات ان کو پسند آئی اور انھوں نے میرے لئے دو گاڑھی چادروں کا حکم دیا اور وہ مجھے پہنا دیں۔[1]

ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے آیت لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ (بنی اسرائیل کے کافر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کی زبان پر ملعون ہوئے یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے) کے سلسلہ میں حضرت ابو مالک غفاری سے جو صحابی ہیں روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر ملعون ہوئے تو بندر کر دیئے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کیے گئے تو سور بنائے گئے۔[2] اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غالبًا یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں واقع ہوا ہے چنانچہ علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں تفسیر سورۂ بقرہ میں اس کی تصریح بھی کی ہے۔[3] قرآن مجید میں سورۂ اعراف پ ۹ میں اصحاب السبت کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں الفاظ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ، سبت، قردة، قریة) پ ۹

أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ: دوزخ والے۔ اَصْحٰبِ مضاف السَّعِيْرِ مضاف الیہ (دیکھو سعیر) پ ۲۲ ع ۱۲ پ ۲۹ ع ۱

أَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ: کشتی والے جہاز والے اَصْحٰبَ مضاف السَّفِيْنَةِ مضاف الیہ۔ اصحاب السفینہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے اور طوفان کے وقت حضرت کی معیت میں جہاز پر سوار ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے طوفان کے

---

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۲۲ و ۳۲۳ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۰ھ [2] فتح القدیر للشوکانی ج ۲ ص ۶۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[3] روح المعانی ج ۱ ص ۲۵۶ طبع مصر

عذاب سے نجات دے کر سرفراز فرمایا تھا۔ ۲۲

اَصْحٰبُ الشِّمَالِ۔ بائیں والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلشِّمَالِ مضاف الیہ۔ ان سے مراد وہ بدبخت انسان ہیں جو روز الست میں اخذ میثاق کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے حشر کے دن یہ عرش کے بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے ان کا صحیفۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے ان کو بائیں طرف سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔

شب معراج میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کو دیکھا تھا کہ وہ جب بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو روتے ہیں سو حضرت آدم علیہ السلام ان ہی اصحاب الشمال کو دیکھ کر روتے تھے۔ ۲۷

اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ۔ سیدھی راہ والے اَصْحٰبُ مضاف الصِّرَاطِ السَّوِيِّ۔ مضاف الیہ (دیکھو صراط اور سوی) ۱۶

اَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ ہاتھی والے۔ اَصْحٰبِ مضاف اَلْفِيْلِ مضاف الیہ۔ ۵۷۱ء میں ابرہہ نے جو یمن کا حاکم تھا۔ بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پر فوج کشی کی۔ اس مہم میں چونکہ ابرہہ نے ہاتھیوں کو ساتھ لیکر یورش کی تھی اس لئے عرب اس مہم کو واقعۃ الفیل اور اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے قرآن مجید میں ان کے واقعات کو سورۃ الفیل میں اصحاب الفیل کے نام سے ذکر کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اسی سال واقع ہوئی

ابرہہ لفظ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے چونکہ ایک جنگ میں اس کی ناک کٹ گئی تھی اس لئے اشرم یعنی نکٹا کہلاتا تھا۔ یہ بادشاہ حبش کی طرف سے یمن کا حاکم تھا۔ عیسائیت کی ترویج و اشاعت کے لئے اس نے صنعا میں جو یمن کا پایۂ تخت تھا ایک نہایت عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا اور اس کو پورے طور پر مرصع اور مزین اور ہر طرح آراستہ و پیراستہ کر کے کعبہ کے نام سے موسوم کیا مقصد یہ تھا کہ عرب اصلی کعبہ کو چھوڑ کر ادھر رجوع ہونے لگیں اور مکہ کا حج چھوٹ جائے۔ عربوں میں چونکہ کعبہ کی ہمیشہ سے بڑی عظمت تھی اور وہ ان کے ہر قبیلہ اور ہر جماعت کے نزدیک محترم سمجھا جاتا تھا اس لئے سارے عربوں میں کیا عدنانی اور کیا قحطانی اس نئے کعبہ کے خلاف نفرت کا جذبہ پھیل گیا قریش نے سنا تو سخت برہم ہوئے ایک عرب نے رات کو چھپ کر اس گرجا میں

پاخانہ پھر دیا۔ ابرہہ کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو غصے سے
آگ بگولا ہو گیا اور اپنے مقدس معبد کی بے حرمتی کا بدلہ
لینے کے لئے ایک فوج جرار اور ہاتھیوں کا دستہ ساتھ
لیکر مکہ مکرمہ کا رخ کیا کہ کعبہ ابراہیمی کو منہدم کرکے اپنے
غصہ کی آگ ٹھنڈی کرے۔ درمیان میں عرب کے متعدد
قبائل سدراہ ہوئے خوب جیداری کرکے لڑے اور
بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہوئے لیکن ابرہہ کے کوہ پیکر ہاتھیوں
کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہ گئی اور بالآخر ہزیمت
اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ، حاکم،
ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے اس واقعہ کے سلسلہ میں ان کے تفصیلی بیان کے
جو مختلف ٹکڑے مختلف راویوں سے علیحدہ علیحدہ
نقل کئے ہیں ان سب کا یکجائی ترجمہ یہ ہے۔

"اصحاب الفیل جب مقام صفاح (یہ مکہ کے قریب
ایک مقام ہے) میں آکر فروکش ہوئے تو حضرت
عبدالمطلب نے ان کے بادشاہ سے جا کر کہا کہ آپ
کا یہاں کیسے آنا ہوا کسی کو بھیج دیا ہوتا ہم خود ہر چیز
لیکر حاضر ہو جاتے۔ ابرہہ کہنے لگا مجھے خبر ملی ہے کہ
اس گھر میں جو داخل ہوتا ہے وہ امن میں رہتا ہے اس لئے
میں اہل بیت اللہ کو خائف کرنے کے لئے آیا ہوں۔
حضرت عبدالمطلب نے پھر بھی کہا کہ آپ جس چیز کی
خواہش ظاہر کریں گے ہم لاکر حاضر کر دیں گے۔ آپ
واپس لوٹ جائیے۔ اس نے ماننے سے انکار کر دیا تو
عبدالمطلب نے کہا یہ مقام بیت اللہ ہے اللہ نے اس
پر کسی کو مسلط نہیں کیا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم بغیر
کعبہ کو منہدم کئے واپس نہیں ہوں گے۔ یہ سن کر عبدالمطلب
ہٹ کر پہاڑ پر آکھڑے ہوئے کہنے لگے میں تو اپنی آنکھوں
بیت اللہ اور اہل بیت اللہ کی بربادی نہ دیکھوں گا۔
ادھر ان لوگوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس پر ہاتھی ہولنا
چاہا مگر وہ پیچھے پلٹ پلٹ گیا کہ اتنے میں سمندر
کی طرف سے آسمان پر دل بادل نمودار ہوا اور پرندوں
کے جھنڈ کے جھنڈ اڑتے ہوئے آئے ان کے منہ اور پنجوں
میں کنکریاں تھیں انہوں نے آتے ہی لشکر کو حلقہ میں
لیا اور کنکریوں کی بارش شروع کر دی وہ کنکری کی تھریاں
بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرنے لگیں جس کے سر پر
پڑی خارش نے آگھیرا جوں ہی کھجایا خون جاری ہو گیا
اور گوشت گل گل کر گرنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے بغیر

خون اور بے گوشت و پوست کے خالی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گیا۔ فوج کو واپسی نصیب نہ ہو سکی۔ اور یوں چند منٹوں میں سارا لشکر تہ و بالا ہو کر رہ گیا۔

ابن اسحٰق نے سیرۃ میں اور واقدی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے ہاتھی کے چلانے والے اور اس کے سائیس کو مکہ میں اس حال میں دیکھا تھا کہ وہ دونوں آنکھوں سے اندھے اور پیروں سے بالکل معذور ہو گئے تھے لوگوں سے کھانے کا سوال کیا کرتے تھے۔ واقدی نے حضرت اسماء سے بھی جو حضرت عائشہؓ کی بہن ہیں اسی قسم کی شہادت نقل کی ہے۔ ؎۱

سورۃ الفیل کی ہے جو زیادہ سے زیادہ اس واقعہ کے پچاس برس بعد نازل ہوئی ہے اس وقت بہت سے ایسے اشخاص زندہ ہوں گے جنھوں نے اس واقعہ کو خود اپنی آنکھوں دیکھا ہو گا اور جنھوں نے نہ دیکھا ہو گا انھوں نے ان لوگوں سے جو اس کے چشم دید گواہ ہوں گے سنا ہو گا۔ تاہم کسی نے ان کی اس کی تکذیب نہیں کی اس سے بڑھ کر اس واقعہ کی صحت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

عرب میں چیچک کی بیماری اسی سال پیدا ہوئی اس سے یورپ کے تاریخ نگاروں نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ ابرہہ کی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہوئی۔ لیکن یاد رہے پرندوں کا پتھراؤ کرنا اور اس سے ایک بڑے لشکر کا دم بھر میں تباہ و برباد ہو جانا حیرت انگیز کہا جا سکتا ہے مگر محال نہیں جو قادر مطلق چیچک کے ذرا سے دانوں میں زہریلا مادہ پیدا کر کے انسان کو ہلاک کر سکتا ہے وہ اگر کنکریوں میں ہلاکت آفرینی کا سامان پیدا کر دے تو کیا بعید ہے۔ اسی طرح سر سید نے تہذیب الاخلاق میں جو اس سورت کی تفسیر کی ہے وہ بھی سراسر لغو اور غلط ہے کہ جس کا نہ عربی زبان ساتھ دے سکتی ہے اور نہ وہ اصولِ روایت پر صحیح کہی جا سکتی ہے۔ ۳۰ ب

اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۔ قبر والے، مردے، اَصْحٰب مضاف اَلْقُبُوْرِ مضاف الیہ۔ ۲۸ ب

اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۔ گاؤں کے لوگ۔ گاؤں والے اَصْحٰبَ مضاف۔ اَلْقَرْيَةِ مضاف الیہ۔ اصحاب القریۃ

؎۱ ان تمام حوالوں کے لئے دیکھو فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۴۸۳ طبع مصر

کا قصہ قرآن مجید میں سورۂ یٰسین میں تفصیل سے مذکور ہے لیکن نہ تو قریہ کے نام کی صراحت ہے نہ ان تین پیغمبروں کے نام بیان کئے گئے ہیں جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے نہ اس شخص کا نام ہے جو شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا تھا اور نہ اس کے شہید کئے جانے کا ذکر ہے۔

قرطبی نے تصریح کی ہے کہ سب مفسرین کے قول میں اس قریہ سے انطاکیہ مراد ہے[۱]۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کا خیال ہے کہ غالباً یہ انطاکیہ کے قریب کوئی شہر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ اس قریہ کے لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا مگر اس شہر انطاکیہ میں جو اب موجود ہے اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا[۲]۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اگر یہ تینوں پیغمبر عہد عتیق میں اہلِ انطاکیہ کی طرف بھیجے گئے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے وہاں کے لوگوں کو پیغمبروں کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک کر دیا ہو اور انطاکیہ دوبارہ آباد ہونے پر جب مسیح علیہ السلام نے اپنے عہد میں ان کی طرف اپنے تینوں حواریوں کو بھیجا اور یہ ایمان لے آئے تو ایسا ہونے سے کوئی مانع نہیں[۳]۔

ابن اسحٰق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار اور وہب بن منبہ سے بلاغاً نقل کیا ہے کہ یہ شہر انطاکیہ تھا۔ یہاں کے بادشاہ کا نام انطیخش بن انطیخش تھا جو بت پرست تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف تین رسول بھیجے جن کے نام صادق، صدوق اور شلوم ہیں، وہاں کے لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ قتادہ کا خیال ہے یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے تین حواری تھے جو ان کا پیغام تبلیغ لے کر آئے تھے۔ شعیب جبائی نے ان کے نام شمعون، یوحنا اور بولص بتلائے ہیں[۴]۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ متاخرین مفسرین میں سے کسی سے اس کے سوا مذکور نہیں۔ مگر یہ چیز متعدد وجوہ سے محلِ نظر ہے۔

(۱) بظاہر اس قصہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں بزرگ اللہ کے رسول تھے نہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر۔ ارشاد ہے۔

---

[۱] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۵۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔ [۲] فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۲ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

[۳] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۳۰۔ [۴] ایضاً ج ۱ ص ۲۲۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ جب ہم نے ان کی طرف (دو پیغمبر کو)
اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا۔
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ اس پر ہم نے تیسرے (پیغمبر) سے ان کی
فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ (مدد کی تو ان تینوں نے (کہا ان سے)
مُّرْسَلُوْنَ۔ کہا کہ ہم تمہارے پاس (خدا) کے بھیجے
ہوئے آئے ہیں۔
پھر جب ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا تو کہتے ہیں۔
رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ ہمارا پروردگار علیم ہے کہ ہم بے شک
اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ (اسی کے) بھیجے ہوئے تمہارے پاس
وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا آئے ہیں اور ہمارا کام تو خدا کا حکم
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ صاف صاف پہنچا دینا ہے اور بس۔
حالانکہ اگر وہ حواری تھے تو ان کو ایسی عبارت
استعمال کرنی مناسب تھی جس سے پتہ چلتا کہ وہ حضرت
مسیح علیہ السلام کے پیامبر ہیں۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے
کہ اگر وہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر تھے تو اہل انطاکیہ
کا ان سے یہ کہنا کیا معنی کہ
مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا بس تم ہماری ہی طرح کے آدمی ہو
وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ (اور خدائے) رحمٰن نے تو کچھ نہیں
شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ اتارا۔ تم سارے جھوٹ کہتے ہو۔

(۲) اہل انطاکیہ پیامبران مسیح پر ایمان لا چکے
تھے بلکہ یہ پہلا شہر ہے جو حضرت پر ایمان لایا حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کے رسولوں
کو جھٹلایا اور عذاب الٰہی نے ایک چنگھاڑ کی شکل میں
ظاہر ہو کر ان کی زندگی کا چراغ بجھا کر رکھ دیا۔

(۳) حواریین مسیح علیہ السلام کے ساتھ اہل انطاکیہ
کا واقعہ نزول تورات کے بعد کا واقعہ ہے ابو سعید
خدری اور سلف میں بہت سے لوگوں سے منقول
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نزول تورات کے بعد کسی قوم کو
عذاب بھیج کر ہلاک نہیں کیا بلکہ اس کے بعد مومنین
کو حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین سے قتال جاری رکھیں۔
پس ایسی صورت میں جس قریہ کا قرآن مجید میں ذکر ہے
وہ انطاکیہ کے علاوہ کوئی اور قریہ ہوگا یا اس قصہ میں
اگر انطاکیہ کا لفظ محفوظ ہے تو یہ اس نام کا کوئی اور شہر
مشہور و معروف انطاکیہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ موجودہ
شہر کے متعلق یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ زمانہ نصرانیت
یا اس سے پہلے کبھی تباہ ہوا ہو۔ [1]

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۲۱۹ طبع مصر سنہ ۱۳۰۰ھ

تیسری وجہ کے سلسلہ میں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ اس میں صرف ایک استثنا ہے یعنی اصحاب السبت کا اس بارے میں جو حدیث مرفوعاً روایت کی گئی ہے اس میں بھی یہ استثنا موجود ہے چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جب سے تورات نازل فرمائی ہے، روئے زمین پر کسی قوم کسی قرن کسی امت کسی بستی کو سوائے اس بستی کے جس کو بندر کی شکل میں مسخ کیا گیا آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا۔ کیا تم اس آیت پر خیال نہیں کرتے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (اور اگلی امتوں کے ہلاک کئے پیچھے ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی جس سے لوگوں کی آنکھیں کھلتی تھیں اور ان کے لئے ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت پکڑیں) حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح علیٰ شرط الشیخین کہا ہے[۵۱]

یہ بھی یاد رہے کہ گو ابن کثیر انطاکیہ کے تعین میں مذبذب ہیں لیکن البدایہ والنہایہ سے ہم سابق میں نقل کر چکے ہیں کہ انطاکیہ تباہ ہونے کے بعد دوبارہ آباد ہو گیا ہو تو کوئی مانع نہیں ہے۔

جو شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اس کے متعلق ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ حبیب نجار تھا، نجار بڑھئی کو کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے دوسرے طریقہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ صاحب یٰسین کا نام حبیب تھا اور یہ سخت جذام میں مبتلا تھے۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب صاحب یٰسین نے یہ کہا کہ لوگو رسولوں کی پیروی کرو تو وہ لوگ ان کا گلا گھونٹنے لگے کہ دم نکل جائے اس وقت انھوں نے انبیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا تم گواہ رہنا۔ حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ذہبی نے تلخیص میں تصریح کی ہے کہ اس روایت کا ایک راوی

---

[۵۱] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۴۰۸۔

عبد الرحمٰن بن اسحاق ضعیف ہے۔ [۱]

اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ ۔ غار اور رقیم والے۔ اَصْحٰبَ مضاف اَلْکَهْفِ مضاف الیہ ان لوگوں کا قصہ قرآن مجید سورہ کہف پ ۱۵ ع ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و پ ۱۵ ع ۱۵ و ۱۶ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اصحاب الکہف اور لوگ ہیں اور اصحاب الرقیم اور لوگ۔ ان علماء کے خیال میں اصحاب الرقیم کا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں بلکہ محض عجیب ہونے کے لحاظ سے اصحاب الکہف کے تذکرہ میں ان کا حوالہ دیدیا گیا۔ پھر اس خیال کے قائلین کے بھی دو فریق ہیں۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ چونکہ ان کا قصہ بھی اصحاب الکہف سے ملتا جلتا تھا اس لئے صرف اصحاب الکہف کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا۔ چنانچہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اس جماعت کا حال بھی اصحاب الکہف کا سا ہوا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ رقیم روم کا ایک شہر ہے جہاں اصحاب الکہف کی طرح ایک غار کے اندر اکیس انسان مردہ پڑے ہوئے سو رہے ہیں [۲] دوسرے فریق کی رائے میں اصحاب الرقیم وہی اصحاب الغار ہیں جن کا قصہ صحیحین میں مذکور ہے کہ اگلے زمانے میں تین شخص چلے جا رہے تھے کہ بارش نے ان کو آلیا اور یہ بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے اوپر سے ایک بڑا پتھر آپڑا جس سے غار کا منہ بند ہوگیا اس وقت ان میں سے ہر ایک شخص نے اپنی عمر بھر کے بہترین عمل کا حوالہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ہر ایک کی دعا سے پتھر کا ایک تہائی حصہ غار کے منہ سے ہٹتا گیا یہاں تک کہ ادھر تیسرے کی دعا ختم ہوئی اور ادھر غار کا دہانہ بالکل وا ہو چکا تھا۔

بزار اور طبرانی نے باسناد حسن نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رقیم کا ذکر فرماتے ہوئے اس قصہ کو سنا تھا۔ [۳] لیکن اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقیم کا ذکر کرتے ہوئے اصحاب الغار کے قصہ کو بھی بیان فرمایا اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رقیم سے مراد غار ہی ہے قرآن مجید سے جو ظاہر معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ

---

[۱] مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۳۱۹ ۔ [۲] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [۳] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۳۸۴

اصحاب الکہف والرقیم سے ایک ہی جماعت مراد ہے اور یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ الرقیم فی الحقیقت ایک شہر کا نام تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا یاقوت حموی معجم البلدان میں رقمطراز ہیں۔

ویقرب البلقاء من اطراف الشام موضع یقال لہ الرقیم بزعم بعضھم ان بہ اھل الکھف[1] — اطرافِ شام میں بلقاء کے قریب ایک مقام ہے جس کو رقیم کہا جاتا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہیں اصحاب کہف ہیں۔

چونکہ کہف یعنی غار اسی رقیم میں واقع تھا اس لئے قرآن مجید نے ان کو اصحاب الکہف والرقیم کے نام سے ذکر کیا۔ مصنف عبدالرزاق میں بسندِ صحیح حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کعب سے موجود ہے کہ وہ اس کو ایک شہر کا نام بتاتے تھے[2] خود حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں یہی مروی ہے۔ وہب اور سدی کی بھی یہی تصریح ہے[3]۔

عیسائیت کی ابتدائی چند صدیوں میں بارہا ایسا ہوا ہے کہ بہت سے راسخ الاعتقاد عیسائی مخالفوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر پہاڑوں کے غاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور آبادیوں سے روپوش ہو کر انھوں نے اپنی زندگی کے بقیہ دن وہیں گزار دیئے اور پھر ایک عرصہ کے بعد ان کی نعشیں برآمد ہوئیں چنانچہ ایک واقعہ اطرافِ اندلس میں گزرا ہے ایک روم کی طرف منسوب ہے اور ایک افسوس یا طرسوس کا بیان کیا جاتا ہے۔ اصحاب الکہف کے شہر کے تعین میں بھی مفسرین نے متعدد نام لئے ہیں۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں تصریح کی ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ بلادِ روم کا واقعہ ہے[4]۔ ابنِ کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ میں اسی طرف رجحان ظاہر کیا ہے[5]۔ ابوحیان اندلسی کے نزدیک اصحاب الکہف کا اندلس میں ہونا زیادہ راجح ہے[6]۔ لیکن قرآن مجید نے "الکہف" کے ساتھ

---

[1] معجم البلدان یاقوت ج ۴ ص ۲۷۴ طبع مصر سنہ ۱۳۲۳ھ۔ [2] تفسیر ابنِ کثیر ج ۳ ص ۷۳ طبع مصر سنہ ۱۳۵۶ھ

[3] حضرت ابنِ عباسؓ اور وہب کی تصریح حافظ ابوحیان اندلسی نے البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ میں ذکر کی ہے۔ سدی کا قول تفسیر کبیر امام رازی ج ۵ ص ۶۴۳ اور تفسیر فتح القدیر شوکانی ج ۳ ص ۲۶۳ میں مذکور ہے۔

[4] معجم البلدان ج ۴ ص ۲۷۴۔ [5] البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۱۵ طبع مصر سنہ ۱۳۵۱ھ

[6] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۲۔

"الرقیم" کا بھی اضافہ فرمایا ہے، جو اس امر کی صاف تصریح ہے کہ یہ واقعہ نہ روم کا ہے نہ اندلس کا، نہ افسوس کا نہ طرسوس کا بلکہ الرقیم کا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار، وہب بن منبہ اور سدی کی تصریح آپ کی نظر سے گزری کہ وہ اس کو ایک شہر کا ہی نام بتاتے ہیں، عطیہ عوفی، قتادہ، ضحاک اس کو اس وادی کا نام بتاتے ہیں جس میں یہ کہف (غار) تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں یہی تصریح منقول ہے[1]۔ ظاہر ہے کہ شہر اور اس کے اطراف واکناف کی وادی ایک ہی نام سے موسوم ہوں گے اس لئے ان دونوں بیانات میں کوئی تعارض نہیں، شہر اور اس شہر کی مناسبت سے اس کی وادی کو بھی الرقیم ہی کہا گیا چونکہ اس نام کا کوئی شہر عام طور پر مشہور نہ تھا اور جیسا کہ ہم نے سابق میں تصریح کی نصرانیت نے اپنے ابتدائی قرنوں ہی میں ریاضت اور گوشہ نشینی کی ایک خاص زندگی پیدا کردی تھی جس نے آگے چل کر رہبانیت کی شکل اختیار کی، اس زندگی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ لوگ دنیا کے تمام تعلقات سے منہ موڑ کر کسی پہاڑ کے غار میں یا کسی غیر آباد مقام پر گوشہ گیر ہو جاتے اور پھر ان پر استغراق عبادت کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ وضع و نشست کی جو ہیئت اختیار کر لیتے زندگی کے آخری سانس تک اسی ہیئت پر قائم رہتے اور مرنے کے بعد بھی اسی حالت پر نظر آتے نہ زندگی میں کوئی ان کو چھیڑتا اور نہ مرنے کے بعد کوئی اس کی جرأت کرتا اس لئے اگر موسم موافق ہوتا اور درندوں سے حفاظت حاصل ہوتی تو مدت تک ان کی نعشیں اسی حالت پر باقی رہتی تھیں جس حالت میں کہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سانس لیے تھے اور صدیوں تک ان کے ڈھانچے اسی وضع و ہیئت پر محفوظ رہتے کہ دور سے دیکھنے والا ان کو زندہ انسان ہی تصور کرتا چونکہ اس قسم کی نعشیں متعدد جگہ برآمد ہوئیں اس لئے ان علماء کو اصحاب الکہف کے شہر اور مقام کے تعین میں سخت دھوکہ ہوا۔

اصحاب الکہف کا زمانہ قبل مسیح تھا یا بعد مسیح

اس کے متعلق حافظ عماد الدین بن کثیر اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۴

بیان کیا گیا ہے کہ اصحاب الکہف حضرت مسیح عیسیٰ بن
مریم علیہ السلام کے مذہب پر تھے یوں تو خدا ہی بہتر جانتا
ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ وہ بالکلیہ ملتِ نصرانیت سے پہلے
ہوئے ہیں کیونکہ اگر وہ دینِ نصرانیت پر ہوتے تو احبار
یہود اپنی اس مخالفت کی بنا پر جو ان کو عیسائیوں سے
تھی اصحاب الکہف کی خبر اور ان کے حالات کو محفوظ
رکھنے کی طرف اعتناء نہ کرتے، حالانکہ سابق میں حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت گزر چکی کہ قریش نے
مدینہ میں احبارِ یہود کے پاس اپنے کچھ لوگ اس غرض سے
بھیجے تھے کہ وہ ان سے چند ایسی باتیں معلوم کر لیں
جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ امتحان لے سکیں
احبار نے یہ کہلا کر بھیجا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اصحاب الکہف کے حالات ذوالقرنین کی خبر
اور روح کے متعلق سوال کریں اس سے یہ پتہ چلتا ہے
کہ اصحاب الکہف کا حال کتب اہل کتاب میں محفوظ تھا
اور نیز یہ کہ ان کا واقعہ مذہبِ نصرانیت سے پہلے ہوا
ہے واللہ اعلم۔ [1]
اصحاب الکہف کی تعداد کیا تھی اور وہ کتنے تھے اس کے
متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا۔

کچھ لوگ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا یہ سب اندھیرے میں تیر چلاتے ہیں بعض کہتے ہیں وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا اے پیغمبر کہدے ان کی گنتی میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے ان کا حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے تو اس بارے میں بحث و نزاع نہ کر مگر اس حد تک کہ صاف صاف بات ہو اور نہ ان لوگوں میں سے کسی سے اس بارے میں کچھ دریافت کر۔

اصحاب الکہف کی تعداد کے سلسلہ میں لوگوں
کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تین
اقوال نقل فرمائے ہیں اس سے پتہ چلا کہ ان تین اقوال
کے علاوہ اور کوئی چوتھا قول نہیں پہلے دو اقوال کو
"رجماً بالغیب" (اٹکل پچو) فرمایا۔ تیسرے کے متعلق

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۵ طبع مصر ۱۳۵۶ھ

سکوت اختیار کیا۔ پہلے دونوں جملوں میں واوٗ عطف نہ تھا تیسرے جملہ میں وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ عطف کے ساتھ کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہی تعداد حقیقت میں صحیح ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ (کہدے ان کی گنتی میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے) سو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ ایسے مقامات پر علم کو اللہ ہی کے حوالہ کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ بغیر علم اس قسم کی باتوں میں غور وخوض کرنا فضول ہے ہاں جب کسی چیز کے متعلق پوری اطلاع ہو تو اس کو زبان سے نکالنا چاہئے ورنہ توقف کرنا بہتر ہے۔ خود قرآن مجید کی تصریح ہے مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ (ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ) طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابن جریر[1] طبری نے اپنی تفسیر میں باسانید صحیحہ[2] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں بھی ان ہی تھوڑے لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنےٰ قرار دیا ہے۔ اصحاب الکہف کی تعداد سات تھی۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بعینہٖ یہی بیان نقل کیا ہے۔[3]

اصحاب الکہف کے نام کیا تھے۔ اس کے متعلق حافظ ابوحیان اندلسی رقمطراز ہیں۔

وانما اسماء فتیة اهل الكهف فاعجمية لا تنضبط بشكل ولا نقط والسند في معرفتها ضعيف[4]

نوجوانان اصحاب الکہف کے نام عجمی ہیں نہ وہ اعراب کے ذریعہ منضبط ہوتے ہیں نہ نقطوں کے ذریعہ نیز ان کی معرفت کی سند بھی ضعیف ہے۔

حافظ ابن کثیر کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

وفی تسمیتهم بهذه الاسماء واسم كلبهم نظر في صحته[5]

اصحاب الکہف کے جو نام بتائے جاتے ہیں ان سے ان کے موسوم ہونے میں اور نیز ان کے کتے کے نام کی صحت میں کچھ شبہ ہے۔

اصحاب الکہف غار میں کتنی مدت تک رہے اس کے متعلق قرآن مجید میں مرقوم ہے۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ اور مدت گزری ان پر اپنی کھوہ

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۶۰ [2] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱ طبع مصر [illegible]
[3] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰ [4] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ [5] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ میں تین سو برس اور ان کے اوپر
وَازْدَادُوْا تِسْعًا نو تو کہدے اللہ ہی بہتر جانتا
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا ہے کہ وہ کتنی مدت تک رہے
لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وہ آسمان و زمین کی ساری پوشیدہ
وَالْاَرْضِ۔ باتیں جانتا ہے۔

لیکن اس کے متعلق بعض علماء کی رائے یہ
کہ جس طرح قرآن مجید نے پہلے اصحاب الکہف کی
تعداد کے بارے میں لوگوں کے متعدد اقوال نقل کئے
تھے۔ اسی طرح یہاں بھی مدتِ بقار کے بارے
میں لوگوں کا قول نقل کیا ہے یعنی لوگ کہتے ہیں غار
میں تین سو برس تک رہے اور بعضوں نے اس پر نو
برس اور بڑھا دیئے تم کہدو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ
فی الحقیقت کتنی مدت گزر چکی ہے۔ پس ان علماء کے
خیال میں یہ قرآن کی تصریح نہیں بلکہ لوگوں کا قول
ہے اور سیقولون سے نقلِ اقوال کا جو سلسلہ
شروع ہوا تھا اسی سلسلہ کی یہ آخری کڑی ہے سلف
میں قتادہ اور مطرف بن عبد اللہ کی یہی رائے ہے[1]،
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انسان کسی
آیت کی تفسیر یہ سمجھ کر کرنے لگتا ہے کہ وہ ٹھیک ہوگی،
حالانکہ وہ زمین و آسمان کے درمیان نہایت دور جا کے
گرتا ہے اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی وَلَبِثُوْا فِيْ
كَهْفِهِمْ الآیہ پھر دریافت کرنے لگے کہ یہ لوگ کتنے
عرصہ رہے۔ لوگوں نے جواب دیا تین سو نو برس آپ
نے فرمایا اگر اتنی مدت تک رہے ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ
نہ فرماتا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لیکن اللہ تعالیٰ نے
ان لوگوں کا مقولہ نقل کیا ہے چنانچہ سَيَقُوْلُوْنَ
ثَلٰثَةٌ سے رَجْمًا بِالْغَيْبِ تک فرما کر ان کی لاعلمی
کی خبر دی، اور پھر فرمایا کہ وہ یہ بھی کہیں گے وَلَبِثُوْا
فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔
علامہ محمود آلوسی اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں
اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ولعل هذا لا يصح عن غاية حضرت حبرامت عبد اللہ بن
الحبر رضی اللہ تعالیٰ عن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ
فقد صح عنه القول بان روایت صحیح نہیں کیونکہ ان سے یہ ثابت
عدة اصحاب الكهف ہو چکا کہ اصحاب الکہف کی تعداد

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۳۳۔

سبعة وثامنهم كلبهم سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تھا اللہ تعالیٰ عقب القول حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس قول کو بذلك بقوله سبحانه قُل بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم د رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم اور اس میں لا فرق بينه وبين قوله اور قُلِ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ے تعالیٰ قُلِ اللهُ أَعْلَمُ فرمانے میں کوئی فرق نہیں ہیں قل اللہ بِمَا لَبِثُوا فلو دل هذا اعلم بما لبثوا سے تردید کو نکر ثابت على الرد ولم يدل ذالك ہوئی اور اس سے کیوں ثابت نہیں ہوئی عبد الرزاق ۔ ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرارت میں قالوا کا لفظ آیا ہے یعنی انھوں نے اس آیت کی قرارت اس طرح کی ہے قَالُوا لَبِثُوا فِي كَهْفِهِم اس سے صاف یہ معنی ہیں کہ یہ لوگوں کا مقولہ ہے۔ قتادہ کہتے ہیں تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی فرمایا قُلِ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا[۳] حافظ ابن کثیر اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ورواية قتادة قراءة ابن ابن مسعود کی قرارت کے متعلق مسعود منقطعة ثم هي قتادہ کی روایت منقطع ہے نیز یہ قرارت شاذة بالنسبة الى قراءة جمہور کے لحاظ سے شاذ بھی ہے لہٰذا الجمهور فلا يحتج بها[۴] اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ ابن مسعود کی قرارت سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا قول ہے جو اصحاب الکہف کے معاملہ میں بحث کر رہے تھے رہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمانا قُلِ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اصحاب الکہف کی تعداد کے بارے میں تیسرے قول کو بیان کر کے فرمایا اس سے اس قول کی تردید کا پتہ نہیں چلتا[۱]

غرض اکثر مفسرین اسی کے قائل ہیں کہ اصحاب الکہف کے غار میں رہنے کی یہ تین سو نو برس کی مدت خود اللہ تعالیٰ کی بیان کی ہوئی ہے۔ امام بغوی لکھتے ہیں۔

هذا اخبار من الله تعالى کہف میں ان لوگوں کے ٹھیرے عن قدر لبثهم في الكهف رہنے کے متعلق یہ اللہ تعالیٰ نے وهو الاصح[۵] خبر دی اور یہی اصح ہے۔

---

[۱] و [۲] روح المعانی ج ۱۵ ص ۲۳۳ طبع مصر۔ [۳] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰۔ [۴] تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۳۳ طبع مصر ۱۳۰۱ھ [۵] معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۹۹ طبع مصر۔

امام ابن جریر طبری اور حافظ ابن کثیر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

وھذا الذی قلناہ علیہ غیر واحد من علماء التفسیر کمجاھد غیر واحد من علماء السلف والخلف[1] — ہم جس بات کے قائل ہیں اسی پر اکثر علماء تفسیر جیسے مجاہد اور اکثر علماء سلف و خلف ہیں۔

خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شان نزول میں جو روایت مروی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابن مردویہ نے بروایت ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ تو کہا گیا یا رسول اللہ یہ تین سو دن ہیں یا مہینے یا برس۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا۔ ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم نے خود ضحاک سے بھی یہی نقل کیا ہے[2]

اصحاب الکہف کس طرح ایک دوسرے سے آ کر ملے اور اکٹھے ہوئے اور پھر کس طرح وہ شہر سے باہر نکلے اس بارے میں مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں حافظ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں۔

والرواۃ مختلفون فی قصصھم وکیف کان اجتماعھم وخروجھم ولم یات فی الحدیث الصحیح کیفیۃ ذلک ولا فی القرآن الا ما قص تعالیٰ علینا من قصصھم[3] — ان کے قصوں کے بیان کرنے میں راوی مختلف ہیں کہ ان کا اجتماع کیونکر ہوا وہ کس طرح شہر سے باہر نکلے، اس کی کیفیت نہ تو کسی صحیح حدیث میں آئی ہے اور نہ قرآن میں بجز ان واقعات کے جن کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور کچھ مذکور ہے۔

اسی طرح اصحاب الکہف کے دائیں بائیں کروٹ بدلوانے کی مدت میں بھی مختلف اقوال مذکور ہیں بعض چھ ماہ بعض ایک سال بعض نو برس بتاتے ہیں۔ مگر امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

ھذہ التقدیرات لا سبیل العقل الیھا ولفظ القرآن لا یدل علیہ وما جاء بہ خبر صحیح فکیف یعرف[4] — یہ مقداریں عقل سے نہیں معلوم کی جا سکتیں نہ قرآن کے الفاظ ان پر دلالت کرتے ہیں اور نہ کوئی صحیح حدیث اس کے متعلق موجود ہے پس اس کا کیونکر پتہ چل سکتا ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۸۲۔ [2] فتح القدیر ج ۳ ص ۱۴۱۔ [3] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱۔ [4] تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۷۳ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

اصحاب الکہف کے اس مرتبہ جاگنے کے بعد یہ پتہ نہیں کہ اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی یا یہ زندہ رہے۔ وفات ہوئی تو کب ہوئی۔ زندہ رہے تو کب تک رہے یا کب تک رہیں گے۔ حافظ ابن کثیر علامہ محمود آلوسی اور دیگر علماء کی بڑی جماعت کا رجحان اسی طرف ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دیدی۔ واللہ اعلم ۱۵

اَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۔ مدین والے۔ مدین کے لوگ اَصْحٰبُ مضاف۔ مَدْيَنَ مضاف الیہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ سارہ، ہاجرہ قطورا۔ مدین قطورا کے بطن سے حضرت ابراہیم کا بیٹا تھا۔ سامی قوموں کا عام قاعدہ ہے کہ وہ اپنی آبادی اور قبیلہ کو بانی و مؤسس خاندان کے نام سے موسوم کرتی ہیں۔ اسی لحاظ سے مدین کا سارا خاندان جو آگے چل کر ایک بہت بڑا قبیلہ بن گیا تھا جد قبیلہ مدین بن ابراہیم کی طرف منسوب ہوا اور جہاں یہ قبیلہ آباد ہوا وہ ملک مدین کہلایا حضرت شعیب علیہ السلام اول ان کی ہی طرف مبعوث ہوئے تھے اور اسی نسل اور اسی قبیلہ سے تھے چنانچہ قرآن مجید نے وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (اور مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) کہہ کر ان کے اسی نسلی رشتہ کو واضح کیا ہے۔ اصحاب مدین کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ اعراف ۸ و ۹ اور سورۂ ہود ۸،۹ اور سورۂ عنکبوت ۲۰ میں قدرے تفصیل سے آیا ہے اور سورۂ توبہ ۱۵ اور سورۂ حج ۱۷ میں صرف معذب اور گنہگار قوموں کی فہرست میں ان کا نام بتلانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ آیا ایک ہی قوم ہیں یا دو جدا گانہ قومیں اس کے متعلق اصحاب الایکہ کے ضمن میں تفصیلی بحث سپرد قلم کی جا چکی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصحاب الایکہ، شعیب، مدین) ۱۵ ۱۲

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۔ کمبختی والے۔ بائیں والے اَصْحٰبُ مضاف الْمَشْئَمَةِ مضاف الیہ۔ یہی لوگ ہیں جن کو دوسری جگہ قرآن مجید میں اصحاب الشمال کہا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو اصحاب الشمال، اور مشئمہ) ۲۷ ۱۵

اَصْحٰبُ مُوْسٰى ۔ موسیٰ کے لوگ۔ اَصْحٰبُ مضاف مُوْسٰى مضاف الیہ۔ یہ وہی بنی اسرائیل

ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلکر چلے تھے اور بحرِ قلزم کے کنارہ پہنچکر اس کو پار کرنے کی فکر کر رہے تھے کہ دور سے فرعون لشکر لے کر آتا ہوا دکھائی دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق عصا کو دریا پر مارا پانی تھا بہت گہرا۔ بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے جن میں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے الگ الگ گزرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب موسیٰ جنہوں نے سمندر کو پار کیا بارہ اسباط تھے اور ہر راستے میں بارہ ہزار انسان تھے جو سب کے سب اولاد یعقوب علیہ السلام سے تھے۔[1] پ ۹

اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ۔ داہنے والے بڑے نصیب والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْمَیْمَنَةِ مضاف الیہ۔ یہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو عہد الست کے دن حضرت آدم علیہ السلام کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا۔ جو روزِ حشر عرشِ الٰہی کے داہنی جانب ہوں گے، ان کا اعمالنامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے ان کو داہنی طرف سے لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہیں۔ سو حضرت آدم علیہ السلام انہی خوش نصیب اور مبارک لوگوں کو دیکھکر خوش ہو رہے تھے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں انہیں کو اصحاب الیمین کہا گیا ہے پ ۲۷ پ ۱۵

اَصْحٰبُ النَّارِ۔ دوزخ کے رہنے والے دوزخ والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلنَّارِ مضاف الیہ۔ آیت شریفہ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً میں اصحاب النار سے دوزخ کے داروغہ مراد ہیں اس لئے یہاں اصحاب النار کا ترجمہ دوزخ پر داروغہ کرنا چاہئے اصل میں اصحاب النار کے لفظی معنی ہیں دوزخ والے دوزخیوں کو دوزخ میں رہنے کی وجہ سے اور دوزخ کے فرشتوں کو دوزخ کے داروغہ ہونے کی وجہ سے دوزخ والے کہا گیا۔ قرآن مجید میں ان فرشتوں کی تعداد جو دوزخ پر مقرر ہوں گے انیس مذکور ہے

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۹۹ طبع مصر سنہ ۱۳۴۹ھ

[illegible]

[illegible]

اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ۔ داہنی طرف والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْیَمِیْنِ مضاف الیہ۔ ان کو ہی دوسری جگہ قرآن مجید میں اصحاب المیمنہ کہا گیا ہے (دیکھو اصحاب المیمنہ) [illegible]

اَصْحٰبِهِمْ۔ ان کے ساتھی۔ اَصْحٰبُ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی رفیق اور ساتھی کے ہیں مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اِصْدَعْ۔ تو کھول کر سنا دے (فَتَحَ) صَدْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں صَدْعٌ کے معنی کسی ٹھوس جسم مثلاً لوہا یا شیشہ وغیرہ میں شگاف پڑ جانے اور اس کے شق ہو جانے کے ہیں۔ گویا کھل جانا اس کے مفہوم میں داخل ہے اسی اعتبار کسی بات کے کھلم کھلا کہنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ [illegible]

اَصْدَقُ۔ زیادہ سچا۔ صِدْقٌ سے جس کے معنی سچ بولنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ [illegible]

اَصَّدَّقَ۔ میں خیرات کروں۔ تَصَدُّقٌ سے کہ جس کے معنی صدقہ دینے اور خیرات کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اِصْرًا۔ بھاری بوجھ۔ اصل میں اِصْرٌ کے معنی اس بوجھ کے ہیں جو اپنے اٹھانے والے کو چلنے سے روک رکھے یہاں مراد تکلیفِ شاقہ اور سخت و دشوار امور ہیں [illegible]

اَصْرِفُ۔ میں پھیر دوں گا۔ (ضَرَبَ) صَرْفٌ سے جس کے معنی کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینے یا ایک شے کو کسی دوسری شے سے بدل دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اِصْرِفْ۔ ہٹا دے، پھیر دے۔ صَرْفٌ سے امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر۔ [illegible]

اَصَرُّوْا۔ انہوں نے ضد کی، انہوں نے اصرار کیا اِصْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر سختی کے ساتھ جمے رہنے اور مصر ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اِصْرَهُمْ۔ ان کے بوجھ۔ اِصْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں مراد ان سخت احکام سے ہے جو یہودیوں پر تھے۔ [illegible]

اِصْرِیْ۔ میرا عہد۔ اِصْرٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم

مضاف الیہ۔ چونکہ عہد کی ذمہ داری کا بھی انسان پر بوجھ ہوتا ہے اس لئے اِصْرٌ کا استعمال عہد کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ پ۳

اِصْطَادُوْا تم شکار کرو۔ اِصْطِیَادٌ سے جس کے معنی شکار کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶

اِصْطَبِرْ۔ تو قائم رہ۔ ہمارہ صبر کر۔ اِصْطِبَارٌ سے جس کے معنی صبر کے ساتھ قائم رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۶ پ۲۹

اِصْطَفٰی۔ اس نے چن لیا۔ اس نے پسند کر لیا۔ اِصْطِفَاءٌ سے جس کے معنی چن لینے اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲ پ۳ پ۱۹ پ۲۳۔

اِصْطَفَیْتُكَ۔ میں نے تجھ کو امتیاز دیا۔ میں نے تجھکو برگزیدہ کیا۔ اِصْطَفَیْتُ اِصْطِفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ۹

اِصْطَفٰكِ۔ تجھ کو پسند کیا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی۔ كِ ضمیر واحد مونث حاضر۔ پ۳

اِصْطَفَیْنَا۔ ہم نے چن لیا۔ برگزیدہ کیا۔ اِصْطِفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۲۲

اِصْطَفَیْنٰهُ۔ ہم نے اس کو منتخب کیا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱

اِصْطَفٰهُ۔ اس کو پسند فرمایا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۲

اِصْطَنَعْتُكَ۔ میں نے تجھ کو بنایا۔ اِصْطَنَعْتُ اِصْطِنَاعٌ سے۔ جس کے معنی کسی شے کی درستی اور بنانے میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ۱۶

اَصْغَرُ۔ زیادہ چھوٹا۔ صِغَرٌ سے جس کے معنی چھوٹے ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۱۱ پ۲۷

اَصْفَادِ۔ زنجیریں۔ بیڑیاں۔ صَفَدٌ اور صِفَادٌ کی جمع جس کے معنی بیڑی اور زنجیر کے ہیں۔ پ۱۳ پ۲۳

اِصْفَحْ۔ تو درگزر کر۔ (فتح) صَفْحٌ سے جس کے معنی درگزر کرنے اور اعراض کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲ پ۱۴ پ۲۵

اِصْفَحُوْا۔ درگزر کرو۔ صَفْحٌ سے۔ امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ پ۱

اَصْفٰكُمْ۔ تم کو چن لیا۔ تم کو انتخاب کر لیا۔ اَصْفٰی اِصْفَاءٌ سے جس کے معنی برگزیدہ کرنے اور منتخب کرنے

کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸ ع۴ پ۲۵

اَصْلِ ۔ جڑ۔ اُصُوْلٌ جمع۔ پ۱۳ ع۲

اَصْلَابِکُمْ ۔ تمہاری پشتیں۔ اَصْلَابٌ صُلْبٌ کی جمع جس کے معنی پشت کی ہڈی کے ہیں مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۵ ع۱

اِصْلَاحٌ ۔ سنوارنا۔ صلح کرانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ۲ ع۴ پ۵ ع۸ پ۱۲ ع۸ اِصْلَاحًا پ۲ ع۱۲ پ۵ ع۳

اِصْلَاحِهَا ۔ اس کی اصلاح۔ اِصْلَاحٌ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۸ ع۱۲،۱۴،۱۸

اُصَلِّبَنَّکُمْ ۔ میں تم کو سولی پر چڑھاؤں گا اُصَلِّبَنَّ تَصْلِیْبٌ سے جس کے معنی سولی دینے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۹ ع۵ پ۱۶ ع۱۲ پ۱۹ ع۸

اَصْلَحَ ۔ اس نے صلح کرادی۔ اس نے اصلاح کی۔ وہ سنور گیا۔ نیک ہو گیا۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲ ع۱۲ پ۷ ع۱۴ پ۸ ع۱۰،۱۱ پ۹ ع۸ پ۲۵ ع۵ پ۲۷ ع۲۴

اَصْلِحْ ۔ تو اصلاح کر۔ تو نیک بنا دے۔ اِصْلَاحٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۹ ع۸ پ۲۶ ع۲

اَصْلَحَا ۔ ان دونوں نے اپنی اصلاح کر لی۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۴ ع۱۴

اَصْلَحْنَا ۔ ہم نے اچھا کر دیا۔ ہم نے درست کر دیا۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۷ ع۶

اَصْلَحُوْا ۔ انھوں نے اپنے کام کو درست کیا۔ انھوں نے نیک کام کئے۔ انھوں نے اپنی اصلاح کی۔ وہ سنور گئے۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲ ع۳ پ۳ ع۱۷ پ۵ ع۱۸ پ۶ ع۲۱ پ۱۴ ع۱۸

اَصْلِحُوْا ۔ تم صلح کرو۔ تم صلح کرادو۔ تم ملاپ کرادو۔ اِصْلَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹ ع۱۵ پ۲۶ ع۱۲

اِصْلَوْهَا ۔ اس میں جا پڑو۔ اس کے اندر چلے جاؤ۔ (سَمِعَ) اِصْلَوْا صَلْیٌ سے جس کے معنی آگ میں جلنے اور اس میں جا پڑنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَا ضمیر واحد مونث غائب پ۲۳ ع۳ پ۲۷ ع۴

اَصْلُهَا ۔ اس کی جڑ۔ اَصْلٌ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۱۳ ع۱۶

اُصْلِیْهِ ۔ میں اس کو آگ میں ڈالوں گا۔ اُصْلِی اِصْلَاءٌ سے جس کے معنی آگ میں ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۹ ع۱۵

اَصَمَّ۔ بہرا۔ صَمَمٌ سے جس کے معنی بہرا ہونے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ۔ ۶/۱۲

اَصَمَّھُمْ۔ ان کو بہرا کر دیا۔ اَصَمَّ۔ اِصْمَامٌ سے جس کے معنی بہرا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۲۶/۲

اَصْنَام بت، مورت۔ ہر وہ چیز جس کو خدا کے سوا پوجا جائے۔ صَنَمٌ کی جمع ۹/۱۳۸ ۱۸/۱۵ اَصْنَامًا ۹/۷۴

اَصْنَامَكُمْ۔ تمہارے بت۔ اَصْنَام مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۵/۱۷

اِصْنَعْ۔ تو بنا۔ تو درست کر (فتح) صَنْعٌ سے جس کے معنی کسی کام کے درست کرنے اور بنانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۲/۳ ۵/۱۸

اَصْوَات آوازیں۔ صَوْتٌ کی جمع جس کے معنی آواز کے ہیں۔ ۵/۱۶ ۱۱/۲۱

اَصْوَاتَكُمْ۔ تمہاری آوازیں۔ اَصْوَاتَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۶/۱۲

اَصْوَاتُهُمْ۔ ان کی آوازیں۔ اَصْوَاتَ مضاف۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۶/۱۲

اَصْوَافِهَا۔ ان کی اون۔ اَصْوَاف۔ صُوفٌ کی جمع جس کے معنی اُون کے ہیں۔ اَصْوَاف مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ جس کا ترجمہ انعام کی طرف راجع ہونے کے سبب سے (ان) کا کیا گیا ہے۔ ۱۴/۱۴

اُصُولُهَا۔ اس کی جڑیں اصول اَصْلٌ کی جمع ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ ۱۳/۲۸

اُصِيْبُ۔ میں پہنچاتا ہوں۔ ڈالتا ہوں۔ اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی پہنچانے اور لا ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۹/۹

اَصِيْلًا۔ شام۔ عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔ ۹/۱۹ ۲۲/۳ ۲۶/۹ ۲۹/۲۰

فصل الضاد المعجمة

اَضَاءَ۔ اس نے روشن کیا۔ اِضَاءَۃٌ سے جس کے معنی روشن کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۲

اَضَاءَتْ۔ اس نے روشن کر دیا۔ اِضَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ ۱/۲

اَضَاعُوْا۔ وہ کھو بیٹھے۔ انھوں نے ضائع کر دیا۔ اِضَاعَۃٌ سے جس کے معنی کھو دینے اور ضائع کر دینے کے

ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۱۶/۲

اَضْحَکَ۔ اس نے ہنسایا۔ اِضْحَاکٌ سے جس کے معنی ہنسانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۷

اِضْرِبْ۔ تو مار، تو بنا دے۔ تو بیان کر۔ ضَرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں ضَرْبٌ کے معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر واقع کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس کی صورتیں مختلف ہیں اس لئے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی آتے ہیں۔ کہیں مارنے کے، کہیں ڈال دینے کے، کہیں چلنے کے، کہیں بیان کرنے کے اور کہیں تھپک دینے کے۔ غرض ہر موقع اور محل پر اس کے مناسب ترجمہ ہونا چاہئے۔ بشرطیکہ اصل معنی ملحوظ رہیں چونکہ چلنے میں زمین پر پیر پڑتے ہیں اس لئے ضَرَبَ فِی الْاَرْضِ میں ضَرْبٌ کے معنی زمین پر چلنے کے ہوں گے کسی چیز کا اس طرح ذکر کرنا کہ اس کا اثر دوسری چیز پر پڑے اس کا نام ضَرْبُ الْمَثَلِ ہے۔ اس لئے جب مَثَلٌ کے ساتھ ضَرْبٌ کا استعمال ہو تو اس کے معنی بیان کرنے کے آئیں گے۔ آیتِ شریفہ فَاضْرِبْ لَھُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا (تو ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دے) میں چونکہ طَرِیْقٌ (راستہ) کو بَحْرٌ (سمندر) پر واقع کیا جا رہا ہے اس لئے یہاں اِضْرِبْ کا ترجمہ بنا دے۔ تیار کر دے یا ڈال دے کرنا چاہئے۔ ۲/۱ ۲/۶ ۱۶/۱۸، ۱۸/۹، ۱۶ ۱۶/۱۲ ۱۹/۸ ۲۲/۱۹ ۲۳/۱۲

اِضْرِبُوْا۔ تم مارو۔ تم کا نو۔ ضَرْبٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۹/۱۲

اِضْرِبُوْہُ۔ اس پر مارو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۱/۹

اِضْرِبُوْھُنَّ۔ ان (عورتوں) کو مارو۔ اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے جو عورتوں کی طرف راجع ہے۔ اگر بیویوں سے سرکشی اور بدخوئی کا ڈر اور اندیشہ ہو تو یہ نہ چاہئے کہ فوراً دل برداشتہ ہو کر قطع تعلق کر لیا جائے بلکہ پہلے ان کو نرمی اور محبت سے سمجھایا جائے اور نصیحت کی جائے اگر اس پر بھی وہ سرکشی سے باز نہ آئیں تو خوابگاہ میں ان سے الگ رہنا چاہئے اور اگر اب بھی نہ مانیں تو بطور تنبیہ کے مارنے کا بھی حکم ہے لیکن نہ اس قدر کہ اس کا نشان باقی رہے یا ہڈی ٹوٹ جائے۔ یاد رہے مارنا پیٹنا آخری درجہ ہے۔ اور جب وہ نافرمانی اور بدخوئی سے باز آجائیں اور بظاہر مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان کو ملزم بنانے کے لئے راہیں

نہیں ڈرنا چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ پ۴

اُضْطُرَّ۔ وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ لاچار کیا گیا۔ اِضْطِرَارٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب اضطرار کے معنی اصل میں انسان کو کسی ضرر رساں چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ عام طور پر اس کا استعمال انسان کو کسی ایسے امر پر مجبور کرنے کے لئے ہوتا ہے کہ جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ اضطرار کی دو شکلیں ہیں ایک یہ کہ کسی خارجی سبب کی بنا پر ہو پھر اس کی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ انسان کو کسی امر پر اس طور سے مجبور کیا جائے کہ اس امر کے نہ ہونے کی صورت میں اس کو قتل کیا جائے یا قتل کی دھمکی دی جائے یا اس کا کوئی عضو بیکار کر دیا جائے یا بیکار کرنے کی دھمکی دی جائے۔ دوم یہ کہ زبردستی پکڑ کر اس سے کام لیا جائے۔ آیۂ شریفہ ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ (پھر اس کو دوزخ کے عذاب میں جبراً لاؤنگا) میں اضطرار کی یہی آخری صورت مراد ہے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ اضطرار کسی داخلی سبب کی بنا پر ہو یعنی ایسی قوت کے غلبہ کی وجہ سے کہ اگر اس کی مدافعت کی جائے تو ہلاکت واقع ہو۔ جیسے بھوک سے بیتاب ہو کر کسی حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہونا آیت شریفہ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ (پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں) اس میں دونوں طرح کا اضطرار داخل ہے یعنی یہ کہ انسان کسی ایسی جگہ ہو جہاں اس کو بجز کسی حرام چیز کے اور کچھ کھانے پینے کو نہ مل سکے اور وہ بھوک یا پیاس کی شدت سے قریب ہلاکت ہو یا یہ کہ رزق حلال موجود ہے مگر وہ حرام چیز کے کھانے یا پینے پر اس لئے مجبور ہے کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کو ہلاک کر دیا جائیگا یا اس کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائے گا۔ پ۲ پ۲ پ۸ پ۱۴

اُضْطُرِرْتُمْ۔ تم مجبور کئے گئے۔ اِضْطِرَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۸

اَضْطَرُّهٗ۔ میں اس کو مجبور کروں گا۔ اَضْطَرُّ اِضْطِرَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اُضْطُرَّ) پ۱

اَضْعَافًا۔ کئی گنا۔ دونے پر دونا۔ ضِعْفٌ کی جمع

جس کے معنی دگنے کے آتے ہیں یہ بھی نِصْفٌ اور
زَوْجٌ کی طرح سے الفاظ متضائفہ میں سے ہے کہ
جن میں سے کسی ایک کا وجود دوسرے کے وجود کا
مقتضی ہوتا ہے۔ پ۱۶ ع۳

اَضْعَفُ۔ زیادہ کمزور۔ ضُعْفٌ سے جس کے
معنی کمزور ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ پ۱۶ ع۸ پ۲۹ ع۱۲

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ۔ خیالی خواب پریشان
خواب، اَضْغَاثٌ ضِغْثٌ کی جمع جس کے معنی
سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھر کے آتے ہیں۔
اور اَحْلَامٌ حُلْمٌ کی جمع ہے جس کے معنی خواب
دیکھنے کے ہیں چونکہ سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے
گٹھر میں بری بھلی ہر طرح کی سینکیں یا لکڑیاں ملی جلی
ہوتی ہیں اس لئے خوابہائے پریشاں یا طرح طرح کے
خیالی خواب کو اضغاث احلام کہتے ہیں اَضْغَاثُ
مضاف اَحْلَامٌ مضاف الیہ۔ پ۱۲ ع۱۳

اَضْغَانَکُمْ۔ تمہارے دل کی خفگیاں۔ اَضْغَانٌ
ضِغْنٌ کی جمع جس کے معنی سخت کینہ اور دل کی
خفگی کے آتے ہیں اَضْغَانَ مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۲۶ ع۸

اَضْغَانَھُمْ۔ ان کے کینے۔ اَضْغَانَ مضاف
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶ ع۸

اَضَلَّ۔ اس نے گمراہ کیا۔ اس نے بہکایا۔ اس نے
بھٹکایا۔ اس نے کھودیا۔ اِضْلَالٌ سے جس کے
معنی گمراہ کرنے اور سیدھے راستے سے ہٹانے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یاد رہے اس لفظ
کا استعمال جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا تو اس کی
دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ اس اضلال کا سبب
ضلال بنا۔ بایں طور کہ کسی شخص نے گمراہی اختیار کی
بدیں وجہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس پر گمراہی اور
ضلالت کا حکم لگایا اور آخرت میں جنت کے راستے
سے دوزخ کے راستے کی طرف اس کو ہٹا دیا۔
دوسری صورت اضلالِ الٰہی کی یہ ہے کہ خالقِ کائنات
نے جبلتِ انسانی ایک خاص ہیئت اور وضع کی
بنائی ہے جب انسان کسی اچھے یا برے راستے کو
اختیار کر لیتا ہے تو پھر وہی راستہ اس کو مرغوب و
محبوب ہوتا ہے جس کو وہ کسی طرح نہیں چھوڑتا بلکہ
وہ اس کی طبیعت ثانیہ بن جاتا ہے۔ اسی اعتبار سے
کہا گیا ہے العادۃ طبع ثانی چونکہ انسان میں

یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی ودیعت کی گئی ہے اس لئے اس لحاظ سے بھی اضلال کی نسبت اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح ہے اور اسی وجہ سے اس اضلال کی مومنین سے نفی کی گئی اور کافروں اور فاسقوں کے لئے اس کا اثبات کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جب کہ ان کو راہ پر لا چکا) فاسقوں کے حق میں ارشاد ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (اور گمراہ نہیں کرتا اس سے مگر بدکاروں کو) کافروں کے متعلق فرمایا جاتا ہے كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (اسی طرح بھٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو ہو بے باک شک کرنے والا)

۲۶ ۱۳ ۲۱ ۲۴ ۲۶

اَضَلُّ بہت بہکا ہوا۔ زیادہ بیراہ۔ گمراہ ضَلَالٌ سے۔ جس کے معنی سیدھے راستے سے ہٹنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۲ ۱۲ ۸ ۱۹ ۸ ۲۵ ۲۶

اَضِلُّ ۔ میں بہکونگا۔ (ضرب۔ سمع) ضَلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲۲ (مزید تفصیل کے لئے دیکھو ضَلَالٌ)

اَضَلَّانَا ۔ ان دونوں نے ہم کو بہکایا۔ گمراہ کیا۔ اَضَلَّا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ نَا ضمیر جمع متکلم۔ ۲۴

اَضْلَلْتُمْ ۔ تم نے بہکایا تم نے گمراہ کیا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۹

اَضْلَلْنَ ۔ انھوں نے بہکایا۔ انھوں نے گمراہ کیا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ۱۳

اَضَلَّنَا ۔ اس نے ہم کو بہکایا۔ اس نے ہم کو گمراہ کیا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم ۱۹

اُضِلَّنَّهُمْ ۔ میں ان کو ضرور بہکاؤں گا۔ اُضِلَّنَّ اِضْلَالٌ سے مضارع با نونِ تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۵

اَضَلَّنِیْ ۔ اس نے مجھ کو بہکایا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ ۱۹

اَضَلُّوْا ۔ انھوں نے گمراہ کردیا۔ انھوں نے بہکایا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۶ ۱۲ ۲۹

اَضَلُّوْنَا ۔ انھوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے ۸ ۱۹

اَضَلَّہٗ اس کو بے راہ کردیا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اَضَلَّهُمْ ان کو بہکایا اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اُضْمُمْ تو ملالے (نَصَرَ) ضَمٌّ سے جس کے معنی ملانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اُضِیْعُ میں ضائع کرتا ہوں۔ میں ضائع کردوں گا۔ اِضَاعَۃٌ سے جس کے معنی ضائع کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

فصل الطاء المهملة

اَطَاعَ اس نے حکم مانا۔ اِطَاعَۃٌ سے جس کے معنی حکم ماننے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ فرمانبرداری خواہ زندہ کی ہو یا مردہ کی۔ عربی لغت میں دونوں اطاعت کے معنی میں داخل ہیں۔

اَطَاعُوْنَا انھوں نے ہماری اطاعت کی۔ انھوں نے ہمارا حکم مانا۔ اَطَاعُوْا اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔

اَطَاعُوْہُ انھوں نے اس کا کہا مانا۔ انھوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اَطْرَافَ حصے۔ طَرَفٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے کے حصہ اور اس کی جانب اور کنارے کے آتے ہیں۔

اَطْرَافِهَا اس کے کنارے۔ اَطْرَافٌ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔

اِطْرَحُوْہُ اس کو پھینک دو۔ (فَتَحَ) اِطْرَحُوْا۔ طَرْحٌ سے جس کے معنی پھینکنے اور دور ڈال دینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اِطْعَامُ کھانا دینا۔ کھانا کھلانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔

اَطَعْتُمْ تم نے حکم مانا۔ تم نے اطاعت کی اِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَطَعْتُمُوْهُمْ تم نے ان کا کہا مانا۔ تم نے ان کی اطاعت کی۔ اَطَعْتُمُوْا اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل صیغہ اَطَعْتُمْ ہی ہے اس میں و اشباع کا ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اَطْعِمُوْا تم کھلاؤ۔ اِطْعَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَطْعَمَہٗ اس کو کھلایا۔ اَطْعَمَ اِطْعَامٌ سے ماضی کا

صیغہ واحد مذکر غائب ہُ ضمیر واحد مذکر غائب

اَطْعَمَهُمْ۔ ان کو کھانا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اَطِعْنَ۔ تم اطاعت میں رہو۔ تم حکم مانو۔ اِطَاعَۃ سے۔ امر کا صیغہ جمع مونث حاضر

اَطَعْنَا ہم نے حکم مانا۔ ہم نے اطاعت کی۔ اِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

اَطَعْنَكُمْ ان عورتوں نے تمہارا کہا مانا۔ اَطَعْنَ اِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

اَطْغٰی۔ زیادہ شریر۔ بہت سرکش طُغْیَانٌ سے جس کے معنی نافرمانی میں حد سے زیادہ بڑھ جانے کے ہیں، افعل التفضیل کا صیغہ ہے

اَطْغَيْتُهٗ۔ میں نے اس کو شرارت میں ڈالا۔ اَطْغَيْتُ اِطْغَاءٌ سے جس کے معنی شرارت اور سرکشی میں ڈالنے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اَطْفَالُ۔ لڑکے۔ طِفْلٌ کی جمع۔ بچہ میں جب تک نعومت و تازگی موجود رہیگی وہ طفل ہی کہلائیگا

اَطْفَاَهَا۔ اس کو بجھا دیا۔ اَطْفَأَ اِطْفَاءٌ سے جس کے معنی بجھا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب

اِطَّلَعَ۔ اس نے جھانکا۔ وہ مطلع ہوا۔ اِطِّلَاعٌ سے جس کے معنی جھانکنے اور مطلع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَطَّلِعُ۔ میں جھانکوں۔ میں مطلع ہوں۔ اِطِّلَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اَطَّلَعْتَ۔ تو نے جھانکا۔ اِطِّلَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اِطْمَاَنَّ۔ وہ قائم ہو گیا، وہ مطمئن ہو گیا۔ اِطْمِینَانٌ سے جس کے معنی سکون حاصل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِطْمَاْنَنْتُمْ۔ تم مطمئن ہوئے۔ اِطْمِینَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اِطْمَاَنُّوْا وہ مطمئن ہو گئے۔ اِطْمِینَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اُطْمُسْ۔ تو مٹا دے۔ طَمْسٌ سے جس کے معنی محو کرنے اور مٹا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اَطْمَعُ۔ میں توقع رکھتا ہوں۔ طَمَعٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کی طرف جی چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اَطْوَارًا۔ طرح طرح۔ طَوْرٌ کی جمع جس کے معنی حد اور اندازہ کے آتے ہیں اَطْوَارٌ کے معنی طرح طرح کی شکل وصورت کے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی کہ انسان نے ماں کے پیٹ میں جو طرح طرح کے رنگ بدلے ہیں یعنی نطفہ، علقہ، مضغہ پھر جیتا جاگتا انسان اور پھر پیدائش سے لے کر موت تک آدمی جتنے ادوار اور اطوار سے گزرتا ہے۔

اَطْهَرُ۔ بہت پاکیزہ۔ زیادہ پاک۔ طَهَارَةٌ سے جس کے معنی پاک ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک طہارتِ جسم دوسرے طہارتِ نفس۔

اِطَّهَّرُوْا۔ خوب پاک ہو۔ تَطَهُّرٌ سے جس کے معنی خوب پاک ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِطَّهَّرُوْا اصل میں تَطَهَّرُوْا تھا۔ تا اور طا دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تا کا طا میں ادغام کر دیا گیا اور ابتدا میں ہمزہ وصل لائی گئی تو اِطَّهَّرُوْا بن گیا۔ تَطَهُّرٌ میں چونکہ طہارت میں تکلف یعنی اہتمام کے معنی ملحوظ ہیں۔ اس لئے سطحِ بدن کے جس حصہ تک پانی بغیر ضرر کے پہنچ سکتا ہو پہنچانا ضروری ہے یہانتک کہ اگر ناخن میں آٹا لگا رہ گیا اور خشکی باقی رہ گئی تو غسل نہیں ہوا۔ اسی بنا پر امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد، زفر، لیث بن سعد، سفیان ثوری غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو بھی فرض کہتے ہیں۔

اِطَّيَّرْنَا۔ ہم نے بدفالی لی۔ ہم نے منحوس سمجھا۔ اِطَّيُّرٌ۔ تَطَيُّرٌ سے جس کے معنی اصل میں تو پرندوں سے بدفالی لینے کے ہیں مگر پھر اس کا استعمال ہر بدفالی کے لئے ہونے لگا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نا ضمیر جمع متکلم اِطَّيَّرْنَا اصل میں تَطَيَّرْنَا تھا تاء کا طا میں ادغام کیا اور ہمزہ وصل شروع میں لائی گئی۔

اَطِيْعُوْا۔ تم اطاعت کرو تم حکم مانو۔ اِطَاعَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَطِيْعُوْنِ۔ میری اطاعت کرو میرا کہا مانو۔ اس میں ن وقایہ کا اور ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔

فصل الظاء المعجمة

اَظْفَرَكُمْ - اس نے تم کو کامیاب کیا۔ اَظْفَرَ۔ اِظْفَارٌ سے جس کے معنی کامیاب بنانے اور فیروزمند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۶ ع۱۱

اَظْلَمُ - زیادہ ظالم۔ ظُلْمٌ سے، جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ (مزید تفصیل کے لئے دیکھو ظُلْمٌ) پ۱ ع۱۴ و ۱۴ پ۷ ع۹ و ۱۰ پ۸ ع۴ و ۷ و ۱۱ پ۱۰ ع۷ پ۱۱ ع۱۲ و ۲۰ پ۱۲ ع۲ و ۱۰ پ۱۵ ع۱ پ۲۱ ع۷ پ۲۸ ع۹

اَظْلَمَ - اس نے اندھیرا کیا۔ وہ اندھیرے میں ہو گیا اِظْلَامٌ سے جس کے معنی اندھیرا کرنا اور اندھیرے میں پھنس جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱ ع۲

اَظُنُّ - میں خیال کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں (نَصَرَ) ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ظَنٌّ کے معنی اس اعتقاد راجح کے ہیں جس میں اس کے خلاف ظہور پذیر ہونے کا بھی احتمال موجود ہو یہ کبھی شک اور کبھی یقین کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ پ۱۵ ع۱۶ پ۲۴ ع۱

اَظُنُّكَ میں تجھ کو سمجھتا ہوں۔ میں تجھ کو خیال کرتا ہوں۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۱۵ ع۱۲

اَظُنُّهٗ - میں اس کو خیال کرتا ہوں۔ میں اس کو سمجھتا ہوں۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۵ ع۱۲ پ۲۴ ع۲

اَظْهَرَهٗ - اس کو ظاہر کر دیا۔ اَظْهَرَ اِظْهَارٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۸ ع۱۹

فصل العین المهملة

اَعَانَهٗ - اس کی مدد کی - اس کا ساتھ دیا - اَعَانَ اِعَانَةٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۸ ع۱۴

اَعْبُدُ - میں بندگی کروں۔ میں عبادت کرتا ہوں (نَصَرَ) عِبَادَةٌ اور عُبُوْدِيَةٌ سے جس کے معنی بندگی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ واضح رہے کہ عِبَادَةٌ میں عُبُوْدِيَةٌ سے زیادہ بلاغت ہے پ۷ ع۱۴ پ۱۱ ع۱۹ پ۱۳ ع۱۱ پ۲۰ ع۳ پ۲۳ ع۱۶ و ۱۸ پ۲۴ ع۱۲ پ۳۰ ع۲۲

اُعْبُدْ - تو بندگی کئے جا۔ عِبَادَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۷ ع۲ پ۱۴ ع۱۵ پ۲۴ ع۲

اُعْبُدُوْنِیْ - میری بندگی کر۔ اس میں ن وقایا اور

ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ [illegible]

اُعْبُدُوْا ۔ تم بندگی کرو۔ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اُعْبُدُوْنِ ۔ میری بندگی کرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ [illegible]

اُعْبُدُوْہُ ۔ تم اسی کی بندگی کرو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

اُعْبُدْہُ ۔ تو اسی کی عبادت کر۔ اُعْبُدْ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

اِعْتَبِرُوْا ۔ تم عبرت پکڑو۔ اِعْتِبَارٌ سے اَمر کا صیغہ جمع مذکر حاضر کسی حالت سے اس طرح عبرت پکڑنا کہ مشاہد چیز کی معرفت سے غیر مشاہد تک رسائی حاصل ہو جائے اعتبار کہلاتا ہے۔ چونکہ قیاس بھی اعتبار کی ایک صنف ہے اس لئے ظاہر آیت سے ضرورت کے وقت احکامِ حوادث میں قیاس کے استعمال کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ قیاس شرعی کی حجیت علماء نے اسی آیت سے استنباط کی ہے۔ [illegible]

اَعْتَدَتْ ۔ اس عورت نے تیار کی۔ اِعْتَادٌ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب [illegible]

اَعْتَدْنَا ۔ ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ اِعْتَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اِعْتَدَوْا ۔ انہوں نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اِعْتَدُوْا ۔ تم زیادتی کرو۔ اِعْتِدَاءٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِعْتَدٰی ۔ اس نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اِعْتَدَیْنَا ۔ ہم نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اِعْتَرَفْنَا ۔ ہم قائل ہو گئے۔ ہم نے اقرار کر لیا۔ اِعْتِرَافٌ سے جس کے معنی اقرار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم اصل میں اعترافِ گناہ کی معرفت کے اظہار کا نام ہے [illegible]

اِعْتَرَفُوْا ۔ انہوں نے اقرار کیا۔ وہ قائل ہو گئے

اِعْتِرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۱/۹

اِعْتَرٰىكَ ۔ تجھکو آسیب پہنچایا ہے۔ اِعْتِرَاءٌ سے۔ اِعْتِرَاءٌ سے جس کے معنی کسی شئے کی طرف قصد کرنے اور اس پر چھا جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۲/۵

اِعْتَزَلْتُمُوْهُمْ ۔ تم نے ان سے کنارہ کرلیا۔ اِعْتَزَلْتُمُوْا اِعْتِزَالٌ سے۔ جس کے معنی کنارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر واو اشباع کا ہے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۱۵/۱۵

اَعْتَزِلُكُمْ ۔ میں تم کو چھوڑتا ہوں۔ اَعْتَزِلُ اِعْتِزَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۱۶/۵

اِعْتَزِلُوْا ۔ تم الگ رہو۔ تم چھوڑ دو۔ اِعْتِزَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲/۱۲

اِعْتَزَلُوْكُمْ ۔ وہ تم سے الگ رہے۔ انھوں نے تم کو چھوڑ دیا۔ اِعْتَزَلُوْا اِعْتِزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۵/۹

اِعْتَزِلُوْنِ ۔ تم مجھ سے پرے ہو جاؤ۔ مجھکو چھوڑ دو اِعْتَزِلُوْا اِعْتِزَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن

وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم فرعون کو خطاب کرکے کہا تھا یعنی میں اپنی قوم کو لیجاؤں تم راہ نہ روکو۔ ۲۵/۱۴

اِعْتَزَلَهُمْ ۔ وہ ان سے جدا ہوا۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اِعْتَزَلَ اِعْتِزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۱۶/۶

اِعْتَصِمُوْا ۔ تم مضبوط پکڑو۔ اِعْتِصَامٌ سے جس کے معنی کسی شئے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۴/۲ ۱۱

اِعْتَصَمُوْا ۔ انھوں نے مضبوط پکڑا۔ اِعْتِصَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۵/۲ ۶/۱

اِعْتِلُوْهُ ۔ اس کو دھکیل کر لیجاؤ (ضَرَبَ۔ نَصَرَ) اِعْتِلُوْا عَتْلٌ سے جس کے معنی چار طرف سے پکڑ کر زبردستی کھینچنے اور دھکیلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۵/۲

اِعْتَمَرَ ۔ اس نے عمرہ کیا۔ اِعْتِمَارٌ سے۔ جس کے معنی عمرہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (عمرہ کے لئے دیکھو عُمْرَةٌ) ۲/۳

اَعْثَرْنَا ۔ ہم نے تبلا دیا۔ ہم نے مطلع کر دیا۔ اِعْثَارٌ

جس کے معنی بلا طلب مطلع کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵

أَعْجَازُ۔ جڑیں۔ تنے۔ عَجُزٌ کی جمع جس کے معنی جسم کے پچھلے حصے کے آتے ہیں اور درختوں کا چونکہ پچھلا حصہ جڑ ہی ہے اس اعتبار سے أَعْجَازُ نَخْلٍ کے معنی درختوں کی جڑوں کے ہیں۔ پ ۲۷ پ ۲۹

أَعْجَبَ۔ اس کو خوش لگا۔ اس کو بھایا۔ إِعْجَابٌ سے جس کے اصلی معنی اچنبھے میں ڈالنے کے ہیں اور مجازاً بھانے اور خوش لگنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۹

أَعْجَبَتْكُمْ۔ وہ تم کو بھائی وہ تم کو بھلی لگی۔ أَعْجَبَتْ إِعْجَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۰

أَعْجَبَكَ وہ تجھ کو بھایا تجھے بھلا معلوم ہوا۔ أَعْجَبَ صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۲ پ ۲۲

أَعْجَبَكُمْ۔ وہ تم کو بھایا۔ وہ تم کو بھلا لگا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۱۰

أَعْجَلَكَ۔ اس نے تجھ سے جلدی کرائی أَعْجَلَ إِعْجَالٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶

أَعْجَمِيٌّ۔ عجمی۔ اوپری زبان والا۔ أَعْجَمُ اس کو کہتے ہیں جس کی زبان میں عجمیت اور اوپرا پن ہو ی اس میں نسبت کی ہے پ ۱۴ پ ۲۴ أَعْجَمِيًّا پ ۲۴

أَعْجَمِينَ۔ اوپری زبان والے عجمی لوگ۔ أَعْجَمُ کی جمع پ ۱۹

أَعَدَّ۔ اس نے تیار کیا۔ إِعْدَادٌ سے، جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب إِعْدَادٌ عَدٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں اس اعتبار سے إِعْدَادٌ کے معنی کسی چیز کے اس طرح تیار کرنے کے ہوئے کہ وہ شمار کی جاسکے۔ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۲ پ [illegible] پ [illegible] پ ۹ پ ۲۸ پ ۲۹

أَعْدَاءٌ۔ دشمن، عَدُوٌّ کی جمع جس کے معنی دشمن کے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھو عَدُوٌّ) پ ۴ پ ۹ پ ۲۳ پ [illegible] پ ۲۸

أَعْدَائِكُمْ۔ تمہارے دشمن، أَعْدَاءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۸

أُعِدَّتْ۔ وہ تیار کی گئی۔ إِعْدَادٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد مونث غائب ہے۔ پ ۱۱ ش

اَعْدِلَ۔ میں انصاف کروں (ضَرَبَ) عَدْلٌ سے جس کے معنی انصاف کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ عدل کا مطلب ہے کسی شخص کے ساتھ بدون افراط و تفریط کے وہ معاملہ کرنا جس کا وہ مستحق ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک مطلق عدل کہ جس میں حسن و خوبی کا پایا جانا عقل صحیح کا اقتضاء ہے۔ جیسے محسن کے ساتھ احسان سے پیش آنا اور جو اذیت نہ دے اس کو ستانے سے باز رہنا۔ یہ عدل ہر عہد اور ہر زمانے میں واجب التعمیل ہے اور کسی وقت اس کا چھوڑنا روا نہیں۔ عدل کی دوسری قسم عدلِ شرعی ہے جس کا ترک بھی بعض اوقات روا ہو جاتا ہے جیسے قصاص اور دیات کہ اگر صاحب حق معاف کردے تو ان کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ پ ۸

اِعْدِلُوْا۔ تم انصاف کرو، عَدْلٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۶

اَعِدُّوْا۔ تم تیار کر رکھو۔ اِعْدَادٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۱۰ ع ۴

اُعَذِّبَنَّہٗ۔ میں اس کو ضرور سزا دوں گا۔ اُعَذِّبَنَّ تَعْذِیْبٌ سے جس کے معنی عذاب دینے اور سزا دینے کے ہیں۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۹

اُعَذِّبُہٗ۔ میں اس کو عذاب دوں گا۔ اُعَذِّبُ تَعْذِیْبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۷

اُعَذِّبُھُمْ۔ میں ان کو عذاب دوں گا اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۳

اَعْرَاب۔ گنوار۔ بدو۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہے اور اعراب دراصل اسی کی جمع ہے جو صحرا نشینوں کا علم قرار پا گیا ہے۔ لیکن مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ اعراب بادیہ نشین عربوں کو کہتے ہیں اس کا واحد نہیں ہے جمع اعاریب آتی ہے۔ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورہ براۃ میں رقمطراز ہیں کہ اعراب وہ ہیں جو صحراؤں میں سکونت گزیں ہوں۔ اس کے برخلاف لفظ "عرب" کے مفہوم میں وسعت ہے کیونکہ اس کا استعمال ان تمام انسانوں کے لئے عام ہے جو ریگستان عرب کے باشندے ہوں

خواہ وہ صحراؤں میں بستے ہوں یا آبادیوں میں رہتے ہوں۔ اہل لغت کا بیان یہی ہے اور اسی بنا پر سیبویہ نے کہا ہے کہ اعراب صیغۂ جمع تو ہے مگر لفظ "عرب" کی جمع کا صیغہ نہیں ہے۔ نیسابوری کا بیان ہے کہ اہل لغت رجل عربی اسی شخص کو کہتے ہیں جس کا نسب عرب کی طرف ثابت ہوتا ہے اور جس طرح مجوس مجوسی کی اور یہود یہودی کی جمع ہے اسی طرح عرب عربی کی جمع ہے۔ جب کسی اعرابی کو یا عربی کہا جاتا ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔ لیکن اگر کسی عربی سے یا اعرابی کہہ دیا جائے تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ جو عرب کے شہروں میں متوطن ہو وہ عربی ہے اور جو بادیہ نشین ہو وہ اعرابی۔ مہاجرین و انصار چونکہ سب کے سب عرب ہیں اس لئے ان کو اعراب کہنا جائز نہیں۔[1]

اِعْرَاضًا۔ روگردانی کرنا، رخ پھیر لینا۔ بروزن اِفْعَال مصدر ہے

اِعْرَاضُهُمْ۔ ان کا منہ پھیر لینا۔ اِعْرَاضُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے

اَعْرَافٌ۔ اعراف عُرْفٌ کی جمع ہے جس کے معنی مکان مرتفع یعنی اونچی جگہ کے ہیں۔ یہاں اس دیوار کے بالائی حصے مراد ہیں جو قیامت میں جنت و دوزخ کے درمیان حائل ہوگی۔ سعید بن منصور اور ابن المنذر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور فریابی عبد بن حمید ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کیا ہے۔[2] اور یہی اکثر مفسرین سلف کا قول ہے (ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ)

اَعْرَجُ۔ لنگڑا۔ عَرَجٌ سے جس کے معنی لنگڑا کر چلنے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ہے

اَعْرِضْ۔ تو منہ پھیر لے۔ تو کنارہ کر۔ اِعْرَاضٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے

اَعْرَضَ۔ اس نے منہ پھیر لیا۔ اس نے کنارہ کیا۔ اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

اَعْرَضْتُمْ۔ تم نے کنارہ کر لیا۔ تم نے رخ پھیر لیا۔

۱؎ فتح القدیر ج ۲ ص ۲۰۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ　۲؎ ایضاً ج ۲ ص ۱۹۹۔

اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَعْرِضُوْا ۔ تم درگزر کرو ۔ تم کنارہ کرلو۔ اِعْرَاض سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَعْرَضُوْا ۔ انھوں نے کنارہ کرلیا۔ انھوں نے منہ پھیرلیا۔ اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اَعَزُّ ۔ زیادہ زور والا۔ زیادہ عزت والا۔ عِزٌّ سے جس کے معنی عزت کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ

اَعِزَّةٌ ۔ زبردست۔ عزت والے۔ عَزِیْزٌ کی جمع جس کے معنی زبردست اور باعزت کے ہیں

اِعْصَارٌ ۔ بگولا۔ اَعَاصِرُ اور اَعَاصِیْرُ جمع

اَعْصِرُ ۔ میں نچوڑتا ہوں (ضَرَبَ) عَصْرٌ سے جس کے معنی نچوڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اَعْصِیْ ۔ میں نافرمانی کروں گا (ضَرَبَ) مَعْصِیَۃٌ سے جس کے معنی نافرمانی کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اُعْطُوْا ۔ ان کو دیا گیا۔ ان کو ملا۔ اِعْطَاءٌ سے جس کے معنی عطا کرنے اور دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب

اَعْطٰی ۔ اس نے دیا۔ اِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَعْطَیْنٰكَ ۔ ہم نے تجھ کو دیا۔ اَعْطَیْنَا اِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر

اَعِظُكَ ۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں (ضَرَبَ) اَعِظُ وَعْظٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر

اَعِظُکُمْ ۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

اَعْظَمُ ۔ بہت بڑا۔ عَظَامَۃٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ

اُعْفُ ۔ تو درگزر کر۔ معاف کر (نَصَرَ) عَفْوٌ سے جس کے معنی معاف کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اُعْفُوْا ۔ تم معاف کرو عَفْوٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَعْقَابِکُمْ ۔ تمہاری ایڑیاں۔ اَعْقَابٌ عَقِبٌ کی

جمع جس کے معنی ایڑی کے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔
اَعْقَابِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ
پ۴ ۶ پ۷ ۹

اَعْقَابِنَا۔ ہماری ایڑیاں۔ اَعْقَابِ مضاف نَا
ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۷ ۱۵

اَعْقَبَهُمْ۔ ان میں اثر رکھدیا۔ ان کو وارث بنادیا
اَعْقَبَ اِعْقَابٌ سے جس کے معنی اثر چھوڑنے اور
وارث بنانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۰ ۱۶

اَعْلَام۔ پہاڑ۔ عَلَمٌ کی جمع۔ عَلَمٌ اصل میں تو
اس علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی شے
کا علم ہوسکے جیسے نشانِ راہ کے پتھر اور فوج کا عَلَم،
اسی اعتبار سے پہاڑوں کا بھی نام عَلَم ہوگیا پ۲۵ ۴ پ۲۷ ۱۱

اَعْلَمُ۔ میں جانتا ہوں۔ مجھکو معلوم ہے۔ (سَمِعَ)
عِلْمٌ سے جس کے معنی کسی شے کو اس کی حقیقت
کے ساتھ جاننے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم
علم کی دو قسمیں ہیں ایک کسی شے کی ذات کا ادراک
دوسرے کسی شے میں ایسی شے کے پائے جانے کا حکم
لگانا جو اس میں موجود ہے یا کسی شے کے متعلق اس
شے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں۔ پہلی صورت میں وہ
متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے آیہ شریفہ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ
اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (تم ان کو نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا
ہے) اور دوسری صورت میں متعدی بدو مفعول،
جیسے آیہ شریفہ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ (پھر اگر
جانو کہ وہ ایمان پر ہیں) پ۱ ۴ پ۳ ۲ پ۷ ۲و۱۱ پ۸ ۱۵ پ۹ ۱۱
پ۲۸ ۳ پ۲۸ ۴و۵

اَعْلَمُ۔ خوب جاننے والا۔ عِلْمٌ سے افعل التفضیل
کا صیغہ پ۱ ۱۶ پ۳ ۱۲ پ۴ ۸ پ۵ ۲و۳ پ۷ ۱۴ پ۷ ۱۲و۱۳ پ۸ ۱و۲ پ۹ ۹
پ۱۱ ۳ پ۱۱ ۲۰و۲۲ پ۱۵ ۳و۵و۶و۹و۱۰و۱۶ پ۱۲ ۸و۱۳ پ۱۴ ۱۶ پ۱۸ ۹
پ۱ ۱۴ پ۲۰ ۹و۱۲و۱۳و۱۶ پ۲۲ ۲ پ۲۶ ۱و۱۶ پ۲۷ ۹ پ۲۸ ۷و۸
پ۲۹ ۴ پ۳۰ ۹

اِعْلَمْ۔ تو جان لے۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر پ۱ ۱۱ پ۳ ۸ پ۲۶ ۶

اِعْلَمُوْا۔ تم جان لو۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر
حاضر پ۲ ۸و۹و۱۲و۱۴و۱۶و۱۹ پ۳ ۵ پ۴ ۴ پ۷ ۲و۳
پ۹ ۱۶و۱۹ پ۱۰ ۱و۵و۱۱ پ۱۱ ۵ پ۱۲ ۲ پ۲۶ ۱۳ پ۲۷ ۱۸و۱۹

اَعْلَنْتُ۔ میں نے کھلم کھلا کہا۔ میں نے اعلان کیا
اِعْلَانٌ سے جس کے معنی کھول کر کہنے اور اعلان

کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ

اَعْلَنْتُمْ ۔ تم نے ظاہر کیا۔ تم نے اعلان کیا۔ اِعْلَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ

اَعْلَوْنَ ۔ غالب۔ بلند مرتبہ۔ اَعْلٰی کی جمع اَعْلَوْنَ اصل میں اَعْلَیُوْنَ تھا ی متحرک ماقبل مفتوح لہذا ی کو الف سے بدلا گیا اب دو ساکن جمع ہوئے اَ اور وَ لہذا اَ کو حذف کیا گیا اور فتحہ کو باقی رکھا گیا تاکہ وہ حذفِ الف پر دلالت کرے۔ پ

اَعْلٰی ۔ سب سے اوپر، غالب، سب سے برتر۔ عُلُوٌّ سے جس کے معنی بلند و برتر ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ

اَعْمَالٌ ۔ کام۔ عَمَلٌ کی جمع۔ عمل ہر اس فعل کو کہتے ہیں جو کسی حیوان سے بالقصد صادر ہو اچھے اور برے دونوں طرح کے کاموں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ عمل فعل سے اخص ہے۔ فعل کے مفہوم میں قصد و ارادہ داخل نہیں۔ اس لئے فعل کا استعمال ان حیوانات کے لئے بھی ہوتا ہے جن سے بلا قصد و ارادہ کوئی فعل سرزد ہو اسی طرح جمادات کے متعلق بھی فعل کا لفظ بولتے ہیں۔ پ **اَعْمَالًا** پ

اَعْمَالُكُمْ ۔ تمہارے اعمال۔ تمہارے کام۔ اَعْمَالُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ

اَعْمَالُنَا ۔ ہمارے اعمال۔ ہمارے کام۔ اَعْمَالُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ

اَعْمَالُهُمْ ۔ ان کے اعمال، ان کے کام۔ اَعْمَالُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ

اَعْمَامِكُمْ ۔ تمہارے چچا۔ تمہارے تایا۔ اَعْمَامٌ عَمٌّ کی جمع جس کے معنی باپ کے بھائی کے ہیں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ

اَعْمَلُ ۔ میں عمل کروں۔ میں عمل کرتا ہوں یا کروں گا۔ عَمَلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ

اِعْمَلْ ۔ تو بنا، تو کام کر، تو عمل کر۔ عَمَلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ

اِعْمَلُوْا ۔ تم عمل کرو۔ تم کام کرو۔ عَمَلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ

اَعْمٰی - اندھا۔ عَمًی سے جس کے معنی بینائی کے مفقود ہو جانے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ۔ بینائی دل کی جاتی رہے یا آنکھوں کی، دونوں کے لئے عَمًی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں نابینائی کی مذمت کی گئی ہے وہاں چشم بصیرت ہی کے جاتے رہنے کے معنی ہیں۔ آیتِ شریف لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ (اندھے پر کچھ تکلیف نہیں) اور عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى (تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ اس کے پاس ایک اندھا آیا) میں اَعْمٰى سے چشم ظاہر کا نابینا مراد ہے دوسرے مواقع پر حسب مقتضائے کلام دونوں معنی لئے جا سکتے ہیں۔ ب ۱۱/۱۸ ب ۱۶/۱۶ ب ۸/۱۵ ب ۳/۱۳ ب ۱۱/۴ ب ۱۱/۸ ب ۱۸/۱۷ ب ۱۱/۱۲ ب ۱۱/۲۰ ب ۱۰/۲۱ ب ۵/۳۰

اَعْمٰی - اس نے اندھا کر دیا۔ اِعْمَآءٌ سے جس کے معنی نابینا کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں چشم بصیرت کا کھو دینا مراد ہے ۶/۲۶

اَعْنَابٌ - انگور۔ عِنَبٌ کی جمع جس کے معنی انگور کے ہیں ب ۱۸/۳ ب ۱۸/۲ ب ۱۸/۱۳ ب ۱۰/۱۵ ب ۱۵/۵ ب ۱۸/۷ ب ۲۲/۳۰

اَعْنَابًا ب ۳/۳۰

اَعْنَاقٌ - گردنیں۔ عُنُقٌ کی جمع جس کے معنی گردن کے ہیں ب ۹/۱۳ ب ۱۲/۱۲ ب ۱۱/۱۹

اَعْنَاقِهِمْ - ان کی گردنیں۔ اَعْنَاقِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ب ۴/۹ ب ۱۳/۵ ب ۱۱/۲۲ ب ۱۱/۲۲

اَعْنَتَكُمْ - اس نے تم پر مشقت ڈال دی۔ اَعْنَتَ اِعْنَاتٌ سے جس کے معنی مشقت میں ڈالنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ب ۱۱/۲

اَعُوْذُ - میں پناہ چاہتا ہوں (نَصَرَ) عَوْذٌ سے جس کے معنی دوسرے سے التجا کرنے، اس سے متعلق ہونے اور پناہ مانگنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ب ۱/۸ ب ۱۲/۱۴ ب ۱۳/۱۵ ب ۱۲/۱۶ ب ۳/۲۹ ب ۳/۳۰

اَعْهَدْ - میں نے عہد لیا۔ عَهْدٌ سے جس کے معنی پیہم ایک حال کے بعد دوسرے حال میں کسی چیز کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کے ہیں اور اسی بنا پر اس وعدہ کو جس کی پابندی ضروری ہو عہد کہا جاتا ہے مضارع کا صیغہ واحد متکلم قرآن مجید میں یہ لفظ یوں مذکور ہے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ (کیا میں نے کہہ نہ رکھا تھا تم کو، کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا) قاعدہ یہ ہے کہ لَمْ

جب مضارع پر آتا ہے تو اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اس لئے لَمْ اَعْهَدْ کے معنی ہوئے میں نے عہد نہ لیا۔

اَعِيْبَهَا۔ میں اس میں عیب ڈال دوں۔ (ضرب) اَعِيْبُ عَيْبٌ سے جس کے معنی عیب دار کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب

اُعِيْدُوْا۔ وہ لوٹا دیئے گئے۔ اِعَادَۃٌ سے جس کے معنی کسی شے سے واپس ہونے کے بعد اسی کی طرف لوٹا دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب

اُعِيْذُهَا۔ میں اس کو پناہ میں دیتی ہوں۔ اُعِيْذُ اِعَاذَۃٌ سے جس کے معنی پناہ میں دینے کے ہیں، واحد متکلم کا صیغہ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب

اَعْيُنٌ۔ آنکھیں۔ عَيْنٌ کی جمع جس کے معنی آنکھ کے آتے ہیں

اَعْيُنُكُمْ۔ تمہاری آنکھیں اَعْيُنٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اَعْيُنَنَا۔ ہماری آنکھیں۔ اَعْيُنٌ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

اَعِيْنُوْنِيْ۔ تم میری مدد کرو۔ اَعِيْنُوْا اِعَانَۃٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم

اَعْيُنُهُمْ۔ ان کی آنکھیں، اَعْيُنٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اَعْيُنُهُنَّ۔ ان (عورتوں) کی آنکھیں۔ اَعْيُنٌ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

فصل الغین المعجمه

اِغْتَرَفَ۔ اس نے ایک چلو بھر لیا اِغْتِرَافٌ سے جس کے معنی چلو بھرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اُغْدُوْا۔ تم سویرے چلو (نصر) غُدُوٌّ سے جس کے معنی صبح سویرے چلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَغْرَقْنَا۔ ہم نے ڈبا دیا۔ ہم نے غرق کر دیا اِغْرَاقٌ سے جس کے معنی ڈبا دینے اور غرق کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم

پ پ

أَغْرَقْنٰهُ ہم نے اس کو ڈبا دیا۔ ہم نے اس کو غرق کر دیا
اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ

أَغْرَقْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ ہم نے ان کو
ڈبا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ
پ پ پ

أُغْرِقُوْا۔ وہ ڈبوئے گئے۔ وہ غرق کئے گئے۔ اِغْرَاقٌ
سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ

أَغْرَيْنَا۔ ہم نے لگا دی ہم نے ڈال دی اِغْرَاءٌ
سے جس کے معنی لگانے ڈالنے اور رغبت دلانے
کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ

اِغْسِلُوْا۔ تم دھولو (ضَرَبَ) غَسْلٌ سے جس کے
معنی دھونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

أُغْشِيَتْ۔ وہ ڈھانک دی گئی۔ اِغْشَاءٌ سے
جس کے معنی ڈھانک دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مونث غائب پ

أَغْشَيْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو اوپر سے ڈھانک دیا۔
أَغْشَيْنَا اِغْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ھُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب پ

اُغْضُضْ۔ تو نیچی کر۔ تو جھکا۔ (نَصَرَ) غَضٌّ سے
جس کے معنی جھکانے اور نیچا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر پ

أَغْطَشَ۔ اس نے تاریک کر دیا۔ اِغْطَاشٌ سے
جس کے معنی تاریک ہونے اور تاریک کر دینے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اِغْفِرْ۔ تو بخش دے۔ تو معاف کر دے۔ (ضَرَبَ)
غَفْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں غفر
ایسے لباس پہنا دینے کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی گندگی اور
میل سے محفوظ رکھ سکے۔ مغفرتِ الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ
اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ اسی اعتبار سے
غفر کا استعمال معاف کرنے اور بخش دینے کے معنی میں
ہوتا ہے۔ پ پ پ پ پ پ پ پ
پ پ پ پ

أَغْفَلْنَا۔ ہم نے غافل کر دیا۔ اِغْفَالٌ سے جس کے
معنی غافل کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ۔ جمع متکلم۔
(دیکھو غَفْلَةٌ) پ

أَغْلَالٌ۔ قیدیں۔ طوق۔ ہتھکڑیاں۔ غُلٌّ کی جمع۔
غُلٌّ اس شے کے ساتھ مخصوص ہے جس سے قید کیا

جائے اور اس میں اعضاء باندھ دیے جائیں پ۹ ع۱۰

پ۱۰ ع۱۴ اَغْلَالًا پ۲۲ ع۱ پ۲۹ ع۱۹

اَغْلِبَنَّ۔ میں ضرور غالب ہوں گا۔ (ضَرَبَ) غَلَبَۃٌ سے جس کے معنی غالب ہونے کے ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ۲۸ ع۲

اُغْلُظْ۔ تو کڑا رہ۔ سختی کر (نَصَرَ کَرُمَ) غِلْظَۃٌ سے جس کے معنی سختی برتنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۰ ع۱۶ پ۲۸ ع۲۰

اَغْنَتْ۔ اس نے بے پرواہ کر دیا۔ وہ کام آیا۔ اِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پرواہ بنا دینا اور دوسرے کے کام آنے اور اس کے لئے کافی ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۲ ع۹

اَغْنٰی۔ وہ کام آیا۔ اس نے غنی بنا دیا۔ اس نے دولت دی۔ اِغْنَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (دیکھو غَنِیٌّ) پ۸ ع۶ پ۱۲ ع۹ پ۱۳ ع۱ پ۱۴ ع۱۰ پ۲۰ ع۹ پ۲۱ ع۲ پ۲۴ ع۸ پ۲۵ ع۹ پ۲۷ ع۸

اُغْنِیْ۔ میں کام آسکتا ہوں یا آسکوں گا۔ اِغْنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳ ع۲

اَغْنِیَاءَ۔ مالدار، دولتمند لوگ۔ غَنِیٌّ کی جمع جس کے معنی مالدار کے ہیں اور جو غِنَاءٌ کا صفت مشبہ ہے (دیکھو غَنِیٌّ) پ۳ ع۱۷ پ۴ ع۹ پ۱۰ ع۱۸ پ۲۸ ع۴

اَغْنٰهُمُ۔ ان کو دولتمند کر دیا۔ اَغْنٰی صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۰ ع۱۸

اَغْوَیْتَنِیْ۔ تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ تو نے مجھے راہ سے کھو دیا۔ اَغْوَیْتَ اِغْوَاءٌ سے جس کے معنی بے راہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ جب اغواء کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک گمراہی پر سزا دینا دوسرے اضلال یعنی بے راہ کرنا اس کے متعلق ہم اَضَلَّ میں بحث کر چکے ہیں۔ پ۸ ع۲

اَغْوَیْنَا۔ ہم نے بہکایا۔ اِغْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۰

اَغْوَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو گمراہ کیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۲۳

اَغْوَیْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بہکایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۰

اُغْوِیَنَّهُمْ۔ میں ان کو ضرور گمراہ کر دوں گا۔ اُغْوِیَنَّ اِغْوَاءٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۴ ع۳ پ۲۳ ع۱۴

فصل الفاء

اُفٌّ۔ ہوں۔ اصل میں اف ہر قسم کے میل کچیل۔ (جیسے ناخن کا تراشہ وغیرہ) کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے کسی چیز کے متعلق گندگی اور نفرت کے اظہار کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ شیخ المشائخ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورۂ اسرا میں رقمطراز ہیں۔

اصمعی کا بیان ہے کہ اف کان کا میل ہے اور تف ناخن کا۔ کسی چیز سے گھن ظاہر کرتے وقت اف کہا جاتا ہے چنانچہ اس معنی میں یہ اس کثرت سے بولا گیا کہ ہر اذیت رساں چیز کے بارے میں اہل عرب اس کا استعمال کرنے لگے ثعلب ابن الاعرابی سے راوی ہیں کہ اَلْاُفُّ (جو اُفٌّ کی اصل ہے) کے معنی جی میں گھٹنے اور تنگدلی ہونے کے ہیں۔ قتیبی کا بیان ہے کہ اس کی اصل یہ ہے کہ جب کسی شخص پر خاک وغیرہ آپڑتی ہے تو وہ اس کو پھونک مار کر صاف کرنے لگتا ہے۔ اس پھونک مارنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہی اف ہے پھر لوگوں نے اس کے معنی میں وسعت پیدا کی اور ہر قسم کی تکلیف کے پہنچنے پر اس کو بولنے لگے۔ زجاج نے اس کے معنی بدبو کے بتلائے ہیں۔ ابو عمرو بن العلاء کا قول ہے کہ اف ناخن کا میل ہے اور تف اس کا تراشہ بہر حال یہ یا تو اسم فعل ہے یا اسم صوت جو تنگدلی اور گرانی کو بتلاتا ہے۔ [1]

اولاد کو والدین کے متعلق ایسے کلمے کے اظہار سے بھی منع کر دیا کہ جس سے ماں باپ کے متعلق ذرا سی تنگدلی اور گرانی کا بھی اظہار ہو سکے۔ ۳۸؍۲۳؍۱۷

اَفَاءَ۔ اس نے لوٹایا۔ اس نے ہاتھ لگوا دیا۔ اس نے فَیٔ میں عطا فرمایا۔ اِفَاءَۃٌ سے جس کے معنی لوٹانے اور فَیٔ میں دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب فَیٔ کے معنی اصل میں کسی اچھی حالت کی طرف لوٹنے کے ہیں۔ اسی اعتبار سے لوٹنے والے سایہ کو بھی فَیٔ کہتے ہیں اور جو مال غنیمت بلا مشقت حاصل ہو وہ بھی فَیٔ کہلاتا ہے۔ علامہ ناصر بن عبد السید المطرزی المغرب میں رقمطراز ہیں۔

غنیمت وہ ہے جو بحالت جنگ کفار سے بزور شمشیر حاصل کی جائے۔ اس کا پانچواں حصہ نکال کر بقیہ چار حصے

[1] فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۰ و ۲۱۱ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

قاسمین یعنی مجاہدین کا حق ہے۔ فئی وہ ہے جو کفار سے بعد جنگ کے حاصل ہو جیسے خراج یہ عام مسلمانوں کا حق ہے۔[1]

اَفَاءَ کا لفظ قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے اوّل سورۂ احزاب میں یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ (اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی بیبیاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فئی میں دلوادی ہیں) فئی کے سلسلہ میں جو بیبیاں آپ کی ملک میں آئیں وہ چار تھیں حضرت صفیہ، حضرت جویریہ، حضرت ریحانہ، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہن اجمعین اول الذکر دو بیبیوں کو آپ نے آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا اور دوسری دو سے آپ نے تسری کی تھی۔[2]

دوسرے سورۂ حشر میں ارشاد ہوتا ہے وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ (اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوا دیا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے) یہاں مَآ اَفَآءَ سے بنو نضیر کا مال و اسباب مراد ہے یہ پہلا مال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فئی میں دلوایا۔ یہ مال خالص آپ کی ملکیت تھا اور فئی میں اس طرح کی ملکیت آپ ہی کی خصوصیت تھی۔ آپ نے اموالِ بنی نضیر کا اکثر حصہ مہاجرین کو تقسیم فرمایا اور انصار میں سے صرف تین حضرات کو دیا اور بقیہ میں سے اپنے اہل و عیال کو سال بھر کا خرچ دیکر جو بچتا وہ جہاد کی تیاری ہتیار اور سواری کی خریداری میں صرف فرما دیتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا جو مال مسلمانوں کو بغیر لشکر کشی کے بطور صلح حاصل ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائیگا اور خراج و جزیہ کے مصارف میں اس کو بھی صرف کیا جائے گا کیونکہ ایسے مال کا حکم بنو نضیر کے مال کا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھا اور آپ کے بعد

---

[1] الدر المختار ج ۳ ص ۳۱۵ بحاشیہ شامی۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۹۹ برحاشیہ فتح البیان۔

بیت المال کی ملکیت ہوگا۔

تیسرے سورۂ حشر میں اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں مذکور ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی الخ (جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں سے دلوادے) یہاں مَآ اَفَآءَ سے قریظہ۔ فدک اور خیبر کی زمینیں مراد ہیں۔ پہلی آیت میں اس فئ کا حکم تھا جو بغیر لشکر کشی کے ہاتھ لگے اور اس آیت میں اس فئ کا حکم ہے جو لشکر کشی کے ذریعہ حاصل ہو۔ اس کے مصارف خود قرآن مجید میں مذکور ہیں ۲۸ ۲ ۲

اَفَاضَ۔ وہ پھیلا۔ وہ متفرق ہوا۔ اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے بھی آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں تو فَیْضٌ کے معنی پانی کے اوپر سے گر کر بہنے کے ہیں پھر بہنے کے مفہوم کا لحاظ کرتے ہوئے بطورِ استعارہ اس کا استعمال پھیلنے کے معنی میں ہونے لگا اور اسی اعتبار سے افاضہ کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے ہوئے۔ ۲

اٰفَاقِ۔ دنیا۔ اطراف۔ اُفُقٌ اور اُفْقٌ کی جمع۔ (ملاحظہ ہو اُفُقٌ) ۲۵

اَفَاقَ۔ وہ ہوش میں آیا۔ اِفَاقَۃٌ سے جس کے معنی غشی یا نشہ کی مستی یا جنون سے ہوش میں آنے یا مرض کے بعد قوت پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۹

اَفَّاکٌ۔ جھوٹا۔ اِفْکٌ سے۔ مبالغہ کا صیغہ ہے بروزن فَعَّالٌ (ملاحظہ ہو اِفْکٌ) ۱۹ ۲۵ ۲۶

اِفْتَحْ۔ تو فیصلہ کردے۔ اس باب کی ماضی اور مضارع دونوں پر فتحہ ہوتا ہے فَتْحٌ سے جس کے معنی کشودگی کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ علامہ ابوحیان البحر المحیط تفسیر سورۂ بقرہ میں لکھتے ہیں۔

"یمنی زبان میں فتح کے معنی قضا یعنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ ارشاد ہے وَھُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ (وہی ہے قصہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا) اذکار یعنی یاد دہانی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے فَتَحَ عَلَی الْاِمَامِ (اس نے امام کو یاد دلایا) ظفر و نصرت کے معنی بھی دیتا ہے جیسے فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ (پس تمہارے پاس فتح آچکی) بقولِ کلبی قصص یعنی بیان کرنے اور بقول کسائی تبیّن یعنی ظاہر کرنا اور بقول اخفش مَنّ یعنی بمعنی احسان بھی آتا ہے۔ اصل میں فتح کے معنی خرق یعنی کھولنے کے ہیں جو سد کی ضد ہے جس کے معنی بند کرنے کے آتے ہیں۔"

(البحر المحیط ج ۱، ص ۲۹۹ طبع مطبع سعادت ۱۳۲۸ھ)

راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

"فتح کے معنی انغلاق واشکال کے ازالے کے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو نظر آسکے جیسے فتح باب وغیرہ یعنی دروازے وغیرہ کا کھولنا اور جیسے قفل یا کسی بند چیز یا سازوسامان کا فتح (کھولنا) مثلاً ارشاد ہے وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ (اور جب انھوں نے اپنا اسباب کھولا) وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ (اور اگر ہم ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں) دوسرے وہ جو بنگاہ بصیرت معلوم کیا جاسکے جیسے فتحِ ہم یعنی غم کا ازالہ یہ بھی کئی طرح ہے امور دنیویہ میں ہو مثلاً غم کو دور کردیا جائے اور فقیری کو مال عطا کرکے زائل کردیا جائے جیسے فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ (جب بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے) یعنی ہم نے ان پر وسعت کردی اور آیت وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگار رہتے تو ہم ان پر آسمان وزمین سے نعمتیں کھول دیتے) یعنی ان پر برکتیں آنی شروع ہوجاتیں۔

تیسرے علوم مغلقہ کا حل جیسے عرب کا قول ہے فتح فلان (العلم بابًا مغلقًا) (اس نے علم کا مغلق باب کھولا)"[1]

پ ۲ ۱۹/۱۰

اِفْتَدَتْ۔ اس (عورت) نے اپنے چھڑانے کا فدیہ (بدلہ) دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے جس کے معنی اپنے نفس کی طرف سے فدیہ یعنی بدلہ دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲ ۱۱ پ ۴ ۱۲

اِفْتَدَوْا۔ انھوں نے اپنے چھڑانے کا فدیہ دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶ ۱۰ پ ۱۳ ۹

اِفْتَدَىٰ۔ اس نے اپنے چھڑانے کا بدلہ دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۳ ۱۶

اِفْتِرَاءٌ۔ بہتان باندھنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے۔ پ ۸ ۴

اِفْتَرَىٰ۔ اس نے جھوٹ باندھا۔ اس نے بہتان تراشا۔ اِفْتِرَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

پ ۷ ۱ پ ۵ ۴ پ ۷ ۹ و ۱۶ پ ۸ ۴ و ۱۵ پ ۱۱ ۷ پ ۱۲ ۴ پ ۱۵ ۱۴ پ ۱۲ ۱۴ پ ۱۸ ۲

پ ۲۱ ۲ پ ۲۲ ۵ پ ۲۵ ۴ پ ۲۸ ۲

اِفْتَرَيْتُهٗ۔ میں نے اس کا افترا کیا۔ میں نے اس کو گھڑا

---

[1] مفردات راغب طبع خیریہ مصر ج ۲ ص ۱۹۹ و ۲۰۰ بر حاشیہ نہایہ۔

اِفْتَرَیْتُ اِفْتِرَآءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اِفْتَرَیْنَا ۔ ہم نے بہتان باندھا۔ اِفْتِرَآءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

اِفْتَرٰىهُ اس نے اس کو گھڑ لیا۔ اس نے اس کا افترا کیا۔ اِفْتَرٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

اَفْتِنَا ۔ تو ہم کو حکم دے۔ اَفْتِ اِفْتَآءٌ سے جس کے معنی فتوی دینے اور مشکل احکام کا جواب دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم

اَفْتُوْنِیْ ۔ مجھکو خبر دو۔ مجھ کو جواب دو۔ اَفْتُوْا اِفْتَآءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم

اَفْرِغْ ۔ تو ڈال دے، تو دہانہ کھول دے۔ اِفْرَاغٌ سے جس کے معنی بہانے اور دہانہ کھولنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں ایک مادی چیز کے طور پر صبر کے بہانے اور دہانہ کھولنے کا سوال کیا جا رہا ہے یعنی صبر ان پر اس طرح بہایا جائے کہ وہ سب طرف سے چھا جائے۔ گویا صبر بمنزلہ ظرف کے ہوا اور مانگنے والے بمنزلہ مظروف فیہ کے۔

اُفْرِغْ ۔ میں ڈال دوں۔ میں بہا دوں۔ اِفْرَاغٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اُفْرُقْ ۔ جدائی کر دے۔ (نَصَرَ۔ ضَرَبَ) فَرْقٌ سے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان جدائی اور فصل کرنے کے ہیں خواہ وہ جدائی ظاہری ہو یا معنوی۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اِفْسَحُوْا ۔ تم کھل جاؤ (فَتَحَ) فَسْحٌ سے جس کے معنی وسعت سے بیٹھنے اور کھل کر رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَفْسَدُوْهَا ۔ انھوں نے اس کو خراب کر دیا۔ اَفْسَدُوْا اِفْسَادٌ سے جس کے معنی فساد پھیلانے اور خراب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هَا ضمیر واحد مونث غائب۔

اَفْصَحُ ۔ زیادہ فصیح۔ فَصَاحَةٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ اصل میں تو اس کا استعمال دودھ کے خالص ہونے کے لئے ہوا اور پھر بطور استعارہ زبان کی عمدگی اور آمیزش سے پاک ہونے کے لئے مستعمل ہونے لگا

اَفَضْتُمْ ۔ تم منتشر ہوئے تم نے پھیلایا۔ اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر ہونے اور پھیلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَفَاضَ) پ ۲ ع ۹

اَفْضٰی ۔ وہ پہنچ گیا بے حجابانہ مل گیا۔ اِفْضَاءٌ سے جس کے معنی فضاء میں پہنچنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ خازن لکھتے ہیں۔

• دراصل لغت میں افضاء کے معنی پہنچنے کے ہیں کہا جاتا ہے اَفْضٰی اِلَیْہِ یعنی وہ اس کی طرف پہنچا۔ اس آیت میں افضاء سے کیا مراد ہے اس کے متعلق مفسرین کے دو قول ہیں۔ (۱) افضاء جماع سے کنایہ ہے اور یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد اور سدی کا ہے زجاج اور ابن قتیبہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر شوہر نے قبل مسیس (جماع) طلاق دیدی تو گو وہ خلوت کر چکا ہو نصف مہر واپس لے سکتا ہے۔

(۲) افضاء کے معنی عورت کے ساتھ خلوت کرنے کے ہیں گو اس سے جماع نہ کرے۔ کلبی نے کہا ہے کہ افضاء یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ایک لحاف میں رہے خواہ جماع کرے یا نہ کرے اسی قول کو فراء نے اختیار کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے کہ خلوت صحیحہ سے پورا مہر ثابت ہو جاتا ہے۔ [۱]

قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر میں ہروی کی بھی افضاء کے وہی معنی نقل کئے ہیں جو کلبی سے نقل کئے گئے۔ [۲] حافظ ابو حیان البحر المحیط میں رقمطراز ہیں وقال عمر وعلی وناس من الصحابۃ والکلبی والفراء ھی الخلوۃ۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے بہت سے لوگوں نے نیز کلبی اور فراء افضاء کے معنی خلوت ہی کے بتلاتے ہیں۔ [۳]

اور خود اصل لغت کے اعتبار سے بھی خلوت ہی کے معنی زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام ابو بکر جصاص فرماتے ہیں۔

، فراء کا بیان ہے کہ افضاء سے خلوت ہی مراد ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو۔ اور فراء کا بیان لغت کے بارے میں حجت ہے۔ پس جب افضاء کا لفظ خلوت کے متعلق مستعمل ہے تو آیت نے شوہر کو اس بات سے روک دیا کہ وہ خلوت اور طلاق کے بعد اپنی بیوی سے کچھ لے کیونکہ ارشادِ

---

[۱] لباب التاویل ج ۱ ص ۱۰۸ طبع مصر۔ [۲] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۰۹ طبع مصر ۱۳۵۱ھ۔ [۳] البحر المحیط ج ۳ ص ۲۰۷ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

باری وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ نے تفریق وطلاق کو بتلادیا۔ افضاء فضاء سے ماخوذ ہے۔ فضاء اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی عمارت اس جگہ کی کسی چیز کے ادراک کی مانع نہ ہو خلوت بھی اسی وجہ سے افضاء سے موسوم ہوئی کہ اس میں وطی اور دخول سے جو چیز مانع تھی وہ دور ہوگئی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فضاء کے معنی وسعت کے ہیں اور اَفْضٰی کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی شخص اپنے مقصد کے حصول کے لئے وسعت (آسانی) میں ہوگیا۔ اس اعتبار سے بھی خلوت کو افضاء سے موسوم کیا جاسکتا ہے کیونکہ خلوت کے ذریعہ اس کو وطی کا موقع مل گیا اور اس کی بدولت اس بارے میں اس کو آسانی حاصل ہوگئی حالانکہ خلوت سے پہلے اس چیز تک پہنچنا اس پر تنگ تھا تو اس معنی کے لحاظ سے خلوت کا نام افضاء ہوا۔ [1]

احتیاط کا مقتضی بھی یہی ہے کہ افضاء سے خلوت صحیحہ مراد لی جائے کیونکہ جب اس کا اطلاق باعتبار لغت جماع اور خلوت دونوں پر صحیح ہے تو ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ جماع کے معنی مراد لینے میں خلوت کے معنی پر بالکل عمل نہیں ہوسکتا۔ لیکن خلوت کے معنی لینے کی صورت میں جماع بدرجہ اولیٰ داخل ہوگا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ تَمَسُّوْهُنَّ)

اِفْعَلْ ۔ تو کر۔ تو کر ڈال (فتح) فَعْلٌ جس کے معنی کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر فعل کے معنی اصل میں مؤثر کی طرف سے تاثیر کے ہیں خواہ وہ عمدگی کے ساتھ ہو یا بغیر عمدگی کے علم کے ساتھ ہو یا بغیر علم کے بالقصد ہو یا بغیر قصد کے انسان کی طرف سے ہو یا حیوان اور جمادات کی طرف سے

اِفْعَلُوْا ۔ تم کرو۔ تم کر ڈالو۔ فَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اُفُقٌ ۔ کنارہ آسمان۔ آفَاقٌ جمع۔ افق اصل میں آسمان کے اس کنارہ کو کہتے ہیں جہاں زمین آسمان دونوں ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے افق اعلیٰ کے معنی مطلع آفتاب کے بیان کئے ہیں۔ [2] قتادہ اور مجاہد کا بھی یہی بیان ہے۔ [3] یہاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو

---

[1] احکام القرآن ج ۲ ص ۱۳۲ طبع مصر ۱۳۴۷ھ [2] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۰۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [3] ایضاً ص ۱۰۳۔

ان کی اصلی صورت پر دیکھا تھا۔ پ

اِفْكٌ - جھوٹ بہتان۔ کسی شے کا اس کی اصلی جانب سے منہ پھیرنے کا نام افک ہے پس جو بات اپنی اصلی صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے۔ جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے ان کو افک کہا گیا۔ پ پ پ

اَفَّاكٌ پ

اُفِكَ - وہ پھیر گیا۔ (ضرب۔ سمع) اَفْكٌ سے جس کے معنی کسی شے کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اِفْكُهُمْ - ان کی افتراء پردازی۔ ان کا جھوٹ اِفْكٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ پ

اَفَلَ - وہ غائب ہو گیا۔ غروب ہو گیا۔ (ضرب، نصر، سمع) اُفُوْلٌ سے جس کے معنی آفتاب، ماہتاب وغیرہ ستاروں کے چھپنے اور غروب ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ

اَفَلَتْ - وہ غائب ہوگئی۔ چھپ گئی۔ اُفُوْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ عربی میں شمس (آفتاب) کو مونث بولا جاتا ہے۔ پ

اَفْلَحَ - وہ جیت گیا۔ وہ مراد کو پہنچا۔ اِفْلَاحٌ سے جس کے معنی کامیابی اور مقصد وری کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ فلاح کی دو قسمیں ہیں دنیوی اور اخروی۔ فلاح دنیوی ان کامیابیوں کا حصول ہے جن سے دنیوی زندگی سنور جائے یعنی مال و دولت صحت اور عزت اور اخروی فلاح چار چیزوں میں ہے۔ بقا بلا فنا۔ غنا بلا فقر عزت بغیر ذلت۔ علم بغیر جہالت آیت شریفہ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى (اور جیت گیا آج جو غالب رہا) میں فلاح دنیوی کا مراد ہونا ہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ پ پ پ

اٰفِلِيْنَ - غائب ہو جانے والے۔ غروب ہو جانے والے۔ اٰفِلٌ کی جمع جو اُفُوْلٌ کا اسم فاعل ہے۔ پ

اَفْنَانٍ - شاخیں۔ رنگا رنگ۔ علامہ محمود آلوسیؒ سورہ رحمٰن میں اس لفظ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ "اَفْنَان یا تو فَنٌّ کی جمع ہے بمعنی نوع (قسم) کے اور اسی بنا پر عرف میں اس کا استعمال بمعنی علم کے ہوتا ہے یعنی (ذَوَاتَا اَفْنَانٍ کے معنی ہوں گے) انواع اقسام کے درختوں

اور پھلوں والے۔ یہی معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن جبیر اور ضحاک سے مروی ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے شاعر کا قول ہے ؎

ومن کل افنان اللذاذۃ والصبا
اور میں ہر طرح کی لذت اور شوق
لھوت بہ والعیش اخضر ناضر
میں مور رہا جبکہ زندگی خوش و خرم تھی

یا فَنَنٌ کی جمع ہے جس کے معنی پتلی اور نرم و نازک ڈال کے ہیں جیسا کہ ابن الجوزی کا بیان ہے اور کبھی محض شاخ کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ [۱]

عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی شاخ ہی کے معنی نقل کئے ہیں۔ [۲] قاضی شوکانی نے مجاہد، عکرمہ اور عطیہ وغیرہم کا بھی یہی قول بیان کیا ہے۔ [۳] امام رازی نے تفسیر کبیر میں [۴] اور علامہ ابو حیان نے البحر المحیط میں تصریح کی ہے کہ یہی معنی زیادہ اولیٰ ہیں۔ ابو حیان کہتے ہیں کیونکہ اَفْعَالٌ کے وزن پر فَعْلٌ بسکون عین کی بہ نسبت فَعَلٌ کی جمع زیادہ آتی ہے اور فَنٌّ کی جمع فُنُوْنٌ ہے۔ [۵] پ ۲۷ ع ۱۴

اَفْوَاجًا۔ غول کے غول۔ فوج در فوج۔ فَوْجٌ کی جمع جس کے معنی تیز رو جماعت کے ہیں۔ پ ۳۰ ع ۲۵

اَفْوَاهِكُمْ۔ تمہارے منہ۔ اَفْوَاهٌ فَمٌ کی جمع جس کے معنی منہ کے ہیں فَمٌ کی اصل فُوْهٌ تھی ہ کو گرا کر و کو م سے بدل لیا گیا۔ افواہ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ قرآن مجید میں جہاں صرف منہ سے کہنے پر بات رکھی گئی ہے وہاں دروغ بیانی کی طرف اشارہ ہے اور اس طرف تنبیہ ہے کہ اعتقاد واقع کے مطابق نہیں۔ پ ۲۱ ع ۱۷

اَفْوَاهِهِمْ۔ ان کے منہ۔ اَفْوَاهٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۴ ع ۳ پ ۶ ع ۸ پ ۱۰ ع ۱۱ پ ۱۳ ع ۱۱ پ ۱۵ ع ۱۲ پ ۲۲ ع ۳ پ ۲۸ ع ۹

اَفُوْزُ۔ میں مراد پاتا ہوں یا پاؤں گا۔ (نَصَرَ) فَوْزٌ سے جس کے معنی سلامتی کے ساتھ بامراد اور کامیاب ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۵

اُفَوِّضُ۔ میں سونپتا ہوں۔ تَفْوِیْضٌ سے جس کے

[۱] روح المعانی ج ۲۷ ص ۱۰۱ طبع منیریہ مصر۔ [۲] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۴۱ طبع مصر ۱۳۴۹ھ [۳] ایضاً ص ۱۳۷
[۴] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۲۴ھ۔ [۵] البحر المحیط ج ۸ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

معنی سونپنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔ ۱۰

اَفْئِدَةٌ۔ دل۔ فُؤَادٌ کی جمع جس کے معنی دل کے ہیں۔ [illegible]

اَفْئِدَتُهُمْ۔ ان کے دل۔ اَفْئِدَةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ [illegible]

اَفِيْضُوْا۔ تم پھرو۔ تم بہاؤ۔ اِفَاضَةٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَفَاضَ) [illegible]

فصل القاف

اَقَامَ۔ اس نے قائم کیا۔ اس نے درست کیا۔ اِقَامَةٌ سے جس کے معنی ٹھیرنے اور درست کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کسی جگہ پر اقامت کرنے کے معنی وہاں ٹھیرنے اور قیام کرنے کے ہیں اور کسی شئے کی اقامت کے معنی اس کو درست رکھنے قائم کرنے اور اس کے حقوق کی بجاآوری کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یا اس کی تعریف کی گئی ہے اِقَامَۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں اس طرف متنبہ کرنا مقصود ہے کہ نماز پڑھنے کا مقصد محض اس کی ظاہری ہیئت کا ادا کرنا ہی نہیں بلکہ اس کی شرائط کا پورا کرنا ہے [illegible]

اِقَامَ۔ قائم رکھنا۔ یہ دراصل باب افعال کا مصدر اِقَامَۃٌ تھا۔ تخفیف کے لئے ت کو آخر سے حذف کر دیا [illegible]

اِقَامَتِكُمْ۔ تمہارا قیام کرنا۔ تمہارا فروکش ہونا۔ اِقَامَۃٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ [illegible]

اَقَامُوْا۔ انہوں نے درست کیا۔ انہوں نے قائم رکھا۔ انہوں نے حقوق کو پورا کیا۔ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اَقَامَهٗ۔ اس کو سیدھا کر دیا۔ کھڑا کر دیا۔ اَقَامَ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]۔

اَقَاوِيْلِ۔ باتیں۔ یہ اَقْوَالٌ کی جمع ہے اور اَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جس کے معنی بات کے ہیں۔ [illegible]

اَقْبَرَهٗ۔ اس کو قبر میں رکھوایا۔ اَقْبَرَ اِقْبَارٌ سے جس کے معنی قبر میں رکھنے اور رکھوانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ [illegible]

اَقْبِلْ۔ تو آگے آ۔ تو متوجہ ہو۔ اِقْبَالٌ سے جس کے معنی

آگے آنے متوجہ ہونے اور رخ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۳۸

اَقْبَلَ۔ اس نے رخ کیا۔ وہ متوجہ ہوا۔ اِقْبَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَقْبَلَتْ۔ وہ سامنے آئی۔ وہ متوجہ ہوئی۔ اِقْبَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

اَقْبَلْنَا۔ ہم نے رخ کیا۔ ہم آگے آئے۔ اِقْبَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَقْبَلُوْا۔ انہوں نے رخ کیا۔ وہ متوجہ ہوئے۔ اِقْبَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اُقِّتَتْ۔ اس کا وقت مقرر کیا گیا۔ تَوْقِيْتٌ سے جس کے معنی وقت مقرر کرنے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ اُقِّتَتْ اصل میں وُقِّتَتْ تھا واو مضموم کو ہمزہ سے بدل لیا کیونکہ ہر وہ واو جو مضموم ہو اور اس کا ضمہ لازم ہو اس کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔

اِقْتَتَلَ اس نے قتال کیا۔ اس نے جنگ کی۔ اِقْتِتَالٌ سے جس کے معنی آپس میں جنگ و قتال کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِقْتَتَلُوْا۔ انہوں نے قتال کیا۔ وہ آپس میں لڑے اِقْتِتَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِقْتَحَمَ۔ وہ آچڑھا۔ وہ گھس پڑا۔ اِقْتِحَامٌ سے جس کے معنی بے دیکھے بھالے اپنے آپ کو کسی شے میں جھونک دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِقْتَدِهْ۔ تو اس کی پیروی کر۔ اس کی اقتدا کر۔ اِقْتَدِ۔ اِقْتِدَاءٌ سے جس کے معنی پیروی کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہ ضمیر واحد مؤنث غائب

اِقْتَرِبْ۔ تو نزدیک ہو۔ اِقْتِرَابٌ سے جس کے معنی نزدیک ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِقْتَرَبَ۔ وہ نزدیک ہوا۔ وہ قریب ہوا۔ اِقْتِرَابٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِقْتَرَبَتْ۔ وہ پاس آگئی۔ وہ نزدیک ہو گئی۔ اِقْتِرَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا۔ تم نے اس کو کمایا۔ اِقْتَرَفْتُمُوْا۔ اِقْتِرَافٌ سے جس کے معنی کمانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہ دراصل اِقْتَرَفْتُمْ ہی ہے۔ واو اشباع کا ہے اور ھا ضمیر واحد مؤنث غائب۔

اصل میں اِقْتِرَافٌ کے معنی درخت کا چھلکا اتارنے یا زخم پر سے کھال اتارنے کے ہیں پھر بطور استعارہ اس کا استعمال کسی چیز کے کمانے کے معنی میں ہونے لگا خواہ وہ چیز اچھی ہو یا بری لیکن برائی کے کمانے میں استعمال زیادہ ہے۔ پ

اَقْتُلُ ۔ میں قتل کروں گا میں مار ڈالوں گا۔ (نَصَرَ) قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ قتل کے معنی اصل میں جسم سے روح کے زائل کرنے کے ہیں۔ جس طرح کہ موت میں ہوتا ہے۔ قتل اور موت میں فرق یہ ہے کہ اگر اس فعل کے انجام دینے والا کا اعتبار کیا جائیگا تو اس کو قتل کہا جائیگا۔ اور اگر صرف زندگی کے ختم ہونے کا اعتبار کیا جائے گا تو وہ موت کہلائے گی۔ پ

اَقْتُلُکَ ۔ میں تجھے قتل کروں، مار ڈالوں اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ

اَقْتُلَنَّکَ ۔ میں تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا اَقْتُلَنَّ قَتْلٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ

اُقْتُلُوْا تم قتل کرو۔ تم مار ڈالو۔ قَتْلٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ پ پ پ

اُقْتُلُوْہُ ۔ اس کو مار ڈالو۔ اس کو قتل کردو۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ

اُقْتُلُوْھُمْ ۔ ان کو مار ڈالو۔ ان کو قتل کردو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ پ

اَقْدَامٌ ۔ قدم، پاؤں۔ اس کا واحد قَدَمٌ ہے جس کے معنی پاؤں کے ہیں۔ پ پ

اَقْدَامَکُمْ ۔ تمہارے پاؤں۔ اَقْدَامٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ

اَقْدَامَنَا ۔ ہمارے پاؤں۔ اَقْدَامٌ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ہے۔ پ پ

اَقْدَمُوْنَ زیادہ اگلے لوگ پہلے لوگ۔ اَقْدَمُ کی جمع جس کے معنی زیادہ اگلے کے ہیں اَقْدَمُ قَدَمٌ سے جس کے معنی آگے ہونے اور سبقت کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ واحد مذکر ہے پ

اِقْذِفِیْہِ تو اس کو ڈال دے (ضَرَبَ) اِقْذِفِیْ قَذْفٌ سے جس کے معنی دور پھینکنے اور ڈال دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ

اِقْرَأْ۔ تو پڑھ۔ (فَتَحَ، نَصَرَ) قِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔

اَقْرَبُ۔ زیادہ نزدیک۔ زیادہ قریب۔ قُرْبٌ سے جس کے معنی نزدیک ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ قرب اور بعد دو متقابل صفتیں ہیں۔ قرب کا استعمال قرآن مجید میں کہیں باعتبار مکان کے ہوا ہے اور کہیں باعتبار زمان کے کہیں باعتبار نسب کے قرب ہونا مراد ہے اور کہیں باعتبار درجہ کے کسی جگہ باعتبار رعایت وحفاظت کے قرب کا ذکر ہے اور کسی مقام پر باعتبار قدرت کے بندہ سے اللہ کے قریب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل ورحمت سے متوجہ ہے۔

اَقْرَبُوْنَ۔ قریبی قرابت والے۔ قریب کے رشتہ دار اَقْرَبُ کی جمع۔ یہاں قرب سے قرب نسب ونسبت مراد ہے۔ حالت رفعی میں اس کی جمع اَقْرَبُوْنَ اور حالت نصبی وجری میں اَقْرَبِیْنَ آتی ہے۔

اَقْرَبُهُمْ۔ ان میں سب سے نزدیک۔ اَقْرَبُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

اَقْرَبِیْنَ۔ قریبی قرابت والے۔ قریب کے رشتہ دار۔ (ملاحظہ ہو اَقْرَبُوْنَ)

اَقْرَرْتُمْ۔ تم نے اقرار کیا۔ اِقْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو ثابت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اقرار کبھی صرف دل سے ہوتا ہے اور کبھی صرف زبان سے اور کبھی ہر دونوں سے۔ توحید اور ایمانیات میں صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں بلکہ دل اور زبان دونوں کا اقرار ضروری ہے۔

اَقْرَرْنَا۔ ہم نے اقرار کیا۔ اِقْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

اَقْرَضْتُمْ۔ تم نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے جس کے معنی قرض دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَقْرَضُوْا۔ انہوں نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اَقْرِضُوْا۔ تم قرض دو۔ اِقْرَاضٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اِقْرَءُوْا۔ تم پڑھو۔ تم پڑھ لیا کرو۔ (فَتَحَ، نَصَرَ) قِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَقْسَطُ۔ پورا انصاف والا۔ زیادہ انصاف والا۔ یہ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ علامہ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں۔

"بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں شذوذ ہے کیونکہ یہ رباعی سے اَفْعَلَ کے وزن پر آیا ہے۔ کہا جاتا ہے اَقْسَطَ الرَّجُلُ یعنی اس مرد نے انصاف کیا۔ قرآن مجید میں ہے وَاَقْسِطُوْا (اور تم انصاف کرو) اسی باب سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ اس شذوذ سے نکالنے کے لیے اَقْسَطُ کو قَاسِطٌ سے بطریق نسبت بمعنی ذِیْ قِسْطٍ (انصاف والے) ماخوذ بتاتے ہیں زمخشری نے یہی کہا ہے۔ ابن عطیہ کا بیان ہے کہ اس کو دیکھنا چاہیے کہ جس طرح اَکْرَمُ کَرُمَ سے آتا ہے اسی طرح کیا یہ بھی قَسُطَ بضم سین سے ہے۔ اس کو قَسِطَ بالکسر سے بھی جس کے معنی عدل کے ہیں بیان کیا گیا ہے لیکن قِسْطٌ ایسا مصدر ہے جس سے کوئی فعل مشتق نہیں ہوا اور یہ قَاسِطٌ سے بھی نہیں ہے کیونکہ افعل التفضیل اِفْعَالٌ سے نہیں آتا۔ زمخشری نے کہا ہے کہ اگر تم دریافت کرو کہ اَقْسَطُ اور اَقْوَمُ کس فعل سے افعل التفضیل بنے ہیں تو میں کہوں گا کہ سیبویہ کے مذہب پر اَقْسَطَ اور اَقَامَ سے ان کی بناء جائز ہے اسی پر یہ چیز کہ افعل التفضیل اَفْعَلَ سے بنایا جاسکتا ہے اس پر سیبویہ کی کوئی تصریح موجود نہیں ہاں بذریعہ استدلال یہ چیز اخذ کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ سیبویہ نے اپنی کتاب کے اول میں یہ تصریح کی ہے کہ اَفْعَلَ فعل تعجب کا صیغہ فَعَلَ فَعُلَ فَعِلَ اور اَفْعَلَ ان سب سے آتا ہے۔ پس اس سے یہی ظاہر ہے کہ اَفْعَلُ جو تعجب کے لیے آتا ہے وہ اَفْعَلَ سے بھی بنتا ہے اور نحویوں کی یہ تصریح ہے کہ جس فعل سے اَفْعَلُ صیغہ تعجب بنتا ہے اس سے افعل التفضیل کا صیغہ بھی بنتا ہے پس جس فعل سے تعجب کا صیغہ قیاسی ہوگا تفضیل کا صیغہ بھی قیاسی ہوگا۔ اور جس سے تعجب کا صیغہ شاذ ہوگا تفضیل کا بھی یہی شاذ ہوگا اور اَفْعَلَ سے تعجب کا صیغہ بننے میں بھی نحویوں کے تین مذہب ہیں بعض مطلق جائز کہتے ہیں بعض بالکل ممنوع اور بعض اس میں تفریق کرتے ہیں کہ اگر ہمزہ اِفْعَالٌ نقل کے لیے ہے تب تو اس سے تعجب کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں بن سکتا۔ اور اگر نقل کے لیے نہ ہو تو اس سے تعجب کا صیغہ بن سکتا ہے۔ زمخشری کے خیال میں سیبویہ کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ سیبویہ کے اَفْعَلَ کہنے سے مراد ان کے نزدیک اَفْعَلَ کا وہ باب ہے جس کی ہمزہ نقل کے لیے نہ ہو۔ اور جو لوگ اس کو مطلقاً ممنوع

کہتے ہیں وہ سیبویہ کے قول واضح ہیں افعل کو امر کا صیغہ بتاتے ہیں یعنی یہ کہ سیبویہ کے قول میں فعل تعجب اَفْعِلْ کے وزن پر ہے جس کا صیغہ فَعَلَ. فَعُلَ. فَعِلَ. اور اَفْعَلَ سب سے آتا ہے. کتب نحو میں ان تمام مذاہب کے دلائل پورے طور پر مذکور ہیں. رہا یہ کہ اَقْسَطُ کس فعل سے مانا جائے تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس کو قَسَطَ ثلاثی سے جس بمعنی عدل (اس نے انصاف کیا) ہے افعل التفضیل کا صیغہ سمجھا جائے. ابن السید نے الاقتضاب میں تصریح کی ہے کہ ابن السکیت نے کتاب الاضداد میں ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ قَسَطَ کے معنی ہیں اس نے ظلم کیا اور اس نے انصاف کیا اور اَقْسَطَ بالالف کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس نے انصاف کیا. اور ابن القطاع نے کہا کہ قَسَطَ قُسُوطًا و قَسْطًا کے دونوں معنی آتے ہیں ظلم کرنے کے بھی اور انصاف کرنے کے بھی یہ اضداد میں سے ہے پس اس صورت میں یہ شاذ نہیں ہوگا اور اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ کے معنی اللہ کے حکم میں زیادہ انصاف والے کے ہوں گے[۱] بـ پ

اَقْسِطُوْا - تم انصاف کرو. اِقْسَاطٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر. اِقْسَاطٌ کے معنی اصل میں حق دار کا حصہ حق دار کو دینے کے ہیں اور چونکہ انصاف اسی چیز کا نام ہے اس لئے اس کے معنی انصاف کرنے کے لئے جاتے ہیں. بـ پ

اُقْسِمُ - میں قسم کھاتا ہوں. اِقْسَامٌ سے جس کے معنی قسم کھانے کے ہیں. مضارع کا صیغہ واحد متکلم. یہ دراصل قَسَامَةٌ سے ماخوذ ہے. قسامت وہ قسمیں ہیں جو اولیاء مقتول پر تقسیم کی جاتی ہیں.

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں (۱) اپنی ذات مقدسہ کی. (۲) اپنے افعال حکیمانہ کی (۳) اپنی مخلوق کی مخالفین جو قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ نے قسمیں کیوں کھائیں. یہ اعتراض طرح طرح کی رنگ آمیزیوں کے ساتھ مختلف طور پر دہرایا جاتا رہتا ہے لیکن قسم کی حقیقت اور اس کی تاریخ پر ذرا غور و فکر کی زحمت گوارا کی جاتی تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا.

اصل میں قسم کا استعمال ابتداءً اس طرح شروع

---

[۱] البحر المحیط تفسیر سورہ بقرہ ج ۲ ص ۳۵۱ و ۳۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

ہوا کہ جب کوئی اہم واقعہ بیان کیا جاتا تو اس کی صحت
اور تصدیق کے لئے کسی شخص کی گواہی پیش کی جاتی
یہی طریقہ جب بڑھنے لگا تو انسان کے علاوہ حیوانات
اور جمادات کی شہادت بھی معرضِ ثبوت میں آنے
لگی مثلاً ہم خود اپنی زبان میں کہتے ہیں "در و دیوار
اس بات پر شاہد ہیں۔ آسمان زمین اس امر پر گواہ ہیں،
اس نے جنگ میں جس جانبازی کے جوہر دکھائے
میدانِ جنگ اس کی گواہی دے سکتا ہے" وغیرہ
وغیرہ۔ عربی زبان میں اس کی ہزاروں مثالیں
موجود ہیں۔ اس قسم کی شہادتوں کے پیش کرنے
اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ چیزیں زبانِ حال سے
اس کی شاہد ہیں یعنی اگر ان میں خدا بھی بولنے کی
سکت ہوتی تو ضرور کہہ اٹھتیں کہ ہاں یہ واقعہ سچ
ہے یہی طریقہ آگے چل کر قسم کے معنی میں مستعمل ہونے
لگا۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں شہادت کا لفظ قسم
کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورہ منفقون میں
ارشاد ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ
اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ اِتَّخَذُوْٓا

اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً (منافقین جب تمہارے پاس آتے
ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک
تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تو
اس کا رسول ہے لیکن خدا شہادت دیتا ہے کہ منافقین
جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے)
آیتِ مذکورہ میں منافقین کے الفاظ میں قسم کا کوئی لفظ
مذکور نہیں صرف شہادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔
قرآن مجید نے اسی شہادت کو قسم قرار دیا ہے اسی کا
اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں قسم کھاتے ہیں تو
کہتے ہیں "اللہ جانتا ہے، خدا گواہ ہے، خدا شاہد ہے"
عربی زبان نے جب وسعت اختیار کی تو بعض حروف
قسم کے ساتھ مخصوص ہو گئے جیسے وا و، ب، ت۔
واللہ، باللہ، تاللہ۔ کہیں صاف لفظِ قسم ہوتا ہے
اور کبھی لا کے ساتھ آتا ہے لَآ اُقْسِمُ اور کبھی جملہ پر لام
ذکر قسم کھائی جاتی ہے جیسے لَعَمْرُكَ اب قسم کا
استعمال دو معنی میں ہوتا ہے ایک یہ کہ جب کوئی چیز
بیان کی جائے تو اس کے ثبوت پر کوئی شہادت پیش
کی جائے خواہ وہ شہادت ذی روح کی ہو یا غیر
ذی روح کی، بزبانِ حال ہو یا بزبانِ قال۔ دوسرے

یہ کہ کسی چیز کی توثیق و اثبات کے لئے کسی عظیم الشان شئے یا کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے۔ یہ دوسرے معنی قسم کے حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی ہیں جو بعد میں چل کر پیدا ہو گئے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے لئے قسم کا لفظ آیا ہے پہلے معنی کے لحاظ سے آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت کثرت سے شمس و قمر لیل و نہار ابر و باد کوہ و صحرا چرند پرند۔ دریا اور سمندر غرض جا بجا تمام مظاہر قدرت کی نسبت آیت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ جن چیزوں کو اکثر مواقع پر آیات کے لفظ سے تعبیر کیا ہے انہی کی جا بجا قسم بھی کھائی ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ تمام چیزیں اس کے وجود اور عظمت و شان پر شہادت دے رہی ہیں اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ قسم، یمین، حلف عام لوگ ان تینوں کو ہم معنی خیال کرتے ہیں جن کی بنا پر بڑی غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ ان سب الفاظ کے مفہوم اور معانی بالکل جدا جدا ہیں۔ قسم کے معنی ہیں کسی چیز کی صحت اور تصدیق کے لئے گواہی پیش کرنا۔

قرآن مجید میں جو قسمیں مذکور ہیں ان سب کے یہی معنی ہیں کہ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے وہ خدا کے وجود پر اس کی قدرت و شان پر اس کی عظمت و اقتدار پر شہادت دے رہی ہے۔ سورۂ فجر میں ارشاد ہے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (فجر، دس راتیں، جفت اور طاق، اور رات جب چلنے پر ہو، ان باتوں میں صاحب عقل کے لئے قسم ہے) یعنی یہ سب چیزیں عقلمند کے نزدیک خدا کے وجود اور اس کی قدرت پر زبان حال سے گواہی دے رہی ہیں۔ یمین کے معنی ہاتھ کے ہیں یہ لفظ عموماً معاہدات کی توثیق کے لئے استعمال ہوتا ہے گویا دوسرے معاہد کو ضامن دینا مقصود ہوتا ہے۔ راغب اصفہانی رقمطراز ہیں۔

واليمين في الحلف	معاہدہ کرنے والا اور حلیف
مستعار من اليد	جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ
اعتبارا بما يفعله	مارتا ہے۔ یمین حلف کے
المعاهد والمحالف	معنی میں اسی فعل سے مستعار
غيره	لیا گیا ہے۔

(مفردات امام راغب ج ۲ ص ۲۸۶ بر حاشیہ نہایہ طبع مصر)

یمین کا لفظ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی زبان سے کہیں مستعمل نہیں ہوا۔

حلف کا لفظ ان دونوں لفظوں سے زیادہ وسیع ہے لیکن اس کے مفہوم میں ندامت اور ذلت شامل ہے اور اس کا استعمال بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کہ آج کل عوام قسمیں کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں حلاف کے لئے مہین (قابل اہانت) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ (اور تو کہا نہ مان ہر قسمیں کھانے والے بےقدر کا) یہ لفظ جہاں آیا ہے منافقین کی زبان سے آیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اپنے لئے کہیں استعمال نہیں کیا۔

علامہ ابن القیم نے التبیان فی اقسام القرآن اور علامہ حمید الدین فراہی نے امعان فی اقسام القرآن خاص اسی موضوع پر تالیف کی ہیں جن میں اقسام قرآن پر سیر حاصل بحث ہے۔

جمہور مفسرین کے نزدیک لَا أُقْسِمُ میں لَا تاکید کے لئے ہے۔

أَقْسَمْتُمْ۔ تم نے قسم کھائی إِقْسَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں قسم کا استعمال اس کے دوسرے معنی میں ہے۔ شہادت پیش کرنے میں نہیں۔

أَقْسَمُوا۔ انہوں نے قسمیں کھائیں۔ إِقْسَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب یہاں بھی قسم کا استعمال دوسرے معنی کے اعتبار سے ہے۔

اِقْصِدْ تو اعتدال اختیار کر (ضَرَبَ) قَصْدٌ سے جس کے معنی سیدھی راہ چلنے اور میانہ روی اختیار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اُقْصُصْ۔ تو بیان کر (نَصَرَ) قَصَصٌ سے جس کے معنی بیان کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

أَقْصٰی۔ بہت بعید، زیادہ دور۔ قَصَاءٌ سے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ مسجد اقصیٰ کو باعتبار عرب مخاطبین کے اقصیٰ کہا گیا ہے۔

اِقْضِ تو کر گزر۔ تو فیصلہ کرلے۔ (ضَرَبَ) قَضَاءٌ سے جس کے معنی فصل امر یعنی معاملہ فیصل کرنے کے ہیں خواہ بذریعہ قول ہو یا فعل۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ قضا قولی اور فعلی دونوں کی دو دو قسمیں ہیں

الٰہی اور بشری۔ بذریعہ قول قضاء الٰہی کی مثال ہے آیت شریفہ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو) یہ قضا بذریعہ حکم ہے۔ اور بذریعہ فعل قضاء الٰہی کی مثال ہے وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ (اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے) ہے۔ قضاء بشری بذریعہ قول حاکم کا فیصلہ کرنا ہے اور قضاء بشری بذریعہ فعل کی مثال ہے آیت شریفہ۔ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا (جب زید فیصلہ کر چکا اس عورت سے اپنی غرض کا) اور فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ (سو تو کر گزر جو تجھ کو کرنا ہے) میں بشری قضاء کی دونوں صورتیں بن سکتی ہیں فعلی بھی اور قولی بھی۔ پ ۲۲

اُقْضُوْٓا۔ تم کر گزرو۔ تم فیصلہ کر لو۔ قَضَآءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۱

اَقْطَارِ۔ کنارے۔ قُطْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی جانب اور طرف کے ہیں۔ پ ۲۱

اَقْطَارِهَا۔ اس کے کنارے اَقْطَارِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۱

اُقَطِّعَنَّ۔ میں ضرور کاٹوں گا۔ تَقْطِيْعٌ سے جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ اصل میں قطع کا لفظ ہر قسم کی چیز کے جدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ مادی ہو یا غیر مادی۔ پ ۹ پ ۱۲ پ ۱۹

اِقْطَعُوْٓا۔ تم کاٹ ڈالو۔ (فتح) قَطْعٌ سے جس کے معنی جدا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۶

اَقْعُدَنَّ۔ میں ضرور بیٹھوں گا۔ (نصر) قُعُوْدٌ سے جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۸

اُقْعُدُوْا۔ تم بیٹھو۔ قُعُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۰ و ۱۳ و ۱۴

اَقْفَالُهَا۔ اس کے قفل۔ اس کے تالے۔ اَقْفَالُ قُفْلٌ کی جمع جس کے معنی تالے کے ہیں مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۶

اَقُلْ۔ میں نے کہا۔ (ضرب) قَوْلٌ سے جس کے معنی بولنے اور کہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَقُلْ اصل میں اَقُوْلُ تھا۔ حرف جازم لم کے آنے سے اجتماع ساکنین کے باعث واو گر گیا اور مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا۔ پ ۱ پ ۸ پ ۱۵

پ ۳ ب ۱۲

اَقَلَّ - زیادہ کم۔ قِلَّۃٌ سے جس کے معنی کم ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ قلت و کثرت کا استعمال بیشتر اعداد و شمار میں ہوتا ہے۔ ہے ۲۰ پ ۳ ع ۱۲

اَقْلَامٌ - قلمیں۔ قَلَمٌ کی جمع ہے۔ قَلَمٌ کے اصل معنی ہیں کسی سخت چیز مثلاً ناخن۔ نیزہ کی پور وغیرہ کا کاٹنا۔ اور اس کٹی ہوئی چیز یعنی مقلوم کو قلم کہا جاتا ہے۔ جس طرح منقوض کو نقض بولتے ہیں قَلَمٌ کا لفظ لکھنے کے قلم اور جوے کے تیر کے معنی میں مخصوص ہے۔ یہاں قلم کے معنی ہی مراد ہیں۔ پ ۳ ع ۱۲

اَقْلَامَهُمْ - اپنے قلم۔ ان کے قلم۔ اَقْلَامَ قَلَمٌ کی جمع مضاف ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں قلم سے دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ قرعہ اندازی کے تیر بھی اور لکھنے کے قلم بھی۔ چنانچہ عبد بن حمید نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ یہ وہی قلم تھے جن سے وہ لوگ تورات کی کتابت کرتے تھے۔ اور ان دونوں نے عطاء سے یہ نقل کیا ہے کہ وہاں کو قرعہ اندازی کے تیر بتلاتے تھے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو مسجد میں لاکر رکھا گیا تو اہل مسجد نے جو وحی کی کتابت کرتے تھے ان کی کفالت کے بارے میں اپنے قلموں سے قرعہ اندازی کی۔ یہی دونوں بزرگ عکرمہ اور ربیع سے ناقل ہیں کہ جب ان دونوں نے اپنے قلم پانی میں ڈالے تو سب کے قلم پانی کی رو میں بہ گئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم الٹی طرف چڑھتا رہا۔ لہذا حضرت زکریا ان کے کفیل ہو گئے۔ سلہ پ ۳ ع ۱۲

اَقَلَّتْ - اس نے کم سمجھا۔ اس نے اٹھانے میں ہلکا پایا۔ اِقْلَالٌ سے جس کے معنی قلیل پانے اور ہلکا سمجھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب کسی چیز کو ہلکا سمجھنا حسی بھی ہوتا ہے اور کبھی اس کی قوت کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے۔ یہاں پر ہلکا سمجھنا بلحاظ قوت ہے یعنی اٹھانے میں ہلکا پانا مراد ہے۔ پ ۸ ع ۱۲

اَقْلِعِي - تو تھم جا۔ اِقْلَاعٌ سے جس کے معنی تھم جانے اور رک جانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۲ ع ۴

سلہ ان سب روایات کے لئے ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ج ۱ ص ۳۰۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

اَقِمْ۔ تو راست کر۔ سیدھا کر۔ قائم رکھ۔ اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی سیدھا کرنے اور قائم رکھنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اقام) پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۲۱ پ۲۱

اَقَمْتَ۔ تو نے قائم کی۔ تو نے درست کی۔ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۵

اَقَمْتُمْ۔ تم نے قائم کیا۔ تم نے سیدھا کیا۔ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶

اَقِمْنَ۔ تم قائم کرو۔ تم درست کرو۔ اِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر پ۲۲

اُقْنُتِیْ۔ تو بندگی کر (نصر) قُنُوْتٌ سے جس کے معنی خضوع و خشوع کے ساتھ عبادت میں لگے رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر پ۳

اَقْنٰی۔ اس نے خزانہ دیا۔ اس نے فقیر بنایا۔ اِقْنَآءٌ سے۔ جس کے معنی قُنْیَۃٌ (ذخیرہ کیا ہوا مال و خزانہ جو باقی رہ سکے) دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد واحد مذکر غائب۔ عام طور سے اقنی کے معنی یہی بیان کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں وعلی ھذا یدور کلام کثیر من المفسرین منھم ابو صالح و ابن جریر وغیرھما۔ ابو صالح ابن جریر وغیرہ کا کلام اسی معنی میں دائر ہے۔ لیکن ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَقْنٰی کے معنی اَرْضٰی (اس نے راضی کیا) کے نقل کئے ہیں۔[1] علامہ محمود آلوسی کی تصریح ہے کہ یہ معنی قنیہ سے مجاز لئے گئے ہیں۔[2] راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ اس معنی کی حقیقت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے رضا و طاعت کا سرمایہ کر دیا۔ مجاہد قتادہ اور حسن بصری نے اَقْنٰی کے معنی اَخْدَمَ کے کئے ہیں یعنی اس نے خادم عطا فرمایا۔[3] مگر یاد رہے کہ یہ دونوں معانی پہلے ہی معنی میں داخل ہیں کیونکہ اپنی عمومیت کے اعتبار سے دونوں پر مشتمل ہے اور یہ دونوں اس کے صرف دو افراد کی تعیین کر رہے ہیں اِقْنَاءٌ کے معنی اس مال کے دینے کے ہیں جو باقی رہ سکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مال کو

---

[1] فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۱۱۷ [2] روح المعانی ج ۲۷ ص ۵۷

[3] تفسیر ابن کثیر ج ۹ ص ۳۲۸ طبع مصر بر حاشیہ فتح البیان

غیبادی یعنی رضا، وطاعت کے سرمایہ کی شکل میں متعین کر رہے اور حضرات ثلاثہ اس کی مادی شکل میں بصورتِ خادم تعیین کرتے ہیں۔

ابن زید، ابن کیسان اور اخفش اَقْنٰی کے معنی اَفْقَرَ کے کرتے ہیں یعنی اس نے کسی کو فقیر بنایا۔ شوکانی کا بیان ہے کہ ابن جریر بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں[1]۔ اگرچہ ابن کثیر کی رائے میں یہ معنی لفظ کے اعتبار سے بعید ہیں[2]۔ لیکن یاد رہے کہ باب افعال کی ہمزہ سلب ماخذ کے لئے بھی آتی ہے جیسے اَشْفٰی اور اَشْکٰی سلبِ شفاء و سلب شکایت کے معنی میں بھی مستعمل ہیں اور اسی اعتبار سے اگر اَقْنٰی کا بھی سلب قنیہ یعنی فقیر بنا دینے میں استعمال ہو تو کیا بعید ہے بلکہ یہ معنی یہاں سیاقِ آیات کے بھی مناسب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ متقابل چیزوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔ ۲۷ ؎

اَقْوَاتَهَا۔ اس کی خوراکیں۔ اَقْوَات قُوْتٌ کی جمع قوت اس خوراک کو کہتے ہیں جس سے سدِ رمق ہو سکے اَقْوَاتَ مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب۔ مضاف الیہ۔ ۲۴ ؎

اَقُوْلُ۔ میں کہتا ہوں۔ میں کہوں۔ میں کہوں گا۔ قَوْلٌ سے جس کے معنی بولنے اور کہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔ ۱۰ ؎ ۔ ۱۱ ؎ ۔ ۱۲ ؎ ۔ ۱۳ ؎ ۔ ۱۴ ؎

اَقْوَمُ۔ بہت درست رکھنے والا۔ سب سے سیدھا قِیَامٌ سے جس کے معنی راست ہونے اور اعتدال پر رہنے کے بھی آتے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ بعض لوگوں نے اس کو اِقَامَۃٌ سے افعل التفضیل بتایا ہے لیکن اس صورت میں پھر وہی شذوذ کی بحث پیدا ہو جاتی ہے جس کی تفصیل اَقْسَطُ کی بحث میں گزر چکی ہے۔ ہاں جیسا کہ زمخشری نے تصریح کی ہے اس کو قَوِیْمٌ (درست) سے باعتبارِ نسبت کے معنی زیادہ درست اور زیادہ سیدھے کے لے سکتے ہیں[3]۔ ۱۲ ؎ ۔ ۱۵ ؎ ۔ ۲۹ ؎

اَقِيْمُوْا۔ تم قائم کرو۔ تم درست رکھو اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی ٹھیرنے قائم کرنے اور درست رکھنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَقَامَ) ۱ ؎ ۔ ۱۲ ؎ ۔ ۱۵ ؎ ۔ ۲۰ ؎ ۔ ۲۱ ؎ ۔ ۲۲ ؎ ۔ ۲۴ ؎ ۔ ۲۵ ؎ ۔ ۲۸ ؎ ۔ ۲۹ ؎

[1] دیکھو فتح القدیر ج ۵ ص ۱۲۳۔ [2] تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۸، ۲۲۹۔ [3] کشاف ج ۱ ص ۱۴۱ طبع مصر ۱۳۰۷ھ

[illegible]

فصل الکاف

اَکُ۔ میں ہوں (نقص) کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَکُنْ اصل میں اَکُوْنُ تھا۔ لم کے آجانے سے اجتماع ساکنین کے باعث واو گر گیا۔ [illegible]

اَکَابِرَ۔ بہت بڑے۔ اَکْبَرُ کی جمع [illegible]

اَکَادُ۔ میں چاہتا ہوں (سیتم) کَوْدٌ سے جس کے معنی قریب کرنے اور کبھی چاہنے اور ارادہ رکھنے کے بھی آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ افعالِ مقاربہ میں سے ہے جو تنہا استعمال نہیں ہوتے بلکہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ مل کر آتے ہیں۔ اگر اس پر حرف نفی نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فعل قریب تھا کہ واقع ہو جائے لیکن نہ ہو سکا اور اگر حرفِ نفی ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ فعل واقع تو ہو گیا مگر قریب تھا کہ واقع نہ ہو سکے۔ یہاں اَکَادُ کا استعمال چاہنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں ہوا ہے۔ [illegible]

اَکَّالُوْنَ۔ بڑے کھانے والے۔ اَکَّالٌ کی جمع جس کے معنی بڑے کھانے والے کے ہیں۔ اَکَّالٌ اَکْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہے۔ [illegible]

اَکْبَرُ۔ زیادہ بڑا۔ کِبَرٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ صغر و کبر اسماء متضائفہ میں سے ہیں جن میں سے ہر ایک کا استعمال دوسری شے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ پس ایک ہی چیز ایک شے کے اعتبار سے اصغر بھی ہو سکتی ہے اور دوسری کے لحاظ سے اکبر بھی کہی جا سکتی ہے۔ اعداد کی طرح یہ دونوں لفظ بھی کمیتِ متصلہ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ [illegible]

اَکْبَرْنَہٗ۔ ان عورتوں نے اس کو بہت بڑا سمجھا۔ اَکْبَرْنَ اِکْبَارٌ سے جس کے معنی بڑا سمجھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ہ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

اِکْتَالُوْا۔ انھوں نے ناپا۔ انھوں نے پیمانہ سے ناپ کر لیا۔ اِکْتِیَالٌ سے جس کے معنی پیمانہ سے ناپ کر لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اُكْتُبْ : تو لکھ دے (نصر) کِتَابَۃٌ سے جس کے معنی لکھنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔

اُكْتُبْنَا ۔ تو ہم کو لکھ دے۔ اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے۔ پ ۱۳

اُكْتُبُوْهُ ۔ تم اس کو لکھ لو۔ اُكْتُبُوا كِتَابَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اَكْتُبُهَا ۔ میں اس کو لکھ دوں گا۔ اَكْتُبُ كِتَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔

اِكْتَتَبَهَا ۔ اس نے اس کو گھڑ کر لکھ رکھا ہے۔ اس نے اس کو لکھوالیا ہے۔ اِكْتَتَبَ اِكْتِتَابٌ سے جس کے معنی گھڑ کر لکھ لینے اور دوسرے سے لکھوا لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ پ ۱۹

اِكْتَسَبَ اس نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے جس کے معنی کمانے اور اپنے ارادہ و قدرت کو فعل میں صرف کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ جس چیز میں جلب منفعت یا کسی فائدہ کا حصول ہو اس میں کوشش کرنے اور تحری کرنے کا نام کسب ہے خواہ اپنے لئے ہو خواہ دوسرے کے لئے کبھی کسب کا استعمال اس میں بھی ہوتا ہے جس کے متعلق انسان گمان کرتا ہے کہ اس میں منفعت حاصل ہوگی حالانکہ بجائے منفعت کے اس کو ضرر پہنچ جاتا ہے کسب اور اکتساب میں فرق یہ ہے کہ اکتساب وہ ہے جو اپنے لئے ہو اور کسب کا لفظ عام ہے پس جز اکتساب کسب میں داخل ہے لیکن ہر کسب اکتساب نہیں۔ کسب اور اکتساب دونوں کا استعمال قرآن مجید میں اچھے اور برے دونوں طرح کے کام انجام دینے کے لئے ہوا ہے۔ پ ۳

اِكْتَسَبَتْ ۔ اس عورت نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ پ ۳

اِكْتَسَبْنَ ۔ ان عورتوں نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب ہے۔ پ ۵

اِكْتَسَبُوْا ۔ انہوں نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲۲

اَكْثَرُ ۔ اکثر۔ بہت زیادہ۔ كَثْرَۃٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۱

[illegible]

[illegible]

اَكْثَرْتَ ۔ تو نے بہت زیادہ کیا۔ تو نے زیادہ بڑھایا اَلْاِكْثَارُ سے۔ جس کے معنی کثرت کو کام میں لانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ [illegible]

اَكْثَرُكُمْ ۔ تم میں اکثر۔ اَكْثَرُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اَكْثَرُوْا ۔ انہوں نے زیادہ کیا۔ انہوں نے بڑھایا۔ اَلْاِكْثَارُ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اَكْثَرُهُمْ ۔ ان میں اکثر، ان میں سے بیشتر۔ اَكْثَرُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَكْدٰى ۔ وہ پتھر کی طرح سخت نکلا۔ اَلْاِكْدَاءُ سے جس کے معنی زمین کے پتھر کی طرح سخت نکلنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اَلْكُدٰى اصل میں كُدْيَةٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی زمین کے سخت ہونے کے ہیں۔ چنانچہ جب کنواں کھودا جائے اور اس میں کوئی ایسا پتھر نکل آئے جو کھودنے سے عاجز کر دے تو اس وقت کہتے ہیں قَدْ اَكْدٰى (یعنی یہ سخت نکلا) پھر اہل عرب اس کا استعمال اس شخص کے متعلق کرنے لگے جو کچھ دیکر رک جائے اور پورے طور پر عطا نہ کرے یا ذرا طلب کرے اور پھر مانگنے سے باز رہے۔ فراء نے اس لفظ کے معنی دینے سے رک جانے اور عطاء کو منقطع کر دینے کے بتائے ہیں اور مبرد نے سختی کے ساتھ دینے سے رک جانے کے بیان کئے ہیں۔[1] [illegible]

اِكْرَامِ ۔ باعظمت ہونا دوسرے کو عزت دینا اور اس پر کرم کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اکرام کے دو معنی آتے ہیں ایک یہ کہ دوسرے پر کرم کیا جائے یعنی اس کو ایسا نفع پہنچایا جائے جس میں کسی طرح کا کھوٹ نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو چیز عطا کی جائے وہ عمدہ چیز ہو۔ آیہ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ میں لفظ اکرام دونوں معنی پر مشتمل ہے۔ کرم کا لفظ قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے وصف میں آیا ہے وہاں

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۱۱ طبع مصر [illegible]

احسان وانعام الٰہی مراد ہے۔ پ ۱۳ و ۱۲

إِكْرَاهَ۔ انسان کو زبردستی کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دین اور ایمان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے جبر اور زبردستی جاری نہیں فرمائی بلکہ اس کو انسان کے اختیار پر چھوڑ دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب دلائل توحید پورے طور پر بیان فرما دئے گئے اور کفر و ضلالت اور ایمان و ہدایت میں بخوبی امتیاز ہوگیا تو اب زور وزبردستی سے کسی کو مسلمان بنانے کی کیا حاجت ہوسکتی ہے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (تو کیا اب تو لوگوں پر زبردستی کرے گا تاکہ وہ باایمان بن جائیں) یعنی زبردستی لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ پ ۱۱

إِكْرَاهِهِنَّ۔ ان عورتوں پر زبردستی کرنا۔ اِکْرَاہ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ۔ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن کو وہ بدکاری کرا کر روپیہ کماتا تھا۔ ان میں سے جب کچھ لونڈیاں ایمان لے آئیں تو انھوں نے اس بدکاری سے انکار کر دیا۔ اس پر اس ملعون نے ان کو زد و کوب کرنا شروع کیا۔ یہ آیت اسی سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اور اس لئے اس فعل کی مزید قباحت ظاہر کرنے کے لئے آیت میں اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (اگر وہ لونڈیاں بچنا چاہیں) اور لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (کہ تم دنیوی زندگی کے لئے کچھ پونجی چاہنے لگو) کی قیود اضافہ کی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زنا ایسی بری چیز ہے کہ جو جبر و اکراہ کے بعد بھی بری ہی رہتی ہے۔ رضامندی کا تو کیا ذکر۔ ہاں ایسی صورت میں گناہ کی ساری ذمہ داری زبردستی کرنے والے پر ہوگی اور جن پر زبردستی کی جائیگی وہ بری ہوگا۔ پ ۱۸ ع ۱۰

اَكْرَمُ۔ بڑا کریم۔ کَرَمٌ سے جس کے معنی باعزت ہونے اور سخاوت کرنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۳۰

اَكْرَمَكُمْ۔ تم میں زیادہ باعزت۔ اَكْرَمُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۲۶

اَكْرَمَنِ۔ اس نے مجھکو عزت دی۔ اَكْرَمَ اِکْرَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب وقایہ ی متکلم کی محذوف ہے۔ پ ۳۰

اَکْرَمَہٗ۔ اس نے اس کو عزت دی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۳۰/۱۵

اَکْرِمِیْ۔ تو آبرو سے رکھ۔ تو باعزت کر۔ اکرام سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ۱۲/۲۱

اُکْرِہَ۔ اس پر زبردستی کی گئی۔ اِکْرَاہٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۱۴/۲۲

اَکْرَھْتَنَا۔ تو نے ہم پر زبردستی کی۔ اَکْرَھْتَ اکراہ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم۔ ۱۶/۶۳

اُکْسُوْھُمْ۔ ان کو پہناتے رہو۔ (نصر) اَکْسُوْ اکسو سے۔ جس کے معنی پہننے اور پہنانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۴/۲

اِکْشِفْ۔ تو دور کر دے۔ تو کھول دے۔ (ضرب) کَشْفٌ سے جس کے معنی کھولنے اٹھا دینے اور دور کر دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۵/۱۲

اَکْفُرُ۔ میں ناشکری کروں۔ میں منکر ہو جاؤں۔ (نصر) کُفْرٌ اور کُفْرَانٌ اور کُفُوْرٌ سے جن کے معنی چھپانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کفر کے معنی لغت میں کسی چیز کے چھپانے کے آتے ہیں۔ عربی میں رات کو اسی لئے کافر کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کی پردہ پوشی کرتی ہے اور کاشتکار کو اس وجہ سے کافر کہا جاتا ہے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے اسی اعتبار سے کفر نعمت اور کفران نعمت کے معنی شکر ادا نہ کر کے نعمت کو چھپا دینے کے آتے ہیں اور اسی لحاظ سے وحدانیت یا شریعت یا نبوت کے انکار اور اس کی تصدیق کے ظاہر نہ کرنے کو کفر کہا جاتا ہے۔ انکار نعمت کے سلسلہ میں کُفْرَانٌ کا لفظ زیادہ مستعمل ہے اور انکار دین میں کُفْرٌ کا اور کُفُوْرٌ کا استعمال دونوں کے لئے برابر ہوتا ہے ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ (میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری) میں کفران نعمت ہے تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ (تم بلاتے ہو مجھ کو کہ میں اللہ کا انکار کر دوں) میں کفر دین مراد ہے ۱۸/۱۹ ۲۴/۵

اُکْفُرْ۔ تو منکر ہو۔ کُفْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں بھی کفر سے انکار دین مراد ہے ۲۸/۱۰

اُکَفِّرَنَّ۔ میں چھپا دوں گا۔ میں محو کر دوں گا۔ تَکْفِیْرٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح چھپانے اور ڈھانپ دینے کے ہیں گویا وہ کبھی کی ہی نہ گئی تھی۔ مضارع

با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اُکْفُرُوْا۔ تم منکر ہو جاؤ۔ کُفْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں بھی کفر سے انکار دین ہی کے معنی مراد ہیں۔

اَکْفِلْنِیْهَا۔ اس کو میرا حصہ قرار دے۔ مجھے اس کا کفیل کر دے۔ اَلْکِفْلُ۔ اِکْفَالٌ سے جس کے معنی کفیل بنانے اور دوسرے کا حصہ قرار دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم اور ھا ضمیر واحد مونث غائب۔

اَکَلَ۔ اس نے کھایا۔ (نَصَرَ) اَکْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اُکُلٌ۔ میوہ۔ پھل۔ جو کھایا جائے۔ بروزن فُعُلٌ۔

اَکَلَا۔ ان دونوں نے کھایا۔ اَکْلٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔

اَکْلًا۔ کھانا۔ مصدر ہے۔

اُکَلِّمَ۔ میں بولوں گا۔ میں گفتگو کروں گا۔ تَکْلِیْمٌ سے جس کے معنی گفتگو کرنے اور زخمی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَلْمٌ اصل میں اس تاثیر کو کہتے ہیں جس کو کان یا آنکھ کے ذریعہ محسوس کیا جائے گفتگو کان سے سنی جاتی ہے اور زخم آنکھ سے نظر آتا ہے اس لئے تَکْلِیْمٌ کا لفظ دونوں معنی کے لئے مستعمل ہے۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔

اَکَلُوْا۔ انہوں نے کھایا۔ اَکْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اٰکِلُوْنَ۔ کھانے والے۔ اٰکِلٌ کی جمع اٰکِلٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ بحالت رفع اٰکِلُوْنَ ہوگا اور بحالت نصب وجر اٰکِلِیْنَ۔

اَکَلَهٗ۔ اس کو کھا لیا۔ اَکَلَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اُکُلُهٗ۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل۔ اُکُلُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

اُکُلُهَا۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل۔ اُکُلُ مضاف ھا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔

اُکُلِهِمْ۔ ان کا کھانا۔ اَکْلُ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

اٰکِلِیْنَ۔ کھانے والے۔ اٰکِلٌ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت نصب و جر۔

اَکْمَامِ۔ میوے کے غلاف۔ کِمٌّ کی جمع۔ کِمٌّ اس غلاف کو کہتے ہیں جو کلی یا پھل پر لپٹا ہوا ہوتا ہے۔

اَکْمَامِهَا۔ اس کے غلاف۔ اَکْمَام مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔

اَکْمَلْتُ۔ میں نے کامل کر دیا۔ میں نے پورا کر دیا اِکْمَالٌ سے جس کے معنی کامل کر دینے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔

اَکْمَهَ۔ مادر زاد اندھا۔ کَمَهٌ سے۔ جس کے معنی نابینا ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ۔

اَکُنْ۔ میں ہوں۔ (نَصَرَ) کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَکُنْ دراصل اَکُوْنُ تھا۔ حرف جازم داخل ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین کی بنا پر واو گر پڑا۔

اَکْنَانًا۔ چھپنے کی جگہیں۔ حفاظت کی جگہیں کِنٌّ کی جمع جس کے معنی حفاظت کی جگہ کے ہیں۔

اَکْنَنْتُمْ۔ تم نے دل میں چھپایا۔ تم نے دل میں محفوظ رکھا۔ اِکْنَانٌ سے۔ جس کے معنی دل میں چھپانے اور محفوظ رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَکِنَّةً۔ پردے۔ غلاف۔ کِنَانٌ کی جمع۔ جس کے معنی پردہ اور غلاف کے ہیں۔

اَکْوَابٌ۔ کوزے۔ آبخورے۔ کُوْبٌ کی جمع جس کے معنی کوزے اور پیالے کے ہیں۔

اَکُوْنَ۔ میں ہوں۔ کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ افعالِ ناقصہ میں سے ہے جو مخاطب کو پورا فائدہ دینے کے لئے اپنے اسم کے علاوہ خبر کے بھی محتاج ہیں۔

اَکُوْنَنَّ۔ بیشک میں ہو جاؤں گا۔ کَوْنٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔

اَکِیْدُ۔ میں داؤ کرتا ہوں۔ کَیْدٌ سے۔ جس کے معنی داؤ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَید یعنی داؤ کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی برا۔ لفظ استدراج اور مکر کی طرح اس کا استعمال بھی مذموم معنی میں زیادہ ہوتا ہے مگر یہ سب محمود معنی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں

قرآن مجید میں جہاں جہاں ان الفاظ کا استعمال بطور مذمت ہوا ہے وہاں اس سے معنی مذموم مراد ہیں اور جہاں بطور مذمت نہیں وہاں معنی محمود مراد ہوں گے۔ ہے

اَکِیْدَنَّ ۔ میں ضرور داؤ کروں گا۔ میں ضرور تدبیر کروں گا۔ کَیْدٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہے

فصل اللام

اَلْ ۔ وہ سب۔ حرف تعریف ہے۔ نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے آتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ عہدیہ اور جنسیہ۔ عہدیہ وہ جس سے کسی شے معہود کی طرف اشارہ کیا جائے خواہ وہ معہود ذہنی ہو یا معہود خارجی اور جنسیہ کبھی تو حقیقیہ ہوتا ہے یعنی حقیقت جنس پر دلالت کرتا ہے اور کبھی استغراقیہ یعنی ہر فرد جنس پر عمومیت کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ الف لام جب اسم جنس پر آتا ہے تو اس کو معرفہ کر دیتا ہے۔ کبھی کبھی بعض اعلام پر بھی آتا ہے۔

آل ۔ قوم گھر کے لوگ۔ تبعین۔ دوست۔ آلٌ کی اصل کیا ہے اس کے متعلق اہلِ لغت میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ دراصل اَھْلٌ تھا۔ اسی بنا پر جب اس کی تصغیر کی جاتی ہے تو اصل کی طرف لوٹا کر اُھَیْلٌ کہتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک اس میں جو دوسرا لفظ ہے وہ ھ کے بدلے میں آیا ہے۔ صاحبِ قاموس کہتے ہیں کہ ھ ہمزہ سے بدل گئی اَءْلٌ ہوا۔ اب دو ہمزہ ایک ساتھ جمع ہوئیں لہٰذا دوسری ہمزہ کو الف سے بدل دیا آلٌ ہو گیا۔ دیگر علماء کی رائے ہے کہ یہ دراصل اَوَلٌ تھا جس کے معنی لوٹنے کے ہیں واؤ کو الف سے بدلا گیا آلٌ ہو گیا۔ اور جو شخص کہ کسی کی طرف قرابت اور دوستی میں لوٹے وہ آل سے موسوم ہوا۔ ابوالحسن بن الباذش نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اسی بنا پر یونس اس کی تصغیر اُوَیْلٌ بیان کرتے ہیں اور کسائی نے تو اہلِ عرب سے صراحتاً اُوَیْلٌ ہی نقل کیا ہے۔ علاوہ بریں سیبویہ جو عربیت اور نحو کے امام ہیں۔ حروف کی باہمی تبدیلی کے باب میں کہیں یہ ذکر نہیں کرتے کہ ھا ہمزہ سے بدل جاتی ہے حالانکہ

له البحر المحیط ج ۱ ص ۱۸۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

انھوں نے ھرقت، ھیا، ھرحت ھیا لک کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں ہمزہ کو ھا سے بدل لیا گیا ہے۔

حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ دوسرے خیال کی تقویت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آل کی اضافت کسی قابلِ تعظیم شخص ہی کی طرف ہوتی ہے چنانچہ آل القاضی بولتے ہیں اور آل الحجام نہیں بولتے۔ اس کے برخلاف لفظ اھل کے استعمال میں یہ چیز ملحوظ نہیں

- - - - - - - - - - -

- - - اسی طرح مشتر آل کی اضافت غیر ذوی العقول کی طرف بھی نہیں ہوتی نیز اکثر علما کے نزدیک ضمیر کی طرف بھی وہ مضاف نہیں ہوتا۔ گو بعض علما کسی کے ساتھ اس کے استعمال کو روا رکھتے ہیں۔ چنانچہ عبدالمطلب نے اصحاب الفیل کے قصہ میں جو چند ابیات کہی تھیں ان میں سے ایک شعر میں یہ اضافت ثابت بھی ہے۔

وانصر علیٰ آل الصلیب ۔ وعابدیہ الیوم آلک

(آج تو صلیب والوں اور اس کے پرستاروں پر اپنے لوگوں کو فتح دے) آلِ فلاں کا اطلاق کبھی تو صرف آل پر ہوتا ہے اور کبھی آل اور مضاف الیہ دونوں پر بولا جاتا ہے

اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جب صرف آلِ فلاں کہا جائے گا۔ تو اس صورت میں مضاف الیہ بھی اس کے معنی میں داخل ہوگا۔ مگر یہ کہ کوئی قرینہ وہاں ایسا موجود ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ مضاف الیہ مراد نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ انا آل محمد لاتحل لنا الصدقہ (ہم آلِ محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں) یہ اسی کے شواہد میں ہے کیونکہ یہاں آلِ محمد کے مفہوم میں خود حضور کی ذاتِ گرامی بھی داخل ہے۔ اور جب دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا جائے تو پھر مضاف الیہ اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہوگا (جیسے اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد کہ یہاں آلِ محمد کے لفظ میں ذاتِ گرامی داخل نہیں ہوگی) غرض آلِ فلاں کا لفظ فقیر اور مسکین۔ ایمان اور اسلام۔ فسوق اور عصیان کی طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک بولا جائے گا تو دوسرا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہوگا اور جب دونوں ایک ساتھ آئیں گے تو ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہوں گے۔ [1]

[1] فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۳۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

یاد رہے کہ باعتبارِ لغت آل کے معنی میں قرابتدار، احباب اور پوری قوم داخل ہے چنانچہ درود شریف والی حدیث میں آلِ محمد سے تمام صلحاءِ امت مراد ہیں۔ پ۱/۲ پ۳/۱۴ پ۳/۱۰،۱۲ پ۵/۹ پ۹/۲ پ۱۱/۳ پ۱۱/۱۱ پ۱۳/۱۲ پ۱۴/۲،۳ پ۱۹/۴ پ۱۹/۱۱ پ۲۰/۲ پ۲۲/۸ پ۲۳/۹،۱۰ پ۲۴/۹،۱۰

اِلٌّ۔ قرابت۔ عہد۔ حلف۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ عہد، حلف اور قرابت کی نمایاں حالت کا نام اِلٌّ ہے۔ جب کوئی چیز اس طرح چمکنے لگے کہ اس کا انکار ناممکن ہو تو اس کے لئے تَئِلُّ (وہ چمکتی ہے) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ اِلٌّ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

(۱) اس کے معنی عہد کے ہیں شاعر کہتا ہے۔

وجدناهم کاذبا الهم
وذوا الالّ والعهد لا یکذب

ہم نے ان کے عہد کو جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد و پیمان کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا۔

اس شعر میں اِلٌّ کے لفظ سے عہد مراد ہے۔

(۲) فراء اِلٌّ کے معنی قرابت کے بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں۔

لعمرك ان الك من قریش
کالّ السقب من رائل النعام

(تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے جیسی کہ اونٹنی کے بچے کی قرابت شترمرغ کے بچے سے)

یہاں اس کا استعمال قرابت کے معنی میں ہوا ہے۔

(۳) اِلٌّ حلف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اوس بن حجر کا قول ہے۔

ولا بنومالك والالّ مرقبة
ومالك فیهم الالاء والشرف

(اگر بنو مالک نہ ہوتے اور قسم کہ جس کی پابندی کی گئی اور بنو مالک میں ہی بخششیں ہیں اور شرافت)

یہاں یہ حلف کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۴) یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسیلمہ کا ہذیان آپ کے گوش گزار ہوا تو آپ نے فرمایا

ان هذا الكلام لم یخرج من الّ
یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا۔

لیکن زجاج نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء احادیث اور قرآن کے ذریعہ معلوم ہیں اور کسی شخص کو یا اِلُّ کہتے نہیں سنا گیا۔

(۵) زجاج کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اِلُّ کی حقیقت جس کو لغت ضروری بتلاتی ہے کسی شئے کا تیز کرنا ہے۔ اسی اعتبار سے بھالے کو اَلَّۃٌ اور تیز کانوں کو اُذُنٌ مؤللۃ کہتے ہیں پس اس کے تیز اور مستحکم ہونے کے لحاظ سے عہد و قرابت کے الفاظ کی جو اس کی تفسیر کی گئی ہے درست ہے۔

(۶) ازہری کا بیان ہے کہ عبرانی میں ایل اللہ عزوجل کا نام ہے پس ممکن ہے کہ اسی ایل کو تعریب کرکے اِلٌّ کہا گیا ہو۔

(۷) بعض نے کہا ہے کہ اِلٌّ ماخوذ ہے اَلَّ یؤلُّ اَلًّا سے۔ جس کا استعمال صفائی اور چمک دمک کے لئے ہوتا ہے اور چمکنے کے اعتبار سے ہی اس کی اِلّ مشتق ہے (کیونکہ اولاد قرابت میں درخشاں حیثیت رکھتی ہے) اور بھالے سے اس کی تیزی میں تشبیہ دیتے ہوئے کانوں کے متعلق کہتے ہیں اُذُن مؤللۃ (یعنی بہت تیز کان میں) اور عربی میں کسی شخص کے چلانے اور پکارنے کے لئے بھی اَلِیْلٌ کا لفظ آتا ہے۔ چنانچہ جب عورت چلا کر نوحہ کرنے لگے تو کہتے ہیں رفعت المرأۃ الیلھا یعنی وہ زور زور سے یاویلاہ پکارنے لگی۔ پس عہد کا اِلٌّ یا تو اس وجہ سے نام پڑا کہ وہ ظاہر طور پر ہوتا ہے اور بدعہدی کی آمیزشوں سے پاک صاف ہوتا ہے یا اس لئے کہ عرب جب باہم حلف لیتے تھے تو بلند آواز سے چلاتے اور اس کو شہرت دیتے تھے[1]

امام صاحب نے اگرچہ اس سلسلہ میں سات اقوال نمبروار شمار کرائے لیکن درحقیقت یہ صرف چار ہی قول ہوئے یعنی اِلٌّ کے معنی بعض اہل لغت عہد کے بیان کرتے ہیں بعض قرابت کے بعض حلف کے اور بعض اس کو اللہ تعالیٰ کا نام قرار دیتے ہیں۔ چوتھا اور چھٹا قول درحقیقت ایک ہی ہے۔ اسی طرح پانچویں اور ساتویں قول میں صرف اشتقاق کی بحث ہے ورنہ معنی کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں۔ دونوں اقوال میں عہد کے معنی مسلم رکھے ہیں۔

امام ابن جریر طبری نے ان تمام معانی اور

---

[1] تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۰۲ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

روایات کو بیان کر کے فرمایا ہے کہ چونکہ لفظ اِلّ شان تمام معانی پر شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی ایک معنی میں اس کو مخصوص نہیں فرمایا۔ ہمارے نزدیک وجہ درست یہی ہے کہ اس کو اپنے تمام معانی میں اسی طرح عام سمجھا جائے جس طرح کہ اللہ عزوجل نے اس کو عام رکھا ہے۔ پس آیت شریفہ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا کا ترجمہ یوں کرنا چاہیے کہ یہ مشرکین کسی مومن کے متعلق بھی نہ اللہ کا پاس کرتے ہیں نہ رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا خیال کرتے ہیں نہ کسی قسم کا۔[1] سب

اَلَا - خبردار ہو جاؤ۔ جان لو۔ سن رکھو۔ علامہ زمخشری قاضی بیضاوی اور علماء کی ایک جماعت کے خیال میں یہ ہمزہ استفہام اور لا نافیہ سے مرکب ہے جو اپنے مابعد کے تحقق و ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ استفہام جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اس سے مزید ثبوت مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت شریفہ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى (کیا ایسا خدا زندہ نہیں کر سکتا مردوں کو) میں قدرت الٰہی کا ثبوت مزید مقصود ہے یعنی ضرور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو جملہ اس کے بعد مذکور ہوگا وہ ایسے الفاظ سے شروع ہوگا جو قسم کے لئے آتے ہیں۔[2] لیکن علامہ ابوحیان اندلسی النہر المادّ من البحر میں رقمطراز ہیں۔

"ہمارے نزدیک مختار یہی ہے کہ اَلَا جو تنبیہ کے لئے مستعمل ہے حرف بسیط ہے اور اس کے مرکب ہونے کا دعویٰ خلافِ اصل ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال غلط ہے اور اَلَا کے مواقع استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ لا نافیہ نہیں جیسا کہ دعویٰ کیا ہے غور فرمایئے اَلَا اِنَّ زَيْدًا منطلق کی اصل لَا اِنَّ زَيْدًا منطلق نہیں کیونکہ یہ عرب کی ترکیب نہیں بر خلاف آیت شریفہ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ کے جو بطور نظیر پیش کی گئی ہے کیونکہ لیس زید بقادر کی ترکیب صحیح ہے۔ نیز رُبَّ لَيْتَ، اور حرف نداء وغیرہ سے پہلے بھی اَلَا آتا ہے جہاں یہ سمجھا ہی نہیں جا سکتا کہ لا نافیہ ہے اور ہمزہ استفہام نے لا نافیہ پر داخل ہو کر تحقیق کا فائدہ دیا ہے

---

[1] تفسیر المنار ج ۱۰ ص ۲۰۸ طبع مصر ۱۳۴۶ھ۔ [2] دیکھو تفسیر کشاف ج ۱ ص ۲۳ طبع مصر ۱۳۵۴ھ و تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۸۳ طبع مصر ۱۳۳۰ھ

اسی طرح ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں کہ اس کے بعد جو جملہ آتا ہے وہ اس قسم کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے جو قسم کے لئے آتے ہیں، کیونکہ اس کے بعد کا جملہ رُبَّ، لَيْتَ، فعل امر ندا۔ اور حَبَّذَا سے بھی شروع ہوتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی سے بھی قسم نہیں کھائی جاتی۔ اور اس اَلَا کی جو کہ حرفِ تنبیہ اور حرفِ استفتاح ہے علامت یہ ہے کہ کلام بغیر اس کے صحیح نہیں ہوتا۔ [۱]

اَلَا کا استعمال کبھی عرض کے لئے بھی ہوتا ہے یعنی کسی چیز کو نرمی سے طلب کرنا جیسے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے) اور کبھی تحضیض یعنی کسی چیز کے سختی کے ساتھ مطالبے کے لئے بھی آتا ہے جیسے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (کیا تم نہیں لڑو گے ان لوگوں سے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انھیں نے تم سے پہلے چھیڑ کی)۔

سلیمان جمل شیخ سمین سے ناقل ہیں۔

اَلَا حرفِ تنبیہ و استفتاح (یعنی کلام کے شروع کرنے کے لئے) ہے اور ہمزہ استفہام و لا نافیہ سے مرکب نہیں بلکہ بسیط ہے۔ ہاں یہ تنبیہ استفتاح عرض اور تحضیض میں مشترک ہے۔ جب یہ تنبیہ و استفتاح کے لئے استعمال ہوتا ہے تو جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور جب عرض یا تحضیض کے لئے آتا ہے تو صرف افعال کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے خواہ وہ افعال لفظاً مذکور ہوں یا تقدیراً۔ [۲]

پ ۱ ۲ ۱۰ و ۱۲، پ ۳ ۱۴، پ ۴ ۹، پ ۷ ۸ و ۱۲، پ ۱۱ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۶، پ ۱۲ ۱۸

پ ۱۳ ۳ و ۵ و ۶ و ۸، پ ۱۴ ۱۰، پ ۱۵ ۹ و ۱۲، پ ۱۸ ۱۵، پ ۱۹ ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۳

پ ۲۳ ۷ و ۹ و ۱۵ و ۱۶، پ ۲۴ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲، پ ۲۵ ۹، پ ۲۶ ۴، پ ۲۸ ۱، پ ۳۰ ۸

اَلَّا۔ یہ کہ نہیں۔ کیوں نہیں۔ حرفِ تحضیض ہے اور جملہ فعلیہ خبریہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اصل میں اَنْ لَا تھا۔ نون کا لام میں ادغام کر دیا گیا۔ یا ھَلَّا تھا ہَا کو ہمزہ سے بدل لیا گیا پ ۱۲ ۱۶، پ ۱۵ ۶ و ۵، پ ۱۹ ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱

[۱] النہر الماد من البحر ج ۱ ص ۹۵ طبع مصر بر حاشیہ البحر المحیط۔ مصنف نے البحر المحیط میں اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اشعار عرب کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ [۲] حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۱ ص ۱۸ طبع مصر ۱۳۰۳ھ

اَلَافٌ - ہزاروں۔ اَلفٌ کی جمع جس کے معنی ہزار کے ہیں۔ پ ۲

اَلْاٰنَ - اب۔ ظرفِ زمان ہے اور مبنی بر فتح۔ الف لام اس پر بعض کے نزدیک تعریف کا اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے پ ۲ پ ۲ پ ۳ پ ۵ پ ۱۱ پ ۱۲ [illegible]

اَلْبَابٌ - عقلیں۔ لُبٌّ کی جمع جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر طرح کی آمیزش سے خالص ہو چونکہ لُبّ ہر چیز کے خلاصہ اور جوہر کو کہتے ہیں اور عقل خالص بھی انسان کا خلاصہ جوہری ہے اس لئے اس کا نام لُبّ ہوا بعض لوگوں نے لُبّ کے معنی پاکیزہ عقل کے بتلائے ہیں۔ غرض ہر لب عقل ہے لیکن ہر عقل لب نہیں کہی جاسکتی یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان تمام احکام کو جن کا صرف عقولِ زکیہ ہی ادراک کرسکتی ہیں اولوالالباب ہی سے متعلق رکھا ہے [illegible]

اِلْتَفَّتْ - وہ لپٹ گئی۔ اِلْتِفَافٌ سے جس کے معنی لپٹ جانے اور آپس میں منضم ہوجانے کے ہیں

ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۲۹

اِلْتَقَتَا - وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں ان دونوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اِلْتِقَاءٌ سے جس کے معنی باہم مقابل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب۔ پ ۳

اِلْتَقَطَهٗ - اس کو اٹھالیا۔ اِلْتَقَطَ اِلْتِقَاطٌ سے جس کے معنی بلا قصد و طلب کسی چیز کے پاجانے اور اس کو اٹھالینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۰

اِلْتَقَمَهٗ - اس کا لقمہ کرلیا۔ اس کو نگل گیا۔ اِلْتَقَمَ اِلْتِقَامٌ سے جس کے معنی نگلنے اور لقمہ کرنے کے ہیں واحد مذکر غائب کا صیغہ اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۳

اِلْتَقٰى - وہ مقابل ہوا۔ وہ ملا۔ اس کی مڈبھیڑ ہوئی اِلْتِقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹ پ ۱۰ پ ۲۸

اِلْتَقَيْتُمْ - تم ملے۔ تمہاری مڈبھیڑ ہوئی۔ تم مقابل ہوئے۔ اِلْتِقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰

اِلْتَمِسُوْا - تم ڈھونڈ لو۔ تم تلاش کرو۔ اِلْتِمَاسٌ سے جس کے معنی طلب کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع

مذکر حاضر پ ۱۸ ع ۱۰

اَلَتْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو گھٹا دیا۔ اَلَتْنَا۔ اِلَاتٌ سے جس کے معنی کم کرنے اور گھٹا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۷ ع ۳

اَلَّتِیْ۔ (وہ ایک عورت) جو جس۔ اسم موصول ہے مفرد مؤنث کے لئے آتا ہے پ ۱ ع ۳ و ۱۵ و ۲۰ و ۱۵ پ ۲ ع ۱ و ۳ پ ۳ ع ۱۳ و ۱۵ پ ۴ ع ۱ پ ۵ ع ۱ و ۱۱ پ ۶ ع ۱۴ و ۱۱ پ ۷ ع ۱۳ و ۹ پ ۸ ع ۶ و ۱۱ پ ۹ ع ۱۹ و ۲۲ پ ۱۰ ع ۲ و ۴ و ۹ پ ۱۱ ع ۲ پ ۱۲ ع ۵ و ۹ و ۱۲ پ ۱۳ ع ۹ و ۱۴ پ ۱۴ ع ۱ و ۶ پ ۱۵ ع ۴ و ۵ پ ۱۶ ع ۶ پ ۱۷ ع ۴ و ۸ پ ۱۸ ع ۳ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ پ ۱۹ ع ۲ و ۱۳ و ۱۷ پ ۲۰ ع ۲ و ۱۰ و ۱۵ پ ۲۱ ع ۱ و ۲ پ ۲۵ ع ۶ پ ۲۶ ع ۱۲ پ ۲۸ ع ۲ و ۲۹

اِلْحَادٌ۔ کجروی۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ الحاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ذاتِ الٰہی کے ساتھ کسی کو شریک کرکے الحاد کرنا یہ الحاد ایمان کے منافی ہے اور اس کو ایمان جاتا رہتا ہے۔ دوسرے اسباب میں شرک کرکے الحاد کرنا اس سے ایمان کی جڑ تو کھوکھلی ہو جاتی ہے مگر سرے سے ایمان زائل نہیں ہو جاتا۔ اسماء الٰہی میں الحاد کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت سے متصف کیا جائے جس سے اس کا متصف ہونا درست نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صفاتِ الٰہی کی ایسی تاویل کی جائے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو پ ۹ ع ۱۳

اِلْحَافًا۔ لپٹنا۔ اصرار کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ یہ اصل میں لِحَافٌ سے ماخوذ ہے۔ لحاف اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے ڈھانپا جائے۔ پ ۳ ع ۵

اَلْحَقْتُمْ۔ تم نے ملایا۔ تم نے الحاق کیا۔ اِلْحَاقٌ سے جس کے معنی ملانے اور پہنچانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۲ ع ۱۰

اَلْحَقْنَا۔ ہم نے پہنچا دیا۔ ہم نے ملا دیا۔ اِلْحَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۷ ع ۳

اَلْحِقْنِیْ۔ مجھ کو ملا دے۔ مجھ کو شامل کر دے۔ اَلْحِقْ اِلْحَاقٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۳ ع ۵ پ ۱۹ ع ۵

اَلَدُّ۔ سخت جھگڑالو۔ لَدٌّ سے جس کے معنی سخت جھگڑا کرنے کے ہیں اسم تفضیل کا صیغہ پ ۲ ع ۹

ءَاَلِدُ۔ کیا جنوں گی میرے بچہ ہو گا۔ (ضَرَبَ) وِلَادَۃٌ سے۔ جس کے معنی جننے اور بچہ دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ءَاَلِدُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام کا ہے

جو بر سبیلِ تعجب ہے۔ پ۱۵

اَللَّذَانِ۔ (وہ دو مرد) جو۔ جنہوں۔ اسم موصول ہے اَلَّذِیْ کا تثنیہ ہے۔ بحالتِ رفع اَللَّذَانِ آتا ہے۔ پ۴ ۱۲

اَلَّذِیْ (وہ ایک مرد) جو۔ جس۔ اسم موصول ہے۔ مفرد مذکر کے لئے آتا ہے۔ پ۱ ۲و۳و۶و۷و۱۴

پ۲ ۵و۷و۱۲و۱۵و۱۶ ؛ پ۳ ۲و۳و۴و۶و۷و۹و۱۲و

پ۳ ۱۹ ؛ پ۴ ۹و۱۵و۱۹ ؛ پ۵ ۸و۱۷ ؛ پ۶ ۹ ؛ پ۷ ۲و۳و۶و۱۰و

پ۷ ۱۵و۱۷و۱۸ ؛ پ۸ ۱و۲و۳و۶و۷و۱۲و۱۳و۱۴و۱۷و۱۸

پ۹ ۹و۱۰و۱۲و۱۴ ؛ پ۱۰ ۴و۱۱و۱۵ ؛ پ۱۱ ۲و۳و۵و۶و۸و۹و۱۰و

پ۱۱ ۱۲و۱۳و۱۹ ؛ پ۱۲ ۱و۵و۸و۱۴و۱۵و۱۹ ؛ پ۱۳ ۴و۵و۷و۸و۱۲و

پ۱۳ ۱۲و۱۶و۱۸ ؛ پ۱۴ ۱و۸و۱۱و۱۴و۲۰ ؛ پ۱۵ ۱و۵و۷و۸و۱۰و

پ۱۵ ۱۱و۱۲و۱۳و۱۷ ؛ پ۱۶ ۵و۸و۱۱و۱۲و۱۳ ؛ پ۱۷ ۳و۵و۷و۱۰و۱۴

پ۱۸ ۲و۳و۸و۱۰و۱۲و۱۴و۱۷ ؛ پ۱۹ ۳و۴و۶و۷و۹و۱۱و

پ۱۹ ۱۵و۱۷و۱۸ ؛ پ۲۰ ۲و۳و۵و۱۲و۱۳ ؛ پ۲۱ ۱و۲و۷و۸و۹و

پ۲۱ ۱۲و۱۵و۱۸ ؛ پ۲۲ ۱و۲و۳و۷و۱۰و۱۲و۱۴و۱۷ ؛ پ۲۳ ۱و۲و

پ۲۳ ۴و۵ ؛ پ۲۴ ۱و۵و۷و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۷و۱۸و

پ۲۴ ۱۹ ؛ پ۲۵ ۳و۴و۶و۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸ ؛ پ۲۶ ۳و۴و

پ۲۶ ۹و۱۱و۱۳و۱۶و۱۸ ؛ پ۲۷ ۲و۳و۷و۱۵و۱۷و۱۸ ؛ پ۲۸ ۲و۴و

پ۲۸ ۶و۸و۱۱و۱۵و۱۸ ؛ پ۲۹ ۱و۲و۸ ؛ پ۳۰ ۱و۷و۸و۱۰و

پ۳۰ ۱۴و۱۶و۱۹و۲۱و۲۹و۳۱و۳۲و۳۳و۳۹

اَلَّذَیْنِ۔ (وہ دو مرد) جو۔ جنہوں۔ اسم موصول ہے۔ اَلَّذِیْ کا تثنیہ ہے۔ بحالتِ نصب و جر اَلَّذَیْنِ آتا ہے۔ پ۲۴ ۱۸

اَلَّذِیْنَ (وہ سب مرد) جو۔ جنہوں۔ اسم موصول ہے۔ اَلَّذِیْ کی جمع۔ پ۱ ۲و۳و۵و۶و۸و۹و۱۰و

پ۱ ۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ ؛ پ۲ ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و

پ۲ ۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ ؛ پ۳ ۱و۲و۴و۵و۶و

پ۳ ۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ ؛ پ۴ ۱و۲و۳و۴و

پ۴ ۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵ ؛ پ۵ ۲و۳و۴و۵و۶و

پ۵ ۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ ؛ پ۶ ۱و۲و

پ۶ ۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵

پ۷ ۱و۲و۳و۴و۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و

پ۷ ۱۵و۱۶و۱۷و۱۹ ؛ پ۸ ۱و۲و۳و۵و۷و۸و۱۰و۱۱و۱۲و

پ۸ ۱۵و۱۶و۱۷ ؛ پ۹ ۱و۳و۶و۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و

پ۹ ۱۵و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹ ؛ پ۱۰ ۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و

پ۱۰ ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ ؛ پ۱۱ ۲و۳و۴و

پ۱۱ ۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶

پ۱۲ ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۸و۹و۱۰ ؛ پ۱۳ ۱و۳و۶و۸و۹و

پ ۱۳: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ — پ ۱۴: ۱ و ۴ و ۸ و

پ ۱۴: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲

پ ۱۵: ۱ و ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ — پ ۱۶: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و

پ ۱۶: ۸ و ۹ — پ ۱۷: ۱ و ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

پ ۱۷: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

پ ۱۸: ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۱۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و

پ ۱۹: ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و

پ ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹

پ ۲۲: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و

پ ۲۲: ۱۷ — پ ۲۳: ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۴: ۱ و ۲ و ۳ و

پ ۲۴: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹

پ ۲۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰

پ ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۸

پ ۲۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و

پ ۲۸: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و

پ ۲۸: ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۹: ۱ و ۳ و ۴ و ۷ و ۸ و ۱۳ و ۱۵ — پ ۳۰: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و

پ ۳۰: ۱۵ و ۲۰ و ۲۳ و ۲۸ و ۳۲

الٓمٓ ۔ اس قسم کے حروف کو جو سورتوں کی ابتداء میں آتے ہیں، مقطعات کہا جاتا ہے۔ اور مفردات حروف تہجی کی طرح الگ الگ پڑھا جاتا ہے۔ اسرار دین میں سے ہیں جن کے معانی سے اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت وحکمت کی بنا پر عام لوگوں کو مطلع نہیں کیا۔ اللہ اور اس کے رسول نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اہتمام کے ساتھ وہی باتیں ہم کو بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے دین میں کوئی حرج واقع ہوتا ہو ظاہر ہے کہ ان کے معانی نہ جاننے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ اس لئے ہم کو بھی اس کی تفتیش کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔ بعض مفسرین نے ان کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ علامہ حافظ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں اس سلسلہ میں مفسرین کے تمام اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں۔

والذی اذھب الیہ	میرا مذہب یہ ہے کہ یہ تمام
ان ھذہ الحروف	حروف جو سورتوں کی ابتداء
التی فی فواتح السور ھو	میں واقع ہوئے ہیں متشابہات
المتشابہ الذی	میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ
استأثر اللہ تعالیٰ بعلمہ سائر	کے ساتھ مخصوص ہے اور بقیہ
کلامہ تعالیٰ محکم والی	تمام کلام الٰہی محکم ہے۔ ابو محمد
ھذا ذھب ابو محمد علی بن	علی بن احمد زبیدی بھی اسی

اسعد العزیزی۔ وھو — طرف گئے ہیں۔ اور یہی شعبی
قول الشعبی والثوری — ثوری اور محدثین کی ایک جماعت
وجماعۃ من المحدثین — کا قول ہے ان لوگوں کا بیان ہے
قالوا ھی سر اللہ فی — کہ یہ حروف قرآن مجید میں اسرار
القرآن وھی من المتشابہ — الٰہی میں داخل ہیں اور متشابہات
الذی انفرد اللہ — میں سے ہیں جن کا علم صرف اللہ
بعلمہ ولا یجب ان — ہی کو حاصل ہے۔ ہمارے لئے
نتکلم فیھا ولکن — ان کے بارے میں کچھ کہنا واجب
نؤمن بھا وتمر — نہیں بلکہ ہم ان پر ایمان لائیں گے
کما جاءت۔ — اور ان کو جس طرح نازل ہوا ہے
سلہ — اسی طرح رکھا جائیگا۔

امام قرطبی نے بھی خلفاء اربعہ حضرات ابوبکر صدیق عمر فاروق، عثمان ذی النورین، علی مرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی نقل کیا ہے۔ ربیع بن خیثم اور ابو حاتم بن حبان بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ ان کے معانی کا علم اللہ ہی کو ہے لہٰذا ان کی کوئی تفسیر نہیں کی جائے گی اور ان کے علم کو اللہ ہی کے سپرد کیا جائے گا۔ سلہ پ ۱ ۲۶ پ ۱۱

پ ۱۳ ۲۰ ۱۳ ۱۰

اَلْزَمْنٰهُ۔ ہم نے اس کے لئے لگا دیا ہے۔ ہم نے اس کے لئے لازم کر دیا ہے۔ اَلْزَمْنَا۔ اِلْزَامٌ سے جس کے معنی لازم کرنے اور لگا دینے کے ہیں۔ جمع متکلم کا صیغہ۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱۵

اَلْزَمَهُمْ۔ ان پر لگا دیا۔ ان کو جما دیا۔ اَلْزَمَ۔ اِلْزَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۶

اَلْسِنَۃٌ۔ زبانیں۔ لِسَانٌ کی جمع جس کے معنی زبان اور بولی کے ہیں۔ پ ۲۸

اَلْسِنَتِكُمْ۔ تمہاری زبانیں۔ تمہاری بولیاں۔ اَلْسِنَۃٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ آیت کریمہ اِخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ میں بولیوں کا اختلاف بھی داخل ہے اور لہجوں کا اختلاف بھی۔ پ ۱۴ پ ۲۱ پ ۲۱

اَلْسِنَتِهِمْ۔ ان کی زبانیں۔ اَلْسِنَۃٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۱۲ پ ۳

پ ۱۸ پ ۹ پ ۱۰ پ ۲۶

سلہ البحر المحیط ج ۱ ص ۳۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ سلہ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۹۲ برحاشیہ فتح البیان طبع مصر سنہ ۱۳۰۰ھ

اِلْعَنْهُمْ۔ ان کو پھٹکار۔ ان پر لعنت بھیج (فَتَحَ) اِلْعَنْ لَعْنٌ سے۔ جس کے معنی پھٹکارنے اور لعنت کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔

اِلْغَوْا۔ بک بک کرو۔ (نَصَرَ۔ سَمِعَ۔ فَتَحَ) لَغْوٌ سے۔ جس کے معنی بے سوچے سمجھے بکواس کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں لَغَا چڑیوں کے چیں چیں کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی اعتبار سے بے سوچے سمجھے زبان سے بک دینے کو لَغْوٌ اور لَغَا کہا گیا کہ وہ بھی چڑیوں کی طرح چیں چیں کرنے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ امام لغت ابوعبیدہ کی تصریح کے مطابق عَیْبٌ اور عَابٌ کی طرح لَغْوٌ اور لَغَا میں بھی دو لغتیں ہیں۔ کبھی ہر بری بات کو بھی لغو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ناقابل اعتبار بات کو بھی لغو کہتے ہیں۔

اَلْفٌ۔ ایک ہزار۔ اَلْفٌ کے معنی اصل میں ایک دوسرے سے پیوست ہو کر مل جانے کے ہیں۔ اعداد کی چار ہی قسمیں ہیں۔ اکائی۔ دہائی۔ سیکڑہ اور ہزار چونکہ ہزار میں یہ سب اعداد اکٹھے ہو جاتے ہیں اس لئے اس کا نام اَلْفٌ ہو گیا۔

اَلْفَافًا

اَلَّفَ۔ اس نے الفت دی۔ اس نے محبت ڈال دی تَاْلِیْفٌ سے جس کے معنی جمع کرنے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اَلْفَافًا۔ لپٹے ہوئے۔ ایک دوسرے سے پیوست گنجان درخت۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں اَوْزَاعٌ اور اَخْیَافٌ کی طرح اس کا واحد نہیں آتا اور بعض لوگ اس کا واحد لِفٌّ بتلاتے ہیں چنانچہ صاحب اقلید کا بیان ہے کہ مجھے حسن بن علی طوسی نے یہ شعر سنایا ؎

جنة لف وعیش مغدق

گنجان باغ اور حیات شیریں

وندامی کلھم بیض زھر

اور ہمنشیں سب حسین وجمیل

ابن قتیبہ کا یہ خیال ہے کہ اَلْفَافٌ لُفٌّ کی جمع ہے اور لُفٌّ لَفَّاءٌ کی جمع ہے مگر میرے خیال میں ابن قتیبہ کو اس کی کوئی نظیر نہ مل سکے گی کہ فُعْلٌ

کی جمع اَحْضَارٌ اور حُمُرٌ کی جمع اَحْمَارٌ ہو۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ یہ مُتْعَةٌ کی جمع ہے۔ بصورت حذفِ زوائد تو بات ٹھکانے کی ہوگی [1] لیکن علامہ ابوحیان کہتے ہیں کہ اس طرح بات بنانا کچھ صحیح نہیں کیونکہ مفردات کے بیان میں اس کا مفرد لِفٌّ لام کے زیر سے مذکور ہے اور یہی جمہور اہلِ لغت کا قول ہے [2]۔ صاحبِ قاموس نے اس کا واحد لَفٌّ زبر سے بھی بتایا ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ علامہ ابن قتیبہ اپنے دعوے میں منفرد نہیں بلکہ اور ائمہ لغت بھی اس بارے میں ان کے ہمزبان ہیں۔ چنانچہ امام رازی نے فراء سے [3] اور قاضی شوکانی نے کسائی سے بھی یہی نقل کیا ہے [4]۔ ابوعبیدہ اس کا واحد لَفِيْفٌ بتاتے ہیں [5]۔ ۳

اَلَّفْتَ۔ تو نے الفت ڈالی۔ تَأْلِيْفٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۳

اَلْفَوْا۔ انھوں نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲

اِلٰفِهِمْ۔ ان کا مانوس رکھنا۔ ان کا دوست رکھنا اَلْاِلْفُ بروزن اَلْفِعَالُ مصدر مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۳۰

اَلْفَيَا۔ ان دونوں نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ ۱۲

اَلْفَيْنِ۔ دو ہزار۔ اَلْفٌ کا تثنیہ ۱۰

اَلْفَيْنَا۔ ہم نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲

اَلْقِ۔ تو ڈال۔ اِلْقَاءٌ سے جس کے معنی ڈالنے اور پھینکنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اِلْقَاءٌ کے معنی اصل میں تو کسی شے کو اس طرح ڈالنے کے ہیں کہ نظر آتی رہے۔ پھر عرف میں اس کا استعمال ہر طرح کے ڈالنے کے متعلق ہونے لگا ۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹

اَلْقَابِ۔ خطابات۔ لقب۔ لَقَبٌ کی جمع انسان کا اصلی نام کے علاوہ جو دوسرا نام ہوتا ہے اس کو لقب کہتے ہیں۔ علم (اصلی نام) اور لقب میں فرق یہ ہے کہ علم میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔

[1] تفسیر کشاف ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مصر ۱۳۰۸ھ [2] البحر المحیط ج ۸ ص ۴۱۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [3] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۰۵ طبع مصر ۱۳۲۴ [4] و [5] فتح القدیر ج ۵ ص ۳۵۴ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

لیکن لقب میں معنی کا لحاظ ہوتا ہے۔ لقب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو عزت و شرف کے اعتبار سے ہو جیسے بادشاہوں کے القاب ہوتے ہیں دوسرے وہ جو بطور چڑانے کے رکھدیا جائے آیت شریفہ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے نام نہ ڈالو) میں دوسرے ہی قسم کے القاب مراد ہیں۔ [illegible]

اَلْقَتْ۔ اس نے نکال ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب [illegible]

اَلْقَوْا۔ انھوں نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اَلْقُوْا۔ تم سب ڈالو۔ اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اُلْقُوْا۔ وہ ڈالے گئے۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اَلْقُوْهُ۔ اس کو ڈالدو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

اَلْقِهْ۔ تو اس کو ڈال دے۔ اَلْقِ امر کا صیغہ اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

اَلْقِهَا۔ تو اس کو ڈال دے۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے [illegible]

اَلْقٰی۔ اس نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اُلْقِیَ۔ وہ ڈالا گیا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ءَاُلْقِیَ میں ہمزۂ اولیٰ استفہام انکاری کی ہے۔ [illegible]

اُلْقِیْ۔ میں ڈال دوں گا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَلْقِیَا۔ تم دونوں ڈال دو۔ اِلْقَاءٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر [illegible]

اَلْقِیٰهُ۔ تم دونوں اس کو ڈال دو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

اَلْقَیْتُ۔ میں نے ڈال دیا۔ اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَلْقَیْنَا۔ ہم نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اَلْقٰهُ۔ اس کو ڈالا۔ اَلْقٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد

مذکر غائب۔ س۲۴

اَلْقِيَاهُ۔ تو اس کو ڈال دے۔ اَلْقِ اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب س۲۴/۳

اَلْقٰهَا۔ اس کو ڈالا۔ اَلْقٰی صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب س۱۰/۴ س۳/۳

اَللَّاتِیْ۔ (وہ سب عورتیں) جو۔ جنھوں۔ اسم موصول ہے اَلَّتِیْ کی جمع۔ س۴/۳ س۱۴ و ۱۵ س۱۵ و ۱۶ س۱۲/۱۶ س۹/۱۱ س۲۲/۲

اَللَّائِیْ۔ (وہ سب عورتیں) جو۔ جنھوں۔ یہ بھی اسم موصول ہے جمع مؤنث کے لئے۔ اَلَّتِیْ کی جمع۔

س۲۱/۱۶ س۲۸/۱ و ۱۶

اَللّٰهُ۔ اللہ۔ مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن میں رقمطراز ہیں۔

" نزولِ قرآن سے پہلے عربی میں اللہ کا لفظ خدا کے لئے بطورِ اسم ذات کے مستعمل تھا۔ جیسا کہ شعراء جاہلیت کے کلام سے ظاہر ہے لیکن خدا کی تمام صفتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی تھیں پر کسی خاص صفت کے لئے نہیں بولا جاتا تھا۔ قرآن نے بھی یہی لفظ بطورِ اسم ذات کے اختیار کیا اور تمام صفتوں کو اس کی طرف نسبت دی۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (۷، ۱۸۰) اور اللہ کے لئے حسن وخوبی کے نام ہیں (یعنی صفتیں) پس چاہئے کہ ان صفتوں کے ساتھ اسے پکارو۔

کیا قرآن نے یہ لفظ صفت اس لئے اختیار کیا کہ لغت کی مطابقت کا مقتضا یہی تھا یا اس سے بھی زیادہ کوئی معنوی موزونیت اس میں پوشیدہ ہے۔

نوعِ انسانی کے دینی تصورات کا سب سے زیادہ قدیم عہد جو تاریخ کی روشنی میں آیا ہے، مظاہرِ فطرت کی پرستش کا عہد ہے۔ اسی پرستش نے بتدریج اصنام پرستی کی صورت اختیار کی۔ اصنام پرستی کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مختلف زبانوں میں بہت سے الفاظ دیوتاؤں کے لئے پیدا ہوگئے۔ اور جوں جوں پرستش کی نوعیت میں وسعت ہوتی گئی، الفاظ کا تنوّع بھی بڑھتا گیا۔ لیکن چونکہ یہ بات انسان کی فطرت کے خلاف تھی کہ ایک ایسی ہستی کے تصور سے خالی الذہن رہے جو سب سے اعلیٰ اور سب کی پیدا کرنے والی ہستی ہے۔ اس لئے دیوتاؤں کی پرستش کے ساتھ ایک سب سے بڑی اور سب پر حکمران ہستی کا تصور بھی کم وبیش ہمیشہ موجود رہا۔ اور اس کی جانب

جہاں بے شمار الفاظ دیوتاؤں اور ان کی معبودانہ صفتوں کے لئے پیدا ہوگئے۔ وہاں کوئی نہ کوئی لفظ ایسا بھی ضرور مستعمل رہا جس کے ذریعہ اس ان دیکھی اور اعلیٰ ترین ہستی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔

چنانچہ سامی زبانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف واصوات کی ایک خاص ترکیب ہے جو معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے۔ عبرانی سریانی، حمیری، عربی وغیرہ تمام زبانوں میں اس کا یہ لغوی خاصہ پایا جاتا ہے۔ یہ الف، لام اور ہ کا مادہ ہے اور مختلف شکلوں میں مشتق ہوا ہے۔ کلدانی اور سریانی کا "الاحیا" عبرانی کا "الوہ" اور عربی کا "الہٰ" اسی سے ہے اور بلاشبہ یہی "الہٰ" ہے جو حرفِ تعریف کے اضافہ کے بعد اللہ ہوگیا ہے اور تعریف نے اسے صرف خالقِ کائنات کے لئے مخصوص کردیا ہے۔

لیکن اگر اللہ "الہٰ" سے ہے تو "الہٰ" کے معنی کیا ہیں؟ علماء لغت و اشتقاق کے مختلف اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ قوی قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل "الہٰ" ہے اور "اَلِہَ" کے معنی تحیر اور درماندگی کے ہیں۔ بعضوں نے اسے "ولہ" سے ماخوذ بتلایا ہے اور اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ پس خالقِ کائنات کے لئے یہ لفظ اس لئے اسم قرار پایا کہ اس بارے میں انسان جو کچھ جانتا اور جان سکتا ہے وہ عقل کے تحیر اور ادراک کی درماندگی کے سوا اور کچھ نہیں ہے وہ جس قدر بھی اس ذاتِ مطلق کی ہستی میں غور وخوض کرے گا اس کی عقل کی حیرانی اور درماندگی بڑھتی ہی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ معلوم کرے گا۔ اس راہ کی ابتداء بھی عجز وحیرت سے ہوتی ہے اور انتہا بھی عجز وحیرت ہی ہے

اے بروں از وہم وقال وقیل من
خاک بر فرقِ من وتمثیل من!

اب غور کرو خدا کی ذات کے لئے انسان کی زبان سے نکلے ہوئے لفظوں میں اس سے زیادہ موزوں لفظ اور کونسا ہوسکتا ہے؟ اگر خدا کو اس کی صفتوں میں پکارنا ہے تو بلاشبہ اس کی صفتیں بے شمار ہیں لیکن اگر صفات سے الگ ہوکر اس کی ذات کی طرف اشارہ کرنا ہے تو وہ اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ ایک تحیر کردینے والی ذات ہے اور جو کچھ اس کی نسبت کہا جاسکتا ہے وہ عجز ودرماندگی کے سوا کچھ نہیں ہے؟

فرض کرو، نوعِ انسانی نے اس وقت تک خدا کی ہستی یا خلقتِ کائنات کی اصلیت کے بارے میں جو کچھ سوچا اور سمجھا ہے وہ سب کچھ سامنے رکھ کر ہم ایک موزوں سے موزوں لفظ تجویز کرنا چاہیں تو وہ کیا ہوگا؟ کیا اس سے زیادہ اور اس سے بہتر کوئی بات کہی جا سکتی ہے؟

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی اس راہ میں عرفان و بصیرت کی کوئی بڑی سے بڑی بات کہی گئی تو وہ یہی تھی کہ زیادہ سے زیادہ خود درماندگیوں کا اعتراف کیا گیا اور ادراک کا منتہی مرتبہ ہمیشہ یہی قرار پایا کہ ادراک کی نارسائی کا ادراک حاصل ہو جائے۔ عرفا کے دل و زبان کی صدا ہمیشہ یہی رہی کہ رب زدنی فیک تحیرًا! (یعنی خدایا کر کہ تیری ہستی میں ہمارا تحیر بڑھتا رہے۔ کیونکہ یہاں تحیر جہل کا نہیں بلکہ معرفت کا نتیجہ ہے)۔

زدنی بفرط الحب فیک تحیرًا
وارحم حشا بلظی ھواک تسعرا!

اور حکماء کی حکمت و دانش کا بھی فیصلہ ہمیشہ یہی ہوا۔

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

چونکہ یہ اسم خدا کے لئے بطور اسم ذات کے استعمال میں آیا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر ان تمام صفتوں پر حاوی ہو گیا جن کو خدا کی ذات کے لئے تصور کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم خدا کا تصور اس کی کسی صفت کے ساتھ کریں مثلاً الرب یا الرحیم کہیں تو یہ تصور صرف ایک خاص صفت ہی میں محدود ہو گا۔ یعنی ہمارے ذہن میں ایک ایسی ہستی کا تصور پیدا ہو جائے گا جس میں ربوبیت یا رحمت ہے لیکن جب ہم اللہ کا لفظ بولتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن ایک ایسی ہستی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو ان تمام صفات حسن و کمال سے متصف ہے۔ جو اس کی نسبت بیان کئے گئے ہیں اور جو اس میں ہونے چاہئیں۔" [1]

علامہ سید سلیمان ندوی ارض القرآن میں لکھتے ہیں

"مستشرقین یورپ نے بکمال لیاقت ہم کو یہ بتانا چاہا ہے کہ اَللہ اور اللّات ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں۔ اللہ مذکر دیوتا کے لئے قریش میں مستقل تھا۔ اور اللات یعنی دیوی اس اللہ کی قریش نے

[1] ترجمان القرآن ج ۱ ص ۱۰۱ طبع دہلی اشاعت سنہ ۱۳۵۰ء

تانیث بنائی تھی۔ (یہ جارج سیل مترجم قرآن واہرمن مترجم واقدی اور مارگولیتھ مصنف محمد کی تحقیق ہے دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگولیتھ محمد صفحہ ۱۹ (حاشیہ ارض القرآن))۔ ان عقلمندوں سے پوچھنا چاہئے کہ اللہ کی تانیث عربی قواعد کے موافق اللات کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس کی تانیث اگر ممکن ہے تو اللۃ چاہئے۔ یا الالٰھۃ۔ اللہ کی ہائے اصلی کیونکر تانیث سے ساقط ہوگئی۔ سلہ

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

لفظ اللہ کے متعلق مارگولیتھ صاحب کی تحقیق کہ "یہ اصل میں قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لئے محمد کی توحید پرستی کے یہ معنی ہیں کہ انھوں نے دوسرے قبائل کے دیوتاؤں کو مٹا کر اپنے خاندانی دیوتا کو منوایا" (محمد صفحہ ۱۹) یورپ کے مشرقی تبحر علمی کی شرمناک مثال ہے سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان میں حقیقی خدا کے مفہوم کے لئے کوئی لفظ موجود نہ تھا تم کہتے ہو کہ محمد سے پہلے عرب میں موحدین موجود تھے بہتیرے لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق عرب میں عیسائی شعرا بکثرت پیدا ہوئے ہیں، ہاں سچ ہے، عرب میں عیسائی شعرا ہوئے ہیں لیکن کیا ان کی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہیں سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کی ہیں وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہیں؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو الالٰہ ہے، الٰہ تو صرف عربی میں نہیں بلکہ تمام شامی زبانوں میں خدا تعالیٰ ہی کے لئے مستعمل ہے۔ کم از کم الوہ اور الوہیم سے تو ناواقفیت نہ ہوگی، قریش اپنے دیوتاؤں کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کوئی مجسمہ تھا؟ سلہ

۱

۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۲

۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۳ ۲

۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

۳ ۴

۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸

سلہ ارض القرآن ج ۲ ص ۲۳۰ طبع معارف ۱۳۴۳ھ سلہ ایضاً ج ۲ ص ۲۳۳

پ ۴: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و

پ ۵: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

پ ۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

پ ۶: ۱۵ — پ ۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۷: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و

پ ۸: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۵

پ ۹: ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۱۰: ۱ و ۲ و

پ ۱۰: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

پ ۱۰: ۱۶ و ۱۸ — پ ۱۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

پ ۱۱: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹

پ ۱۲: ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و

پ ۱۳: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و

پ ۱۳: ۱۸ و ۱۹ — پ ۱۴: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

پ ۱۴: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ — پ ۱۵: ۲ و ۳ و ۴ و ۱۰ و

پ ۱۵: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ — پ ۱۶: ۵ و ۶ و ۷ و

پ ۱۶: ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — پ ۱۷: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

پ ۱۷: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

پ ۱۸: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — پ ۱۹: ۲ و ۳ و

پ ۱۹: ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ ۲۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

پ ۲۰: ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۲۱: ۱۴ و ۱۷ — پ ۲۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و

پ ۲۲: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۳: ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و

پ ۲۳: ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و

پ ۲۴: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۵: ۱ و ۲ و

پ ۲۵: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و

پ ۲۵: ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۱ — پ ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

پ ۲۶: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ — پ ۲۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و

پ ۲۷: ۲۰ — پ ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

پ ۲۸: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۹: ۱ و ۲ و ۵ و ۷ و

پ ۲۹: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۳۰: ۳ و ۶ و ۷ و

پ ۳۰: ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۳ و ۲۹ و ۳۵ و ۳۷

اَللّٰھُمَّ ۔ یا اللہ، اے اللہ، امام رازی لکھتے ہیں "نحویوں کا اَللّٰھُمَّ کے بارے میں اختلاف ہے خلیل اور سیبویہ کہتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ کے معنی یا اللہ کے ہیں۔ میم مشدّدہ یا (حرف ندا) کے عوض میں آیا ہے۔ فراء کا بیان ہے کہ یہ اصل میں یا اللہ اُمَّ بخیر تھا۔ کثرتِ استعمال کی بنا پر حرفِ ندا اور اُمَّ کی

ہمزہ حذف ہو کر اَللّٰھُمَّ بن گیا۔ اس کی نظیر ھَلُمَّ
ہے کہ دراصل ھَلْ کے ساتھ اس میں اُمَّ کو منضم کر دیا
گیا ہے۔ پہلے خیال کے قائلین فراء کی تردید میں حسب
ذیل وجوہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) اگر فراء کا خیال درست ہوتا تو اَللّٰھُمَّ افعل
کذا کا استعمال بغیر حرف عطف کے صحیح نہ ہوتا کیونکہ
اس صورت میں اس کی اصل یہ ہوتی یا اللہ اُمنا و
اغفر لنا۔ حالانکہ ہم کسی شخص کو بھی نہیں پاتے کہ
جو اس حرفِ عطف کو ذکر کرتا ہو۔

(۲) زجاج کی اس سلسلہ میں دلیل یہ ہے اگر یہ صحیح
ہے تو پھر اصل کے اعتبار سے اَللّٰہُ اُمَّ کہنا بھی روا ہوتا۔
جیسے وَیْلُمِّہٖ کہ جب اصل کے اعتبار سے بولتے ہیں
تو وَیْلٌ اُمِّہٖ کہتے ہیں۔

(۳) اگر فراء کا بیان صحیح ہے تو حرفِ ندا محذوف
ماننا پڑیگا۔ پس اس اعتبار سے یا اللھم کہنا روا ہونا
چاہیے تھا۔ اور صرف روا ہی نہیں بلکہ جس طرح
یا اللہ اغفر لی کہا جاتا ہے اسی طرح ہمارے خیال
میں یہاں حرفِ ندا کا لازم ہونا واجب تھا حالانکہ
ایسا نہیں

فراء ان وجوہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی وجہ تو
یوں ضعیف ہے کہ یا اللہ اُمّ کے معنی ہوئے یا اللہ
اقصد (اے اللہ تو ارادہ فرما) پس اگر واغفر کہا جائیگا
تو اس صورت میں معطوف معطوف علیہ کے مغائر
ہوگا اور ایک کی بجائے دو سوال ہوں گے۔ اول اُمَّنَا
(تو ہمارے لئے ارادہ فرما) دوسرے وَاغْفِرْ لَنَا (ہماری
مغفرت کر) لیکن حرفِ عطف کے حذف کرنے کی
صورت میں اِغْفِرْ لَنَا اُمَّنَا کی تفسیر ہوگا۔ تو اس
صورت میں دونوں سوالوں کا مطلوب واحد ہوگا
اور زیادہ تاکید ہوگی۔ اس قسم کی نظائر خود
قرآن میں بہت سی موجود ہیں۔ دوسری وجہ یوں
ضعیف ہے کہ اس کی اصل ہمارے نزدیک یا اللہ
اُمَّنَا ہے اور اس کے متعلق جوازِ تکلم کا کون منکر ہے۔
علاوہ ازیں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جہاں فرع
کو اصل کے قائم مقام کرنا روا نہیں۔ غور کیجیے سیبویہ
اور خلیل کا یہ مذہب ہے کہ مَا اَکْرَمَہٗ کے معنی اَیُّ
شَیْءٍ اَکْرَمَہٗ کے ہیں مگر کبھی تعجب کے موقع پر یہ کلام
جس کو وہ اصل قرار دیتے ہیں استعمال نہیں کیا جاتا۔
پس ایسے ہی یہاں بھی سمجھ لینا چاہیے۔ تیسری وجہ

کا جواب یہ ہے کہ یہ کس نے تمہارے لئے تسلیم کرلیا
کہ یا اللھم کہنا روا نہیں چنانچہ فرا نے یہ شعر سند
میں پیش کیا ہے۔

وما علیک ان تقولی کلما
سبحت او صلیت یا اللھم

رہا بصرہ والوں کا یہ دعویٰ کہ یہ شعر غیر معروف
ہے تو اس کا حاصل تکذیبِ نقل ہے اور اگر اس کا
دروازہ کھول دیا گیا تو پھر لغت اور نحو کی کوئی چیز
بھی اعتراض سے نہیں بچ سکتی۔ رہا یہ کہنا کہ حرف
ندا کا لازمی ہونا واجب تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ
حرفِ ندا کبھی حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے آیتِ
شریفہ یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا (اے
یوسف اے سچے ہم کو حکم دے) میں۔ پس یہ بات
کیا بعید ہے کہ یا اسم اس سلسلہ میں مخصوص ہو کہ
یہاں اس قسم کا حذف لازم مانا جائے۔

فرا نے بصرہ والوں پر اس سلسلہ میں جو اعتراض
کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اگر میم کو حرفِ ندا کا قائم مقام مانا جائے تو
ندا کو منادیٰ سے مؤخر ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ قطعاً
ناجائز ہے۔ چنانچہ اللہ یا کہنا قطعاً روا نہیں حالانکہ
ان کے اصول پر یہ جائز ہونا چاہئے تھا۔

(۲) اگر یہ حرف صرف ندا کا قائم مقام ہو سکتا
ہے تو دوسرے اسما میں بھی ہونا چاہئے۔ پس جیسے یا زید
یا بکر کہنا روا ہے۔ ایسے ہی زیدم اور بکرم کہنا
بھی روا ہوتا۔

(۳) میم اگر حرفِ ندا کے عوض آیا ہے تو ظاہر ہے
کہ اس کو حرفِ ندا کے ساتھ جمع نہیں ہونا چاہئے
تھا حالانکہ جو شعر روایت کیا اس میں یہ بات موجود ہے

(۴) ہم اہلِ عرب کو نہیں پاتے کہ وہ اسما تامہ
میں اس میم کو اس لئے زیادہ کرتے ہوں تاکہ وہ بعض
ان حروف کے معنی کا فائدہ دے جو کسی کلمہ پر داخل
ہوں اور اس کے مباین ہوں۔ پس صرف اسی ایک
لفظ میں یہ طریقہ اختیار کرنا لغت میں استقراءِ عام
کے برخلاف حکم لگانا ہے جو سرے سے ناجائز ہے۔[1]

قاضی شوکانی نے تصریح کی ہے کہ اہلِ بصرہ
کے نزدیک اَللّٰھُمَّ کی ھا میں جو ضمہ ہے وہ

---

[1] تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۳۳ و ۲۳۴ طبع مصر حسینیہ مصریہ۔

اسم منادی مفرد کا ہے۔ اور اہل کوفہ کے نزدیک وہی ضمہ ہے جو اُمنا میں تھا۔ جب ہمزہ حذف ہوئی تو اس کی حرکت منتقل ہوگئی۔ لہ پ ۳ پ ۴ پ ۵ پ ۱۰ پ ۱۱

الٓمٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ حروف مقطعات ہیں۔ (دیکھو الٓمٓ) پ ۱ پ ۴ پ ۲۰ پ ۲۱

الٓمٓرٰ۔ الف۔ لام۔ میم۔ را۔ حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓمٓ) پ ۱۳

الٓمٓصٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ صاد۔ حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓمٓ) پ ۸

اَلَنَّا ہم نے نرم کر دیا۔ اِلَانَۃٌ سے جس کے معنی نرم کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۲

اَلْوَاحٌ تختیاں۔ تختے۔ لَوْحٌ کی جمع جس کے معنی تختی اور تختے کے ہیں پ ۹ پ ۲۷

اَلْوَانُکُمْ۔ تمہاری رنگتیں۔ تمہارے رنگ۔ اَلْوَانٌ لَوْنٌ کی جمع جس کے معنی رنگ کے ہیں۔ اَلْوَانِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۱

اَلْوَانُہٗ اس کے رنگ۔ اس کی رنگتیں۔ اَلْوَانُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱۴ پ ۲۲ پ ۲۳

اَلْوَانُھَا۔ اس کے رنگ۔ اس کی رنگتیں۔ اَلْوَانُ مضاف۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲۲

اُلُوْفٌ۔ ہزاروں۔ اَلْفٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَلْفٌ) پ ۲

اِلٰہٌ۔ معبود۔ بروزن فِعَالٌ بمعنی اسم مفعول مَاْلُوْہٌ ہے۔ ہر قوم کے نزدیک جس کی بندگی کی جائے وہ الٰہ ہے خواہ معبود برحق ہو یا معبود باطل۔ (ملاحظہ ہو اللہ) پ ۱ پ ۲ پ ۳ پ ۴ پ ۶ پ ۷ پ ۸ پ ۹ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۶ پ ۱۷ پ ۱۸ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۲ پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۵ پ ۲۶ پ ۲۷ پ ۲۸ پ ۲۹ اِلٰھًا پ ۱ پ ۲ پ ۳ پ ۶ پ ۷ پ ۱۰ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۶

لہ فتح القدیر شوکانی ج ۱ ص ۲۹۸ و ۲۹۹ طبع مصر ۱۳۴۹ھ

اٰلِھَۃٌ۔ بہت سے معبود۔ اِلٰہٌ کی جمع۔ پ۷/۸و۱۱ پ۹/۹ پ۱۵/۵و۱۲ پ۱۶/۸ پ۱۷/۲و۴و۷ پ۱۸/۱۹ پ۲۳/۱و۴و۶و۱۳ پ۲۵/۱۰ پ۲۶/۲

اٰلِھَتَکَ۔ تیرے معبود۔ اٰلِھَۃٌ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۹/۵

اٰلِھَتِکُمْ۔ تمہارے معبود۔ اٰلِھَۃٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۴/۲و۵ پ۲۲/۱۰ پ۲۶/۱۰

اٰلِھَتَنَا۔ ہمارے معبود۔ اٰلِھَۃٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۲/۵ پ۱۴/۲ پ۱۹/۲ پ۲۳/۹ پ۲۵/۱۲ پ۲۶/۲

اٰلِھَتُھُمْ۔ ان کے معبود۔ اٰلِھَۃٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۲/۹ پ۲۳/۷

اٰلِھَتِیْ۔ میرے معبود۔ اٰلِھَۃٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۲۰/۶

اِلٰھَکَ۔ تیرا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱/۱۹ پ۱۶/۱۲

اِلٰھُکُمْ۔ تمہارا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲/۲ پ۱۳/۹ پ۱۶/۳و۱۳و۱۴ پ۱۷/۷و۱۲ پ۲۱/۱ پ۲۳/۵ پ۲۴/۱۵

اَلْھَمَھَا۔ اس کو سمجھ دی۔ اس کو القا کیا۔ اَلْھَمَ اِلْھَامٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کے دل میں ڈالدینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اِلْھَام لَھْمٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی نگلنے کے ہیں چونکہ الہام میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں ایک بات آتاری جاتی ہے، اس واسطے اس کا نام الہام ہوا۔ پ۳۰/۱۴

اِلٰھُنَا۔ ہمارا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۲۱/۱

اِلٰھَہٗ۔ اس کا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۹/۲ پ۲۵/۱۱

اَلْھٰکُمُ۔ تم کو غفلت میں رکھا۔ اَلْھٰی اِلْھَاءٌ سے جس کے معنی زیادہ ضروری چیز سے غافل رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۳۰

اِلٰھَیْنِ۔ دو معبود۔ اِلٰہٌ کا تثنیہ پ۷ پ۱۴/۱۲

اِلٰی۔ تک۔ طرف۔ ساتھ۔ میں۔ لئے۔ حروف جر میں سے ہے۔ جہات ششگانہ میں کسی چیز کی انتہا کی حد بتلانے کے لئے آتا ہے خواہ زمانہ اور وقت کی انتہا بتائے

جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ (پھر روزہ کو رات تک پورا کرو) یا جگہ اور مقام کی جیسے مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک) اور جب ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا ہو تو معیت کے معنی دیتا ہے جیسے وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ (اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ) اور جب اس کا مجرور فعل تعجب یا اسم تفضیل کے بعد محبت یا بغض کے معنی کا فائدہ دے تو یہ بیانیہ ہوتا ہے یعنی اپنے مجرور کی فاعلیت کو بیان کرتا ہے جیسے رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ (اے رب مجھ کو قید پسند ہے) اور کبھی لام جر کے مرادف ہوتا ہے جیسے وَالْاَمْرُ اِلَیْکِ (اور کام تیرے اختیار میں ہے) اور کبھی فی کے معنی بھی دیتا ہے جیسے لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (بیشک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن) اور جب زائدہ ہوتا ہے تو تاکید کے لئے آتا ہے جیسے فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ (سو کر کچھ لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف)

پ ۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲

پ ۳: ۲ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۴: ۱ و ۲ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹

پ ۴: ۱۲ و ۱۴ — پ ۵: ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۸ — پ ۶: ۳ و ۶ و ۷ و ۹

پ ۹: ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — پ ۷: ۱ و ۴ و ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹

پ ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۷ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۹: ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و

پ ۹: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ — پ ۱۰: ۱ و ۲ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷

پ ۱۱: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — پ ۱۲: ۲ و ۳ و

پ ۱۲: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۳: ۲ و ۴ و

پ ۱۳: ۶ و ۸ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۹ — پ ۱۴: ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۴ و

پ ۱۴: ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۲ — پ ۱۵: ۱ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۴ و

پ ۱۵: ۱۵ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۱ — پ ۱۶: ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷

پ ۱۷: ۲ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۸: ۲ و ۳ و ۴ و ۹ و

پ ۱۸: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ — پ ۱۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۹

پ ۲۰: ۴ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ — پ ۲۱: ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۲۱: ۱۴ و ۱۹ و ۱۷ — پ ۲۲: ۳ و ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

پ ۲۳: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۳: ۲ و

پ ۲۴: ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ — پ ۲۵: ۱ و ۲ و

پ ۲۵: ۲ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۶: ۴ و ۸ و ۱۰ و ۱۳ و

پ ۲۶: ۱۵ و ۱۹ — پ ۲۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹

پ ۲۸ — ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ ۲۹ — ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۱

پ ۳۰ — ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ و ۲۱

إِلَيَّ ۔ میری طرف، مجھ تک، اِلیٰ حرفِ جار، ضمیر واحد متکلم مجرور پ ۳/۱۲ ۔ پ ۶/۹ پ ۸/۸ و ۱۱ و ۱۶ پ ۹/۸ پ ۱/۱۳

پ ۱۱/۶ و ۱۳ پ ۱۲/۱۴ پ ۱۳/۳ پ ۱۴/۶ و ۱۳ پ ۱۶/۱۶ پ ۱۹/۶ و ۹ و ۱۳ پ ۲۰/۱۳ پ ۲۱/۱۱ پ ۲۲/۱۲

پ ۲۳/۱۲ پ ۲۴/۱۵ پ ۲۵/۱۴ پ ۲۶/۱ پ ۲۹/۱۱

إِلْيَاس ۔ نام ہے ایک پیغمبر جلیل القدر اور اللہ کے رسول کا۔ عام طور پر مفسرین اور مورخین آپ کو انبیاء بنی اسرائیل میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ الیاس حضرت ادریس ہی ہیں [1] حضرت ابن مسعود کی اس تفسیر سے ہو سکتا ہے کہ ان دو ناموں میں سے ایک آپ کا اصلی نام ہو اور دوسرا لقب۔ لیکن اگر مشہور نبی حضرت ادریس علیہ السلام مراد ہیں تو اول تو یہ کہ قرآن مجید نے جس انداز سے ان دونوں بزرگوں کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کیا ہے اس سے بظاہر یہ بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے۔ نیز سورۂ انعام کی اس آیت کے اعتبار سے بھی اس کی صحت دشوار ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ

اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ پر دی تھی۔ ہم جس کے مرتبے بلند کرنا چاہیں بلند کر دیتے ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار حکمت والا علم رکھنے والا ہے اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب۔ سب کو ہم نے ہدایت دی اور ان سب سے پہلے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو بھی اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ اور زکریا، یحییٰ

---

[1] اس روایت کی اسناد حسن ہے ملاحظہ ہو قسطلانی شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۳۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ عیسیٰ اور الیاس کو کہ یہ سب صالح
مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ انسانوں میں سے تھے نیز اسمٰعیل
اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ الیسع یونس اور لوط کو اور سب
وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا کو ہم نے بزرگی دی سارے
فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ جہان والوں پر۔
آیت مذکورہ میں وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ کی ضمیر یا تو
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہو گی کیونکہ
آپ ہی کا بیان ہو رہا ہے یا حضرت نوح علیہ السلام
کی طرف کہ قریب میں آپ کا ذکر آچکا ہے اور یہی
زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت یونس اور
لوط علیہما السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے
نہیں ہیں بہر صورت قرآن مجید حضرت الیاس علیہ السلام
کو حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام
کی ذریت میں شمار کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت ادریس
علیہ السلام کا عہد عام مورخین اور مفسرین کی تصریح
کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سے بہت
پہلے ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ
كَانَتْ فِيْمَا بَيْنَ حضرت نوح اور حضرت ادریس
نُوْحٍ وَاِدْرِيْسَ کے زمانہ میں ایک ہزار سال
اَلْفُ سَنَةٍ [1] کا فرق ہے۔
لیکن امام بخاری نے جامع صحیح میں خود حضرت
ابن عباس کا بھی تعلیقاً وہی بیان نقل کیا ہے جو
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جس
روایت کا امام بخاری نے حوالہ دیا ہے گو اس کی
سند ضعیف ہے [2] لیکن یہ واقعہ ہے کہ حضرت ابن
عباس کی جس روایت کو حاکم نے ذکر کیا ہے اس سے
یہ ہرگز پتہ نہیں چلتا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا
عہد حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہے بلکہ
حضرت نوح علیہ السلام کا پہلے نام لینا اس بات
کا قرینہ بن سکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا
زمانہ پہلے ہو۔ چنانچہ حافظ ابوبکر بن العربی جو اپنے
عہد کے نامور اور مستند ترین علماء میں سے ہیں حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما کی اسی روایت سے جس کا امام بخاری نے

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۲۸۰ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۲ھ [2] ملاحظہ ہو قسطلانی ج ۵ ص ۳۳۰۔

تعلیقاً ذکر کیا ہے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق وارد ہے کہ آپ اسرائیلی ہیں، وہ اس سلسلہ میں شب معراج کی مشہور حدیث بھی پیش کرتے ہیں جس میں حضرت ادریس علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح کے الفاظ سے خطاب کیا ہے یعنی آپ کا خیر مقدم نبی صالح اور برادر صالح کہتے ہوئے کیا۔ حالانکہ اگر ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے ہوتے تو حضرت آدم و حضرت ابراہیم علیہما السلام کی طرح وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال الابن الصالح (نیک بیٹے) کے الفاظ سے کرتے۔

لیکن حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں قمطراز ہیں کہ ہوسکتا ہے راوی نے اچھی طرح الفاظ کو محفوظ نہ رکھا ہو یا حضرت ادریس علیہ السلام نے بر سبیل تواضع اپنے پدری انتساب کو ذکر نہ کیا ہو[1]۔

تاہم اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ حضرت ادریس اور حضرت الیاس کی شخصیتوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے پر بجز اس کے کہ قرآن مجید نے ان کا تذکرہ جدا جدا ناموں سے کیا ہے اور کوئی چیز دلیل کے طور پر نہیں پیش کی جاسکتی۔ اور یہ دلیل خود اپنی جگہ پر ایسی نہیں جس سے اس بحث کا کوئی قطعی فیصلہ ہوسکے۔ رہے عام مورخین کے اس سلسلہ میں بیانات سو وہ تمام تر اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ جن کی صحت خود اپنی جگہ پر محل بحث ہے۔

ایک روایت میں مرفوعاً یہ بھی مذکور ہے کہ خضر ہی الیاس ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر سورہ انعام میں اس کو روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں اس کی پوری اسناد نقل کی ہے اور گو کسی راوی پر جرح تو نہیں ذکر کی مگر اس کو نہایت ہی غریب کہا ہے۔[2]

قرآن مجید کا مقصد چونکہ ایام اللہ یعنی قصص کے بیان کرنے سے تذکیر و موعظت ہے اس لئے وہ اسی حد تک کسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے جس تک

[1] عینی شرح بخاری ج ۷ ص ۲۴ طبع مصر۔ [2] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مصر ۱۳۴۸ھ [3] الاصابہ ج ۱ ص ۹۳ طبع مصر ۱۳۲۳

کہ وہ زندگی پر اثر انداز ہو سکے۔ اور انسان کی فلاح وصلاح میں کام آسکے۔ رہا واقعہ کی جزئیات کا استقصا یا تاریخ نگاری تو یہ قرآن مجید کے موضوع سے علیحدہ ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے تذکرہ میں بھی قرآن مجید نے آپ کی زندگی کے اسی پہلو کو نمایاں کیا ہے جو نوع انسانی کے لئے نشانِ راہ کا کام دے سکے۔ چنانچہ سورہ انعام میں آپ کے متعلق ہدایت وصلاح کا ذکر ہے اور الصافات میں آپ کا اپنی قوم کو دعوتِ حق دینا بعل کی پرستش پر سرزنش کرنا اور بجز اللہ کے چند مخلص بندوں کے پوری قوم کا آپ کو جھٹلانے کا بیان ہے۔ شارح وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انبیا علیہم السلام کے واقعات وسوانح کے بیان میں اسی چیز کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے جو کچھ اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کسی صحیح حدیث میں اس کو زیادہ مذکور نہیں۔ اس لئے حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق جو کچھ بھی تاریخ وقصص کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے وہ یا اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جن کی نہ تصدیق کی جا سکتی ہے نہ تکذیب بلکہ

بظاہر صحت سے دور ہی معلوم ہوتی ہیں۔ یا قصہ گو واعظین اور مورخین کے طبع زاد افسانے ہیں۔ جو انہوں نے اعجوبہ گوئی کی دُھن میں عوام کو خوش کرنے کے لئے بیان کر ڈالے۔ چنانچہ حضرت الیاس ؑ کی حیات جاوید۔ اور ہر سال موسم حج میں آپ کی حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت الیسع علیہ السلام سے ملاقات اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خضر یا حضرت الیاس کا آکر اہل بیت نبوی کی تعزیت کرنا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں آپ سے ملنا یہ سب خود ساختہ حکایات ہیں حافظ ابنِ کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے تذکرہ میں ان روایات کو بیان کر کے ایک ایک کی تنقید کی ہے تعجب ہے کہ اس قسم کی ایک روایت مستدرک حاکم میں بھی موجود ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جب ہم منزل پر فروکش ہوئے تو وادی میں کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا اللھم اجعلنی من امۃ محمد المرحومۃ المغفورۃ

المتاب لهآ دے اللہ مجھے محمد کی امت میں قرار دے کہ جس امت پر رحم کیا گیا ہے. جس کی مغفرت کی گئی اور جس کو اجر دیا گیا ہے) انس کا بیان ہے کہ میں وادی پر آیا تو میں نے ایسے شخص کو پایا جس کا قد تین سو گز سے بھی زیادہ تھا. اس شخص نے مجھ کو پوچھا تو کون ہے میں نے کہا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. دریافت کیا وہ کہاں ہیں. میں نے کہا وہ یہ ہے آپ کی آواز سن رہے ہیں. کہنے لگے تم جا کر ان سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر آپ کو اطلاع دی اور آپ نے ان سے آکر ملاقات کی معانقہ کیا پھر دونوں بیٹھکر باتیں کرنے لگے. حضرت الیاس نے کہا یا رسول اللہ میں ہر سال میں ایک دن کھاتا ہوں اور آج میرے افطار کا دن ہے لہذا میں اور آپ ساتھ مل کر کھائیں گے. چنانچہ ان دونوں پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل ہوا جس میں روٹی مچھلی اور کرفس (ایک ترکاری کا نام ہے) تھی. ان دونوں نے خود بھی کھایا اور مجھ کو بھی کھلایا پھر ہم سب نے ملکر عصر کی نماز پڑھی. پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وداع کہا تو میں نے دیکھا کہ آپ ابر پر سوار ہوکر آسمان کی جانب روانہ ہوگئے. حاکم نے اس روایت کو نقل کرکے لکھا ہے کہ.

ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ.	یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی.

لیکن حافظ شمس الدین ذہبی تلخیص المستدرک میں اس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہیں.

قلت بل موضوع قبح اللہ من وضعہ. وما کنت احسب ولا اجوزان الجہل یبلغ بالحاکم الی ان یصحح ھذا واسنادہ حدثنا احمد بن سعید المعدانی بنجارا حدثنا عبد اللہ بن محمود ثنا عبدان بن سیار ثنا احمد بن عبد اللہ	میں کہتا ہوں بلکہ موضوع ہے اللہ تعالیٰ اس کو وضع کرنے والے کا برا کرے. میرے گمان میں بھی نہ تھا اور نہ میں سمجھتا تھا کہ حاکم کو جہالت یہاں تک پہنچا کر رہیگی کہ وہ اس کی تصحیح کردیں گے حالانکہ اس کی سند یہ ہے (سند عربی عبارت میں مذکور ہے)

الحق شانیزین البلوی پس یا تو یزید بلوی نے
فاما ہذا افتراہ واما یہ افترا کیا ہے یا ابن
ابن سیاو۔ ۵۱ سیار نے۔

واضح رہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے
بارے میں مستشرقین یورپ کا سرمایہ تحقیق تمامتر یہی
من گھڑت افسانے ہیں جن کے خود ساختہ اور
جعلی ہونے کے متعلق پہلے محدثین شکر اللہ
مساعیہم صدیوں پہلے تصریح کر چکے ہیں مگر موجودہ
مستشرقین جب اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں
تو ان ہی افسانوں کو حقائق و واقعات کی شکل میں
پیش کرنے کی سعی نامحمود کرتے ہیں چنانچہ سٹروٹنگ
نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں حضرت الیاس
علیہ السلام کے مقالہ میں یہی دادِ تحقیق دی ہے۔

پ ۲۳

اِلْ یَاسِیْنَ۔ الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔
بات یہ ہے کہ الیاس دراصل عجمی نام ہے اور
عجمی ناموں کے بولنے میں اہلِ عرب تھوڑی تبدیلی
سے کام لیتے ہیں اور ان کا تلفظ مختلف طرح ہو
پر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسمٰعیل بھی کہتے ہیں اور اسمٰعین بھی۔
میکال بھی پڑھتے ہیں اور میکائیل و میکائین بھی ابراہیم بھی
کہا جاتا ہے اور ابراہم و ابراہام بھی۔ اسی طرح اسرائیل
اور اسرائین، طور سینا اور طور سینین وغیرہ۔ عرب کا
یہ قاعدہ ہے کہ بعض اوقات وہ قوم کے بڑے اور
بزرگ شخص کے نام سے پوری قوم کو موسوم کر دیتے
ہیں چنانچہ جہلبین یا جہالبہ ایک پوری قوم کا نام
ہے گویا ان میں ہر شخص کا نام جہلب ہے۔ اسی پر
قیاس کر کے بعض لوگوں نے الیاسین کو الیاس
کی جمع بتایا ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس
علیہ السلام کے متبعین کو لیا ہے بعض الیاسی کی
جمع کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جمع کی حالت میں
جس طرح اشعرین اور اعجمین میں یارِ نسبت گر گئی ہے
اس میں بھی ساقط ہو گئی لیکن یہ دونوں توجیہیں
خواہ مخواہ کا تکلف ہیں۔ ال یاسین کے بارے میں
ان کے اصول نحو و عربیت پر صحیح اترنے میں خود علما
فن کو کلام ہے بعض لوگوں نے آلِ یَاسِیْنَ اور
آلْیَاسِیْنَ بھی پڑھا ہے لیکن سب قرارتوں بھ

۵۱ مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۶۱۷ طبع دائرۃ المعارف سنہ ۱۳۴۲ھ

حضرت الیاس علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ کلبی نے

آل یاسین کے معنی آلِ محمد کے بتائے ہیں لیکن

علامہ واحدی کا بیان ہے۔

وھذا بعید لان ما یہ بعید معنی ہیں کیونکہ کلام

بعدہ من الکلام وما کا اگلا پچھلا حصہ اس کو

قبلہ لایدل علیہ[۱] نہیں بتلاتا۔

اسی طرح علامہ محمود آلوسی نے تصریح کی ہے

کہ اس قسم کے معانی کی صحت سے سیاق ساق

انکار کرتے ہیں[۲]

مسٹر وینسنک کی رائے میں العیاذ باللہ محض

ضرورت سجع اور قافیہ کی رعایت کے خیال سے

الیاس کو آلِ یاسین بنا دیا گیا جس کی وجہ سے مفسرین

کو اس کی تشریح میں بڑی دقتیں پیش آئیں[۳]

غور فرمایئے جب الیاس کے بارے میں دونوں

لغتیں موجود ہیں اور اہلِ عرب دونوں طرح اس کو

بولتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق تحریف کا دعوی کرنا

علمی بددیانتی کی کیسی شرمناک مثال ہے۔ ایک تمیمی

شاعر کا شعر ہے۔

یقول رب السوق لما جئنا

ھذا ورب البیت اسرائینا

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

قالت وکنت رجلا فطینا

ھذا لعمر اللہ اسرائینا

ان دونوں شعروں میں اسرائیل کو اسرائین کہا

گیا ہے۔ ۲۳۳

الیسع علیہ السلام۔ کہتے ہیں کہ آپ حضرت

الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ

نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال

ہے کہ الیسع حضرت الیاس یا حضرت خضر کا نام

ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح یہ جو بعض روایات

میں مذکور ہے کہ حضرت خضر تری پر مقرر ہیں اور حضرت

الیسع خشکی پر اور دونوں ہر شب میں سد سکندری پر

ملاقات کرتے ہیں یا حضرت الیاس اور حضرت الیسع

ہر سال موسم حج میں اکٹھے ہوتے اور زمزم پیتے

[۱] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۹۸ طبع مصر سنہ ۱۳۵۰ھ [۲] روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۲۹ طبع مصر

[۳] ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مقالہ (الیاس)

ہیں بعض جعلی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ۔

اِلَیْکَ ۔ تیری طرف ۔ تجھ تک ۔ اِلیٰ حرفِ جر کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مجرور ۔

اِلَیْکِ ۔ تیری طرف ، تجھ (عورت) تک اِلیٰ حرفِ جار کِ ضمیر واحد مونث حاضر مجرور ۔

اِلَیْکُمْ ۔ تمہاری طرف ۔ تم تک ۔ اِلیٰ حرفِ جار کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور ۔

اِلَیْکُمَا ۔ تم دونوں تک ۔ تم دونوں کی طرف اِلیٰ حرف جر کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مجرور ۔

اَلِیْمٌ ۔ دردناک ۔ دکھ دینے والا ۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے ۔

اِلَیْنَا ۔ ہماری طرف ۔ ہم تک ۔ اِلیٰ حرفِ جار نَا ضمیر جمع متکلم مجرور ۔

اِلَیْہِ ۔ اس کی طرف ۔ اس تک ۔ اِلیٰ حرفِ جار ہِ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور ۔

اِلَیْھَا ۔ اس ۔ (عورت) کی طرف ۔ اس تک اِلیٰ

حرف جار۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مجرور

پ ۱۴ · پ ۱۶: ۵ · پ ۲۱: ۹ · پ ۲۸: ۱۲

اِلَیْھِمْ۔ ان تک۔ ان کی طرف۔ اِلیٰ حرفِ جار
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور۔ پ ۳: ۱۶ · پ ۵: ۱ و ۱۲ · پ ۶: ۳ و ۱۲

پ ۸: ۱ و ۸ · پ ۱۰: ۳ و ۷ · پ ۱۱: ۱ و ۳ و ۷ · پ ۱۳: ۲ · پ ۲۳: ۲ و ۳ و ۹ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹

پ ۱۴: ۱۸ · پ ۱۵: ۸ · پ ۱۶: ۳ و ۱۳ · پ ۱۷: ۱ و ۵ · پ ۱۹: ۷ و ۱۸ · پ ۲۲: ۱۱ و ۱۹

پ ۲۳: ۱ · پ ۲۶: ۱۳ و ۱۹ · پ ۲۸: ۳ و ۷ و ۸

اِلَیْھِنَّ۔ ان کی طرف۔ اِلیٰ حرفِ جار۔ ھُنَّ
ضمیر جمع مؤنث غائب مجرور۔ پ ۱۲: ۱۴

فصل المیم

اُمٌّ۔ ماں۔ خواہ قریبی ماں ہو یعنی حقیقی والدہ یا دور
کی ہو یعنی نانی پرنانی وغیرہ سب کو عربی میں ام
کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت حوا علیہا السلام تک
کو ام کہا جاتا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی
زبان میں حضرت آدم علیہ السلام کو باوا آدم اور
حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو ماں حوا کہتے ہیں۔ کسی
شے کی اصل یا اس کی تربیت و اصلاح کے ذریعہ
اور سبب کے لئے بھی ام کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے
خلیل نے تصریح کی ہے کہ ہر وہ شے ام سے موسوم
ہو سکتی ہے جس کی طرف اس سے تمام متعلق
چیزیں ملا دی جائیں۔ پ ۹: ۸

اَمْ۔ یا۔ خواہ۔ کیا۔ حرفِ عطف ہے۔ استفہام کے
معنی دیتا ہے۔ اور کبھی بمعنی بَلْ یعنی بلکہ اور کبھی بمعنی
الف استفہام آتا ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے۔ پ ۱: ۱۰

پ ۱: ۹ و ۱۳ و ۱۶ · پ ۲: ۱۰ · پ ۵: ۵ و ۱۳ · پ ۶: ۴ · پ ۹: ۱۳ · پ ۱۰: ۸ · پ ۱۱: ۲ و

پ ۱۱: ۹ و ۱۱ · پ ۱۲: ۲ و ۱۳ · پ ۱۳: ۸ و ۱۱ · پ ۱۴: ۱۲ · پ ۱۵: ۶ · پ ۱۶: ۱۲ · پ ۱۷: ۲ و ۵ و ۷

پ ۱۸: ۴ و ۱۲ · پ ۱۹: ۷ و ۱۸ و ۱۹ · پ ۲۰: ۱ و ۱۲ · پ ۲۱: ۷ · پ ۲۲: ۷ و ۱۶ و ۱۸

پ ۲۳: ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ · پ ۲۴: ۲ و ۱۹ · پ ۲۵: ۲ و ۴ و ۵ و ۸

پ ۲۵: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۸ · پ ۲۶: ۱ و ۷ و ۸ · پ ۲۷: ۳ و ۴ و ۶ و ۱۰ و ۱۵

پ ۲۹: ۲ و ۴ و ۱۱ و ۱۲ · پ ۳۰: ۴

اَمَّا۔ لیکن۔ یا سو۔ حرفِ شرط ہے اور اکثر حالات
میں تفصیل کے لئے آتا ہے اور کبھی تاکید کے لئے بھی
مستعمل ہوتا ہے۔ پ ۱: ۳ · پ ۳: ۹ و ۱۳ · پ ۴: ۲ · پ ۶: ۴ · پ ۸: ۴ · پ ۹: ۵

پ ۱۲: ۹ و ۱۵ · پ ۱۳: ۸ · پ ۱۶: ۱ و ۳ · پ ۱۹: ۲۰ · پ ۲۰: ۳ و ۱۰ · پ ۲۱: ۵ و ۱۵ · پ ۲۲: ۱۹ · پ ۲۵: ۲۰

پ ۲۷: ۱۴ · پ ۲۹: ۱ و ۵ · پ ۳۰: ۳ و ۵ و ۹ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۲

اِمَّا۔ اگر۔ یا۔ جزا۔ یہ اِنْ اور مَا سے مرکب ہے اور
مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے کبھی شک کے لئے

کبھی ابہام کے لئے کبھی اختیار دینے کبھی اباحت بتانے اور کبھی تفصیل بیان کرنے کے واسطے آتا ہے۔
پ۱ پ۴ پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۵
پ۱۶ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۹

اَمَاتَ۔ اس نے مار ڈالا۔ اس نے موت دی۔ اِمَاتَۃٌ سے جس کے معنی موت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۳۰

اَمَاتَہٗ۔ اس کو مردہ کیا۔ اس کو موت دی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳ پ۳۰

اَمَّارَۃٌ۔ بڑا حکم دینے والا۔ امر سے۔ جس کے معنی حکم دینے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالَۃٌ پ۱۳

اُمُّ الْقُرٰی۔ مکہ معظمہ کا دوسرا نام ہے۔ ام القری کے معنی بستیوں کی اصل اور جڑ کے ہیں۔ مکہ معظمہ چونکہ ساری دنیا کا دینی مرکز ہے۔ تمام روئے زمین پر خدا کا پہلا گھر وہیں بنا۔ اور قبلۂ اول ہونے کا شرف اسی کو حاصل ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور آج بھی نہ صرف عرب بلکہ تمام عالم اسلامی کا۔ ان وجوہ سے قرآن مجید نے مکہ معظمہ کو ام القری کہا ہے۔ پ۷ پ۲۵

اُمُّ الْکِتٰبِ۔ کتاب کی اصل کتاب کی جڑ۔ لوح محفوظ۔ قرآن مجید بلکہ تمام آسمانی کتابوں میں دو قسم کی آیتیں ہیں۔ ایک وہ جن کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں یعنی ان میں لغت اور ترکیب کے اعتبار سے کسی قسم کا اجمال اور ابہام نہیں پایا جاتا اور مذہب کے عام اصول مسلمہ کے اعتبار سے ان کے معنی قطعاً متعین ہو چکے۔ دوسری وہ آیتیں جن کے معنی سمجھنے میں کچھ اشتباہ والتباس واقع ہو۔ یا تو اس وجہ سے کہ عبارت میں ابہام یا اجمال ہے یا اس وجہ سے کہ وہ کئی معنی کی محتمل ہے پہلی قسم کی آیتیں محکمات اور دوسری قسم کی متشابہات کہلاتی ہیں۔ چونکہ آیاتِ محکمات درحقیقت کتاب کی ساری تعلیمات کی جڑ اور اصل ہوتی ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے ان کو ام الکتاب کہا ہے۔ اسی طرح لوحِ محفوظ چونکہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے اور سارے علوم و فنون اسی کی طرف منسوب ہیں اور سب اسی سے نکلے ہیں۔ بدیں وجہ

اس کو بھی ام الکتاب سے موسوم کیا گیا ہے پ۹ پ۱۲ ع۲

إِمَامًا ۔ پیشوا۔ مقتدا۔ رہنما۔ بروزن فِعَالٌ اسم ہے بمعنی من یؤتم بہ کے یعنی جس کا قصد کیا جائے چونکہ مقتدا اور رہنما کا قصد کیا جاتا ہے اس لئے اس کو امام کہتے ہیں۔ غرض جس کی پیروی کی جائے وہ امام ہے۔ حق میں پیروی ہو یا ناحق میں اور خواہ جس کی پیروی کی جائے وہ انسان ہو کہ اس کے قول و فعل کی اقتدا کریں یا کتاب ہو کہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے یا اور کوئی شئے مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے نیز جمع کے موقع پر بلفظ واحد بھی مستعمل ہے پ۱ پ۱۲ پ۱۴ پ۱۵

إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔ کھلا راستہ۔ کھلی اصل ۔ إِمَام اس کو کہتے ہیں جس کا قصد کیا جائے اور مبین کے معنی واضح اور کھلے ہوئے کے ہیں۔ چونکہ راستہ کا قصد کیا جاتا ہے اور قیامت میں صحائف اعمال کی پیروی کی جائے گی یعنی جیسا ان میں تحریر ہوگا اسی کے مطابق سزا جزا ہوگی۔ اسی طرح لوح محفوظ میں جو کچھ مرقوم ہوتا ہے اسی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے گویا ہر شے اپنے وجود میں اسی کی پیرو ہوتی ہے اس لئے قرآن مجید نے راستہ اور صحیفہ اعمال یا لوحِ محفوظ کے لئے امام کا لفظ استعمال کیا ہے چنانچہ سورہ حجر میں ارشاد ہے وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (اور وہ دونوں (یعنی قوم لوط اور اصحاب الایکہ) کھلے راستے پر واقع ہیں یہاں امام مبین یعنی کھلا راستہ اس قدیم شاہراہ کو کہا گیا ہے جو عرب کے جغرافیہ میں یمن سے شروع ہو کر ساحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکل کر تیما وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی جاتی ہے۔ تمام قدیم جغرافیوں میں اس شاہراہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب۔ تیما اور رقیم کی بستیاں اسی شاہراہ پر حجاز و شام کے درمیان واقع تھیں یہی وہ شاہراہ ہے جو اگلے زمانے میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے سفر کا تنہا راستہ تھی۔ قریش کے تجارتی قافلے صیف (موسم گرما) اور شتاء (موسم سرما) دونوں زمانوں میں اسی راہ سے گزرتے تھے۔ اور سورہ یٰس میں جو آیت کریمہ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔ (اور ہر چیز ہم نے ایک کھلی اصل میں گن رکھی

اس میں امام مبین سے بعض مفسرین نے لوحِ محفوظ مراد لی ہے اور بعض نے صحیفہ اعمال مگر پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ۱۲

اَمَامَهٗ۔ اس کے سامنے۔ اس کے آگے۔ قُدَّامُ کی طرح ہے۔ اسم بھی ہوتا ہے اور ظرف بھی ۂ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اِمَامِهِمْ۔ ان کا پیشوا۔ ان کا سردار۔ اِمَامٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اَمٰنٰت۔ امانتیں۔ اَمَانَۃٌ کی جمع ہے۔

اَمٰنٰتِکُمْ۔ تمہاری امانتیں۔ اَمَانَات مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے۔

اَمَانَتَهٗ۔ اس کی امانت۔ اَمَانَۃ مضاف ۂ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اَمٰنٰتِهِمْ۔ ان کی امانتیں۔ اَمَانَاتِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اَمَانَة۔ امانت۔ آیت شریفہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ (ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس کی ڈر گئے اور آدمی نے اس کو اٹھالیا۔ اس میں شک نہیں کہ انسان بڑا بے ترس اور ناداں ہے) میں امانت سے تمام مفسرین کے نزدیک تکلیف شرعی مراد ہے۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان زمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں۔ یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرائی چیز (یعنی حکم) کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑا جائے اور ماننے والوں کا قصور معاف کیا جائے۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کردے تو بدلہ دینا پڑے گا اور بے اختیار ضائع ہوجائے تو کچھ نہیں۔" ۱۲

اَمَانِیَّ۔ جھوٹی آرزوئیں۔ خیالات کے اندازے۔

امیدیں ٹھیرائی ہوئیں بروزن اَفَاعِیل تشدید یا ہے اُمْنِیَّۃٌ کی جمع۔ جس کے معنی کسی ٹھیرائی ہوئی تمنا اور اندازہ کی ہوئی چیز کے ہیں۔ بعض مفسرین نے اَمَانِیَّ کے معنی جھوٹی باتوں کے اور بعض نے بے سمجھے بوجھے پڑھ لینے کے بیان کئے ہیں چونکہ جھوٹی بات میں ایک بے حقیقت چیز کا ٹھیرانا ہوتا ہے اور بے سمجھے بوجھے پڑھنا اندازہ پر چلتا ہے اس لئے یہ دونوں معنی بھی امنیہ سے مراد ہو سکتے ہیں ؎

پ ۱۸

اَمَانِیُّکُمْ۔ تمہاری ٹھیرائی ہوئی امیدیں تمہارے خیالات کے اندازے۔ اَمَانِیُّ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۵

اَمَانِیُّھُمْ۔ ان کی باندھی ہوئی آرزوئیں۔ ان کے ٹھیرائے ہوئے خیالات۔ اَمَانِیُّ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱

اِمَائِکُمْ۔ تمہاری لونڈیاں۔ اِمَاءٌ۔ اَمَۃٌ کی جمع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۸

اَمَۃٌ۔ لونڈی، باندی، اسم ہے پ ۲

اُمَّۃٌ۔ امت، جماعت، مدت، طریقہ، دین، ہر وہ جماعت جس میں کسی قسم کا کوئی رابطہ اشتراک موجود ہو اسے امت کہا جاتا ہے۔ خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت کی بنا پر ہو یا جغرافیائی اور عصری وحدت کی وجہ سے۔ اور خواہ اس رابطہ میں امت کے اپنے اختیار کو دخل ہو یا نہ ہو۔ اخفش نے تصریح کی ہے کہ امت باعتبار لفظ کے واحد ہے اور باعتبار معنی کے جمع نیز حیوان کی ہر جنس ایک امت ہے[1]۔ ابن دُرَید کا بیان ہے کہ جہاں بھی امت کے معنی مدت کے ہوں گے وہاں اس کا مضاف محذوف ہوگا اور مضاف الیہ مضاف کے قائم مقام سمجھا جائیگا[2]۔ اس لحاظ سے وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْھُمُ الْعَذَابَ اِلٰی اُمَّۃٍ مَّعْدُوْدَۃٍ (اور اگر ہم ان سے عذاب کو ایک مدت معلوم تک روکے رکھیں) اور وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ (اور اس کو مدت کے بعد یاد آیا) میں لفظ زَمَنِ یا حِیْنِ محذوف ہے گویا اصل میں

---

[1] عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۹۸۔ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانکتب ولانحسب

[2] ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

یوں تھا الیٰ زمن امۃ معدودۃ اور بعد حین امۃ زمن اور حین کو حذف کر کے مضاف الیہ یعنی لفظ امت کو اس کا قائم مقام سمجھا گیا۔

امت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے بھی آتے ہیں۔ عرب والے بولتے ہیں۔ فلان لا امۃ لہ یعنی فلاں کا کوئی دین اور طریقہ نہیں۔[1] پ ۱ (۱۵ و ۱۶)

پ ۳ (۱ و ۱۰) پ ۴ (۲ و ۳) پ ۵ (۳) پ ۶ (۱۱ و ۱۴) پ ۷ (۱۹) پ ۸ (۱۱) پ ۹ (۱۰، ۱۱ و ۱۲) پ ۱۱ (۷ و ۱۰) پ ۱۳ (۱ و ۱۰ و ۱۹) پ ۱۴ (۲) پ ۱۴ (۱ و ۱۱ و ۱۸ و ۱۹ و ۱۲) پ ۱۶ (۷ و ۱۲ و ۱۹) پ ۱۸ (۳ و) پ ۱۸ (۴ و ۱۲) پ ۲۰ (۳ و ۹ و ۱۰) پ ۲۲ (۱۵) پ ۲۳ (۶) پ ۲۵ (۲ و ۸ و ۹ و ۲۰)

اَمْتًا ۔ ٹیلا۔ اونچان۔ نشیب و فراز۔ کسی چیز کا مختلف ہونا۔ پ ۱۶ (۱۵)

اِمْتَازُوْا ۔ تم الگ ہو جاؤ۔ اِمْتِیَازٌ سے۔ جس کے معنی الگ ہونے اور ممیز ہو جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۳ (۳)

اِمْتَحَنَ ۔ اس نے جانچ لیا۔ اِمْتِحَانٌ سے۔ جس کے معنی آزمانے اور جانچنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو اِبْتَلٰی) پ ۲۶ (۱۲)

اِمْتَحِنُوْهُنَّ ۔ ان عورتوں کو جانچ لو اِمْتَحِنُوْا اِمْتِحَانٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ پ ۲۸

اَمْتِعَتِكُمْ ۔ تمہارے اسباب۔ تمہارے ساز و سامان۔ اَمْتِعَۃٌ۔ مَتَاعٌ۔ کی جمع۔ جس کے معنی ہر قسم کی چیز بست اور مال و اسباب کے۔ جس سے انسان اس دنیوی زندگی میں تھوڑا بہت نفع اندوز ہو سکے۔ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ۔ پ ۵ (۱۲)

اُمَتِّعْكُنَّ ۔ میں تم کو کچھ فائدہ پہنچا دوں

---

[1] عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۹۸۔

أُمَتِّعُ تَمْتِيْعٌ سے۔ جس کے معنی
تھوڑا بہت فائدہ پہنچانے یا تھوڑا بہت
مال اسباب دینے کے ہیں۔ مضارع
کا صیغہ واحد متکلم۔ کُنَّ ضمیر جمع مؤنث
حاضر۔ پ۲۱

أُمَتِّعُهٗ۔ میں اس کو کچھ نفع پہنچاؤں گا
اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

پ۱۵

أُمَّتُكُمْ۔ تمہارا گروہ۔ تم لوگ
أُمَّةٌ مضاف۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
مضاف الیہ پ۱۷ پ۱۸

اِمْتَلَأْتِ۔ تو پُر ہو گئی۔ تو بھر گئی
اِمْتِلَاءٌ سے۔ جس کے معنی پر ہونے
اور بھر جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث
حاضر پ۲۶

أَمَتَّنَا۔ تو نے ہم کو موت دی۔
أَمَتَّ اِمَاتَةٌ سے۔ جس کے معنی
موت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم
پ۲۴

أَمْثَال۔ مثالیں۔ مانند۔ مَثَلٌ اور
مِثْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی مانند اور
نظیر کے ہیں۔ امثال القرآن یعنی
قرآن مجید نے جو مثالیں اور نظیریں بیان
کی ہیں یہ ایک مستقل فن ہے۔ بیہقی نے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں پانچ چیزیں
نازل ہوئی ہیں۔ حلال وحرام۔ محکم اور
متشابہ۔ اور امثال۔ پس حلال پر
عمل کرو۔ حرام سے بچو۔ محکم کی
اتباع کرو۔ متشابہ پر ایمان لاؤ۔
اور امثال سے عبرت
پکڑو۔ [1]

[1] اتقان ج ۲ ص ۱۲۱ طبع مصر سنہ ۱۳۴۳ھ

ابو عبد الرحمٰن سلمی، ابو الحسن ماوردی، اور ابن قیم کی اس موضوع پر مستقل تصانیف ہیں

اَمْثَالُكُمْ۔ تمہاری طرح۔ تم جیسے۔ اَمْثَالُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

اَمْثَالُهَا۔ اس جیسے۔ اَمْثَالُ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔

اَمْثَالُهُمْ۔ ان کی مثالیں۔ ان جیسے اَمْثَالُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اَمْثَلُهُمْ۔ ان میں بہتر۔ اَمْثَلُ کے اصلی معنی تو زیادہ مشابہ کے ہیں لیکن اس کا استعمال اسی شخص کے لئے ہوتا ہے جو اچھے لوگوں کے مشابہ ہو اور اسی اعتبار سے اس کے معنی زیادہ بہتر اور زیادہ نیک کے آتے ہیں

اَمَدٌ۔ مدت۔ اَمَدٌ اور اَبَدٌ دونوں قریب المعنی ہیں، فرق یہ ہے کہ ابد غیر متعین اور غیر محدود زمانہ کا نام ہے اور امد محدود مگر غیر متعین زمانہ کا۔ البتہ اَمَدٌ کَذَا یعنی اتنی مدت کہہ کر اس کی تعیین کی جاسکتی ہے۔ زمان اور امد کے لفظ میں صرف اتنا فرق ہے کہ امد کا استعمال باعتبار غایت یعنی کسی چیز کی مدت ختم ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے اور زمان کا لفظ مبدا اور غایت دونوں کے لئے عام ہے۔ یعنی شروع زمانہ کے بتانے کے لئے بھی اور انتہائی زمانہ کے بتلانے کے لئے بھی اَمَدٌ اَمَدًا

اَمْدَدْنٰكُمْ۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ اَمْدَدْنَا اِمْدَادٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اَمْدَدْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کی مدد کی۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

اَمَدَّكُمْ۔ اس نے تمہاری مدد کی۔ اس نے تم کو پہنچایا۔ اَمَدَّ۔ اِمْدَادٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اَمْرٌ۔ کام۔ معاملہ۔ حالت۔ حکم۔ امر کا لفظ تمام اقوال و افعال کے لئے عام ہے چنانچہ آیتِ شریفہ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ (اسی کی طرف رجوع کیا

حسب کام کا) وغیرہ میں امر اپنے اسی عمومی معنی میں مستعمل ہے۔ جب امر حکم کے معنی میں آئے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ بصیغہ امر ہی ہو بلکہ خواہ بصیغہ امر ہو خواہ بلفظ خبر یا بطریق اشارہ کنایہ ہو، سب امر کے معنی میں داخل ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے مقدس صاحبزادے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا چونکہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے معلوم ہوا بچے کی قربانی کا حکم ہے۔ اسی لئے قرآن نے جب اس واقعہ کو بیان کیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبانی اس کو امر قرار دیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب کا واقعہ اپنے اکلوتے صاحبزادے کو سنا کر ان سے اس بارے میں رائے طلب کرتے ہیں تو ذبیح اللہ کی زبان سے ارشاد ہوتا ہے۔ یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (ابا جان آپ کیجئے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے) آیت شریفہ میں خواب کے غیبی اشارہ کو امر کہا گیا ہے۔ آیت شریفہ أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ (آپہنچا حکم اللہ کا) میں امر سے قیامت کی طرف اشارہ ہے۔ ب۹ ۱و۱۳ ب۷ ۴و۷و۸ ش۵ ۴و۵و۸ ب۷ ۱۲ ب۷ ۷و۱۳ ش۹ ۱۷ ب۹ ۸ ب۱۱ ۲و۳و۹ ب۱۲ ۴و۵و۷و۹و۱۹ ب۱۲ ۱۰و۱۳و۱۵ ب۱۳ ۷و۸و۹و۱۰و۱۹ ب۱۴ ۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۷ ب۱۵ ۱۰و۱۹ ب۱۴ ۲و۵و۷و۱۳و۱۷ ب۱۷ ۱۹ ش۱۸ ۱۵ ب۱۹ ۲و۱۸ ش۲۰ ۸ ب۲۱ ۳و۱۳ ب۲۳ ۱۳ ب۲۵ ۱۳و۱۸ ب۲۶ ۲و۷و۱۳و۱۵ ش۲۷ ۱و۲۸ ش۲۵ ۱و۱۸ ش۲۸ ۱۸ ش۳۰ ۷و۱۲ آمَرًا ب۱ ۱۳ ب۳ ۱۳ ش۱ ۱ ب۱۲ ۱۳ ش۱۳ ۳ ش۱۵ ۲۱ ۱۷ ۵ ب۱۹ ۱۸ ب۲۲ ۲ ب۲۴ ۱۳ ب۲۵ ۱۳و۱۳ ب۲۶ ۱۸ ش۲۸ ۱۷ ش۳۰ ۲

أَمَرَ - اس نے حکم دیا۔ اس نے فرمایا۔ (نَصَرَ) أَمْرٌ سے جس کے معنی حکم دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ب۱ ۱۲ ش۵ ۱۰ ب۱۳ ۱۵ ب۲۴ ۲۱ ش۳۰

أْمُرْ - تو حکم دے۔ أَمْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ب۹ ۱و۱۳ ب۱۶ ۱۱ ب۲۱

أَمَرُّ - بہت تلخ۔ مَرَارَةٌ سے جس کے معنی کڑواہونے اور تلخی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ب۲۷

إِمْرًا - بھاری۔ عجیب۔ انوکھا۔ قابل انکار۔ اسم ہے۔ ب۱۵ ۲۲

امْرُؤٌ - مرد۔ انسان۔ شخص۔ (امْرُؤٌ کی ہمزہ بحالت رفع واؤ کی شکل میں اور بحالت نصب الف کی

شکل میں اور بحالتِ جر یا کی شکل میں آتی ہے۔
اس کی را کو ضمہ بھی آتا ہے اور فتحہ بھی اور رفع کی حالت میں ضمہ اور نصب کی حالت میں فتحہ اور جر کی حالت میں کسرہ کے ساتھ پڑھنا بھی درست ہے۔ امرأ امرأت امرئ

اِمْرَاَۃ۔ عورت۔ اِمْرَءٌ کی مونث

اِمْرَاَتَانِ۔ دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالتِ رفع۔

اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ۔ عمران کی عورت عمران کی بیوی یعنی حضرت مریم علیہا السلام کی والدۂ ماجدہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جدۂ محترمہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔ ان کا اسم مبارک حنہ تھا۔ یہ عبرانی نام ہے۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حنہ نے حضرت مریم کو جنا اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو معراج[1] کی مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خالہ زاد بھائی فرمایا ہے[2]۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بھی نانی ہوتی ہیں

اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ۔ عزیز کی عورت۔ عزیز کی بیوی بعض علما اس کا نام راعیل بنت رعابیل بتلاتے ہیں اور بعض زلیخا بنت تملیخا۔ زلیخا کا تلفظ زا کے زبر اور لام کے زیر سے مشہور ہے اور بعض زا کو پیش اور لام کو زبر دیتے ہیں۔

اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی عورت۔ فرعون کی بیوی۔ ان کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ رضی اللہ عنہا۔ فرعونیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے انہیں نے روکا تھا۔ سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کا تذکرہ کیا ہے اور مومنین کے لئے ان کی مثال بیان فرمائی ہے، فرعون کو جب ان کے ایمان کا حال کھلا تو وہ کمبخت ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا۔ ابن ابی شیبہ، عبد بن

---

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۲ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۰ھ

[2] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا

حمید، ابن المنذر، ابن جریر، حاکم نیز بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کو چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر کے ایذائیں دی جاتیں اور جب لوگ ایذائیں دے کر ہٹ جاتے تو فرشتے اپنے بازوؤں سے ان پر سایہ فگن ہوتے، ان کو جنت میں اپنا گھر نظر آتا تھا۔ حاکم نے مستدرک میں اس روایت کو بخاری، مسلم کی شرط پر صحیح بتلایا ہے اور ذہبی نے تلخیص میں ان کی رائے سے اتفاق ظاہر کیا ہے[1] مسند احمد، مستدرک حاکم، اور معجم طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بیبیوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ آسیہ فرعون کی اہلیہ تھیں اپنی اس فضیلت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے متعلق ہم کو اس آیت میں بتائی ہے قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ[2] الآیہ۔ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت سوں کو کمال حاصل ہوا مگر عورتوں میں بجز آسیہ، فرعون کی اہلیہ اور مریم بنت عمران کے اور کسی کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ اور بلاشبہ عائشہ کو عورتوں پر ویسی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو اور کھانوں پر[3] ہے[4]۔

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ و مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۴۹۶ و ۴۹۷۔

[2] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ تعالیٰ ضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا امراۃ فرعون و صحیح مسلم کتاب الفضائل

تعجب ہے کہ حافظ ابن کثیر اور قاضی شوکانی نے صحیحین کے حوالے سے اس حدیث میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۲ طبع میرٹھ ۱۳۵۲ھ و تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹) حالانکہ صحیحین میں حضرت خدیجہ کا نام اس استثناء میں کہیں مذکور نہیں، البتہ معجم طبرانی، حلیۃ الاولیا ابو نعیم اصفہانی اور تفسیر ثعلبی میں جو روایت درج ہے اس میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کا بھی اس استثنا میں نام لیا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۱ طبع میرٹھ ۱۳۰۰ھ)

اِمْرَاَتَ لُوْطٍ - لوط کی عورت، لوط کی بیوی مقاتل کا بیان ہے کہ اس کا نام واہلعہ تھا قرآن مجید میں جو حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے متعلق اپنے شوہروں سے خیانت کرنا مذکور ہے۔ اس سے مراد خیانت دینی ہے حرامکاری اور بدکاری نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں کی خیانت یہ تھی کہ وہ ان پیغمبروں کے دین پر نہ تھیں، نوح علیہ السلام کی بیوی توان کے خفیہ راز پر مطلع رہتی اور جب کوئی شخص ان پر ایمان لاتا تو قوم کے سرکشوں کو اس کی اطلاع دیتی۔ اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کسی کی مہمانداری کرتے تو یہ شہر کے بدکاروں کو خبر دیتی[1] پ۲۸

اِمْرَاَتَ نُوْحٍ - نوح کی عورت، نوح کی بیوی مقاتل نے اس کا نام والہہ بتایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطرقِ صحیحہ حدیث و تفسیر کی متعدد کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت نوح اور لوط علیہما السلام کی جن دو بیویوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے ان دونوں نے حرامکاری نہیں کی تھی۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتی یہ دیوانے ہیں اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہمانوں کے متعلق اطلاع دیدیتی، قرآن مجید میں اسی خیانت کا ذکر ہے[2]۔ پ۲۸

اِمْرَاَتٰنِ - دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالتِ رفع۔ پ۳

اِمْرَاَتُكَ - تیری عورت۔ تیری بیوی۔ اِمْرَاَۃٌ مضاف۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۲ پ۱۹

اِمْرَاَتُهٗ - اس کی عورت۔ اس کی بیوی اِمْرَاَۃٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۳ پ۶ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۶ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۶ پ۳۰

اِمْرَاَتِیْ - میری عورت۔ میری بیوی۔ اِمْرَاَۃٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۳ پ۱۶

اِمْرَاَتَیْنِ - دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالت

---

[1] البحر المحیط ج ۸ ص ۲۹۴ طبع مصر ۱۳۲۹ھ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰ [3] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹۔

نصب دیر۔ پ

اُمِرْتُ ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم پ

اُمِرْتَ ۔ تجھے حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ

اَمَرْتُكَ ۔ میں نے تجھ کو حکم دیا۔ اَمَرْتُ اَمْرٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ

اَمَرْتَنِیْ ۔ تو نے مجھے حکم کیا۔ اَمَرْتَ اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ

اَمَرْتَهُمْ ۔ تو نے ان کو حکم دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ

اَمَرَكُمْ ۔ اس نے تم کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ

اَمْرُكُمْ ۔ تمہارا کام۔ اَمْرٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ

اَمَرْنَا ۔ ہم نے حکم دیا۔ یہاں امر تکوینی مراد ہے

اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ

اُمِرْنَا ۔ ہم کو حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ

اَمَرَنَا ۔ اس نے ہم کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی، نَا ضمیر جمع متکلم پ

اَمْرُنَا ۔ ہمارا حکم، ہمارا کام۔ اَمْرٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ

اٰمُرَنَّهُمْ ۔ میں ان کو ضرور حکم دوں گا۔ اٰمُرَنَّ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ

اَمَرُوْا ۔ انہوں نے حکم دیا۔ اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ

اُمِرُوْا ۔ ان کو حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ

اٰمُرُهٗ ۔ میں اس کو حکم دیتی ہوں۔ اٰمُرُ اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ

اَمَرَهٗ ۔ اس کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد

مذکر غائب پ ۳۰

اَمْرُہٗ۔ اس کا حکم۔ اس کا کام امر مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱ پ ۳ پ ۴ پ ۵ پ ۹ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۶ پ ۱۷ پ ۱۸ پ ۲۱ پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۵ پ ۲۸

اَمْرَھَا۔ اس کا کام اس کا حکم۔ امر مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱۳ پ ۲۸

اَمَرَھُمْ۔ ان کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۴ پ ۲۸

اَمْرُھُمْ۔ ان کا کام۔ ان کا معاملہ۔ ان کا حکم۔ اَمْرُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۴ پ ۸ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۷ پ ۱۸ پ ۲۲ پ ۲۵ پ ۲۸

اٰمِرُوْنَ۔ حکم دینے والے۔ اٰمِرٌ کی جمع۔ اٰمِرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۱

اَمْرِیْ۔ میرا حکم۔ میرا کام۔ امر مضاف یْ متکلم کی مضاف الیہ پ ۵ پ ۱۶ پ ۱۹ پ ۲۴

اَمْسِ۔ کل گزشتہ۔ ظرفِ زمان پ ۸ پ ۱۱

اِمْسَاکٌ۔ روک رکھنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے پ ۲

اِمْسَحُوْا۔ تم مسح کرو۔ تم ملو۔ (فتح) مَسْحٌ سے جس کے معنی ہاتھ پھیرنے اور پونچھنے کے آتے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵ پ ۶

اَمْسِکْ۔ تو روک رکھ۔ اِمْسَاکٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۲ پ ۲۳

اَمْسَکَ۔ اس نے روک رکھا۔ اِمْسَاکٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹

اَمْسَکْتُمْ۔ تم نے روک رکھا۔ اِمْسَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵

اَمْسَکْنَ۔ انھوں نے روک رکھا۔ اِمْسَاکٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب پ ۵

اَمْسِکُوْھُنَّ۔ ان عورتوں کو روک رکھو۔ ان کو رکھ لو۔ اَمْسِکُوْا اِمْسَاکٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب پ ۲ پ ۲۸

اَمْسَکَھُمَا۔ اس نے ان دونوں کو روک رکھا اَمْسَکَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۲۲

اَمْشَاجٍ۔ ملے ہوئے۔ مخلوط مَشِیْج مَشَیْج مَشَج اور مَشِج کی جمع جس کے معنی ملے جلے کے ہیں ۲۹ پ

اِمْشُوْا۔ تم چلو (ضَرَبَ) مَشْیٌ سے جس کے معنی چلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر سے ۲۵ پ

اِمْضُوْا۔ تم چلے جاؤ (نَصَرَ ضَرَبَ) مُضِیٌّ سے جس کے معنی گزر جانے اور چلے جانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۴

اَمْضِیَ۔ میں چلا جاؤں گا۔ (نَصَرَ وَضَرَبَ) مُضِیٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۵

اَمْطِرْ۔ تو برسا۔ اِمْطَارٌ سے جس کے معنی برسانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ مشہور لغوی ابو عبیدہؒ نے تصریح کی ہے کہ مَطَرَ کا استعمال باران رحمت میں ہوتا ہے اور اَمْطَرَ کا نزول عذاب میں۔ پ ۹

اُمْطِرَتْ۔ اس پر برسایا گیا ہے۔ اِمْطَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱۹

اَمْطَرْنَا۔ ہم نے برسایا۔ اِمْطَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۸ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۹

اَمْعَآءَهُمْ۔ ان کی آنتیں۔ اَمْعَاءٌ مِعًی کی جمع جس کے معنی آنت کے ہیں مضاف ہے هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۶

اُمُّكَ۔ تیری ماں۔ اُمٌّ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۶

اُمُّكِ۔ تیری ماں۔ اُمٌّ مضاف كِ ضمیر واحد مونث حاضر مضاف الیہ پ ۱۶

اُمْكُثُوْا۔ تم ٹھیرے رہو۔ (نَصَرَ) مُكْثٌ سے جس کے معنی ٹھیرے رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۶ پ ۲۰

اَمْكَنَ۔ اس نے پکڑوایا۔ اس نے قابو دلوایا۔ اِمْكَانٌ سے جس کے معنی ایک کو دوسرے پر قابو دلوانے اور پکڑوانے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۰

اَمَلَ۔ امید۔ توقع۔ اٰمَالٌ جمع پ ۱۴ آمَلًا پ ۱۵

اِمْلَاقٍ۔ مفلس تنگدست ہونا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ ۸ پ ۱۵

اَمْلَئَنَّ۔ میں ضرور بھر دوں گا۔ (فَتَحَ) مَلْأٌ سے

ؔ فتح القدیر شوکانی ج ۲ ص ۲۱۲ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

جس کے معنی بھرنے اور پُر کرنے کے آتے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَمْلِكُ۔ میں مالک ہوں۔ میں اختیار رکھتا ہوں (ضَرَبَ) مُلْكٌ سے۔ جس کے معنی مالک ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَمْلٰى۔ اس نے مہلت میں ڈالدیا۔ اس نے لمبی لمبی امیدیں دلائیں۔ اِمْلَاءٌ سے جس کے معنی مہلت میں ڈالنے ڈھیل چھوڑنے اور لمبی امیدیں دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اُمْلِىْ۔ میں ڈھیل دونگا۔ میں ڈھیل دیئے جاتا ہوں۔ اِمْلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَمْلَيْتُ۔ میں نے ڈھیل دی۔ اِمْلَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اُمَمٌ۔ امتیں۔ فرقے۔ اصناف۔ انواع۔ جماعتیں اُمَّةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اُمَّةٌ) [illegible]

[illegible] **اُمَّهَاتٌ** [illegible]

اُمِّ مُوْسٰى۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں۔ ان کا نام کیا تھا اس کے تعین میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض محیانہ بنت یصہر بن لاوی بتاتے ہیں اور بعض یوخابذ (بخاء معجمہ وباء موحدہ) اور بعض بارخا اور بعض بارخت اور بعض اور کچھ بیان کرتے ہیں[1]۔ سلیمان جمل ناقل ہیں کہ ان کا نام یوحانذ بضم یا وکسر نون وبذال معجمہ) تعلبی کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ کی والدہ یوخابنت یانذ بن لاوی بن یعقوب ہیں[2]۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ نبیہ نہیں تھیں[3]۔ اور قرآن مجید میں جو یہ وارد ہے اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّکَ مَا یُوْحٰٓی (جب ہم نے حکم بھیجا تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں) اور دَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی (اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو) تو یہاں پر لفظ ایحاء سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نبی وہ ہے جس کی طرف احکام الٰہی کی وحی ہو اور

---

[1] روح المعانی ج ۲۰ ص ۴۹ طبع مصر۔ [2] حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۳ ص ۳۳۵ طبع مصر ۱۳۰۲ھ
[3] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۱۵۴۔

پھر ان کی تبلیغ کا امر ہو. یہاں یہ صورت نہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جو حکم دیا گیا تھا سورۂ طٰہٰ اور سورۂ قصص میں وہ بالتفصیل مذکور ہے۔ یہ حکم کس ذریعہ اور کیونکر ان کو پہنچا اس کے متعلق مفسرین کی مختلف آراء ہیں بعض کہتے ہیں خواب دیکھا تھا۔ بعض کا خیال ہے بیداری کا واقعہ ہے الہام ہوا تھا بعض کہتے ہیں خود فرشتہ نے آکر کہا تھا اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے رہا غیر انبیا کی طرف فرشتوں کا آنا یہ اپنی جگہ پر ثابت ہے۔ قرآن مجید میں حضرت مریم کے پاس فرشتہ کا آنا مذکور ہے ارشاد ہے فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا (پھر ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ اس کے سامنے پوری انسانی شکل میں نمایاں ہوا) صحیحین میں اگلے زمانے میں تین اشخاص کے امتحان کے لئے ایک فرشتہ کے بھیجے جانے کا ذکر ہے جن میں ایک گنجا تھا، دوسرا کوڑھی اور تیسرا اندھا۔ امتحان میں کامیاب رہا اور دوسرے دونوں ناکام ثابت ہوئے[1]

اٰمَنَ۔ وہ ایمان لایا۔ اِیْمَانٌ سے۔ جس کے معنی ایمان لانے اور ماننے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (اَلَّذِیْٓ اٰمَنَ کے لئے ملاحظہ ہو رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ) پ۱ ع۲، ۸ و۱۵ پ۲ ع۹ پ۳ ع۱ و۸ پ۴ ع۱، ۲ و۳ پ۵ ع۵ پ۶ ع۱۲ پ۷ ع۱۱ پ۸ ع۱۴ و۱۸ پ۱۰ ع۹ پ۱۱ ع۴ و۱۵ پ۱۳ ع۴ پ۱۶ ع۲، ۷ و۱۳ پ۱۹ ع۴ پ۲۰ ع۱۰، ۱۱ و۱۵ پ۲۲ ع۱۱ پ۲۴ ع۹ و۱۰ پ۲۶ ع۱

اٰمِنْ۔ تو ایمان لا۔ اِیْمَانٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۶ ع۲

اٰمِنٌ۔ امن۔ بےخوفی۔ دلجمعی۔ مصدر ہے۔ پ۵ ع۸ پ۱۵ اٰمِنًا پ۱۸ ع۱۲

اٰمِنَ۔ اس نے اعتبار کیا۔ وہ بےخوف ہو گیا۔ وہ نڈر ہو گیا۔ اَمْنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے مطمئن ہونے اور نڈر ہونے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳ پ۶ ع۲ پ۱۳ ع۱۲

اَمَّنْ۔ یا کون۔ بھلا کون۔ بھلا جو۔ مرکب ہے ہمزۂ استفہام اور مَنْ اسم موصول سے (ملاحظہ ہو ہمزہ اور مَنْ) پ۱۹ پ۲۰ ع۱ پ۲۳ ع۱۵ پ۲۶ ع۲

اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۳۴۹ - ۱۵۴

جمع متکلم پ ۱ ۲ و ۱۲ پ ۹ ۱۲ و ۹ پ ۱ ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ پ ۳ ۱۱ و ۳ پ ۱ ۱۰ و ۱۳

پ ۵ و ۱ پ ۳ پ ۱۲ پ ۹ پ ۶ پ ۹ ۱۳ و ۹ پ ۱ پ ۱۲

پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۲۹ ۲ و ۱۱

اٰمِنًا۔ امن والا۔ پرامن۔ اَمْنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ ۱۵ پ ۸ پ ۹ پ ۳ پ ۱۴

اٰمَنْتُ۔ میں ایمان لایا۔ میں نے مانا۔ میں نے یقین کرلیا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم

پ ۱۲ پ ۱ پ ۳

اٰمَنَتْ۔ وہ ایمان لائی۔ اس نے مانا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ

پ ۱۲ و ۱۵ پ ۱ پ

اٰمِنَةٌ امن والی۔ پرامن۔ اَمْنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ ۲۱

اَمَنَةً۔ امن۔ دلجمعی۔ چین۔ اَمْنٌ کی طرح مصدر ہے۔ پ ۴ پ ۹

اٰمِنْتُكُمْ میں نے تمہارا اعتبار کیا۔ اَمِنْتُ اَمْنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۲

اٰمَنْتُمْ تم ایمان لائے۔ تم نے مانا۔ تم نے یقین کیا۔ اِیْمَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۹ پ ۱۸

پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۰ و ۱۲ پ ۱۰ پ ۴ پ ۱۴

اَمِنْتُمْ۔ تم مطمئن ہوئے۔ تم امن میں ہوئے۔ تم نڈر ہوگئے۔ اَمْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ءَاَمِنْتُمْ میں ہمزہ اولیٰ استفہام کی ہے۔ پ ۲ ۸ و ۱۲

پ ۲ پ ۵

اٰمَنُكُمْ۔ میں تمہارا اعتبار کروں۔ اَمِنَ اَمْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۲

اُمْنُنْ۔ تو احسان کر۔ تو خرچ کر۔ (نَصَرَ) مَنٌّ سے جس کے معنی احسان کرنے کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۹

اٰمِنُوْا۔ تم ایمان لاؤ۔ اِیْمَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱ ۵ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ پ ۳ ۱۹ پ ۹ و ۱۱

پ ۴ ۱ و ۱۷ پ ۴ پ ۵ پ ۶ پ ۱۲ پ ۱۲ پ ۳ پ ۴

پ ۱۲ پ ۱۵

اَمِنُوْا۔ وہ نڈر ہوگئے۔ وہ بے خوف ہوگئے اَمْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۹ پ ۹

اٰمَنُوْا۔ وہ ایمان لائے۔ انہوں نے مانا۔ انہوں نے یقین کیا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر

غائب پ۱ (۲و۳و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۶) پ۲ (۳و۴و۵و۹و۶)

پ۲ (۶و۹و۱۰و۱۱و۱۷) پ۳ (۲و۳و۵و۶و۷و۱۳و۱۵و۱۶)

پ۴ (۱و۲و۳و۵و۷و۸و۱۱و۱۳) پ۵ (۲و۳و۴و۵و۶و۷)

پ۵ (۱۰و۱۵و۱۷و۱۸) پ۶ (۱و۳و۵و۶و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵)

پ۷ (۱و۳و۴و۱۵) پ۸ (۱۱و۱۲و۱۸) پ۹ (۱و۹و۱۶و۱۷و۱۸)

پ۱۰ (۲و۶و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴) پ۱۱ (۳و۴و۵و۶و۱۲و۱۵)

پ۱۲ (۲و۳و۵و۶و۸) پ۱۳ (۱و۱۰و۱۶و۱۷) پ۱۴ (۱۹و۲۰) پ۱۵ (۱۳و۱۹)

پ۱۶ (۲و۸و۹) پ۱۷ (۹و۱۰و۱۲و۱۴و۱۷) پ۱۸ (۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳)

پ۱۸ (۱۴و۱۵) پ۱۹ (۱۵و۱۹) پ۲۰ (۱۳) پ۲۱ (۲و۵و۸و۹و۱۰و۱۵و۱۸)

پ۲۲ (۳و۴و۶و۷و۱۳) پ۲۳ (۲و۹و۱۱و۱۲و۱۹) پ۲۴ (۶و۸و۹)

پ۲۴ (۱۱و۱۵و۱۶و۱۹) پ۲۵ (۳و۴و۵و۶و۱۲و۱۸و۲۰) پ۲۶ (۲و۵)

پ۲۶ (۲و۷و۸و۱۲و۱۳و۱۴) پ۲۷ (۳و۷و۱۸و۱۹و۲۰)

پ۲۸ (۲و۴و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۸و۱۹و۲۰)

پ۲۹ (۱۵) پ۳۰ (۸و۹و۱۰و۱۵و۲۰و۲۳و۲۴)

اٰمِنُوْنَ ۔امن والے ۔بےخوف ۔مطمئن ۔اٰمِنٌ کی جمع اَمْنٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع اٰمِنُوْن ہوگا اور بحالتِ نصب وجر اٰمِنِیْنَ

منز پ۲۲ (۱۱)

اٰمَنَھُمْ ۔ان کو امن دیا ۔اَمْنٌ اِیْمَانٌ سے جس کے معنی امن دینے کے بھی آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۳۰ (۲۱)

اُمْنِیَّتِہٖ ۔اس کا خیال ۔اس کی تمنا ۔اس کی قرارت اُمْنِیَّۃٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۔اُمْنِیَّۃٌ کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے اول تمنا کی وہ صورت جو ذہنِ انسانی میں حاصل ہو دوم قرارت تَمَنّیٌ سے ماخوذ ہے ۔ابو مسلم اصفہانی نے تَمَنّیٌ کے معنی نھایۃ التقدیر یعنی مقررہ اندازے کے انتہا کو پہنچنے کے بتائے ہیں ۔تمنا کرنے والا اپنے اندازہ کے مطابق ایک مقررہ چیز کا خیال کرتا اور پڑھنے والا حروف کا اندازہ رکھتا اور ان کا تصور قائم کرتا ہے اسی اعتبار سے اُمْنِیَّۃٌ کا لفظ عربی زبان میں دونوں معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَمَنّیٰ) پ۱۷ (۱۴)

اٰمِنِیْنَ ۔مطمئن ۔دلجمع ۔بےخوف ۔اٰمِنٌ کی جمع بحالتِ نصب وجر پ۳ (۵) پ۴ (۳و۶) پ۱ (۱۱) پ۲۰ پ۸ (۸) پ۲۵ (۱۹) پ۲۶ (۱۲)

اُمَنِّیَنَّھُمْ میں ان کو امیدیں دلا دوں گا ۔اُمْنِیَۃٌ ۔تَمْنِیَۃٌ سے جس کے معنی آرزو میں

دلانے کے ہیں۔ مضارع با نونِ تاکید کا صیغہ واحد متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

اَمْوَات - مردے۔ مَیِّتٌ کی جمع (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اموت) [illegible] اَمْوَاتًا [illegible]

اَمْوَال - مال۔ دولتیں۔ مَالٌ کی جمع [illegible] اَمْوَالًا [illegible]

اَمْوَالُكُمْ - تمہارے مال اَمْوَالُ مضاف۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اَمْوَالِنَا - ہمارے مال۔ اَمْوَالِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اَمْوَالِهِمْ - ان کے مال اَمْوَال مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَمُوْتُ - میں مروں گا۔ مَوْتٌ سے جس کے معنی مرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم

انواعِ حیات کے اعتبار سے موت کی بھی مختلف نوعیں ہیں (۱) انسانی، حیوانی، نباتی نشوونما کے بالمقابل جو کیفیت پائی جاتی ہے وہ بھی ایک طرح کی موت ہی ہے۔ ارشاد حق ہے۔ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد) یہاں زمین کی موت سے مراد اس میں نشوونما کا نہ ہونا اور اس کی شادابی اور روئیدگی کا فنا ہو جانا ہے۔ (۲) زوالِ احساس چنانچہ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے) اور ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا (کیا جب میں مر جاؤں تو پھر زندہ ہو کے نکلوں گا) میں موت سے زوالِ احساس ہی مراد ہے (۳) زوالِ عقل یعنی جہالت جیسے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ (بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو روشنی دی جس کو وہ لوگوں میں لئے پھرتا ہے) یعنی جو پہلے بے عقل اور جاہل تھا اس کو ہم نے علم کی روشنی سے حیاتِ تازہ و رونقِ بے اندازہ عنایت کی۔ آیت شریفہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

الْمَوْتٰى (تو مردوں کو سنا نہیں سکتا) میں بھی یہی
عقل کے مردے مراد ہیں۔ (۴) وہ حزن وملال
جو زندگی کو مکدر کر کے چھوڑ دے جسے ہماری زبان
میں بے موت مرنا کہتے ہیں۔ ارشاد ہے وَيَأْتِيهِ
الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ (اور
چلی آتی ہے اس پر موت ہر طرف سے اور وہ
نہیں مرتا) (۵) نیند کی حالت چنانچہ اہل عرب
کا مقولہ ہے النوم موت خفیف والموت
نوم ثقیل (نیند خفیف قسم کی موت ہے اور موت
سخت قسم کی نیند) هُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ
(وہی تو ہے جو تم کو رات میں وفات دیتا ہے) یہاں
وفات سے یہی موت مراد ہے۔ حدیث شریف
میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے
بیدار ہوتے تو فرماتے الحمد للہ الذی احیانا
بعد ما اماتنا (اللہ ہی کے لئے حمد ہے جس نے
مرنے کے بعد ہم کو زندہ فرمایا) [1]

أُمُورٌ۔ معاملات۔ کام۔ اَمْرٌ کی جمع (ملاحظہ ہو
اَمْرٌ) پ ۲ ع ۱۰ پ ۱ ع ۱۳ پ ۷ ع ۱۲ پ ۳۱ ع ۱۲ پ ۱۳

پ ۵ ع ۵ پ ۲۰ ع ۱۸

أُمُّهٗ۔ اس کی ماں۔ اس کا ٹھکانا۔ اُمٌّ مضاف
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو
اُمٌّ) پ ۴ ع ۱۲ پ ۶ ع ۱۲ پ ۸ ع ۴ پ ۲۰ ع ۲ پ ۲۱ ع ۱۱ پ ۲۶ ع ۲ پ ۳۰ ع ۱۵

أُمِّهَا۔ اس کی ماں۔ ان کی بڑی بستی۔ آیت شریف
وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ
فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا (اور تیرا
رب نہیں غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک
کہ نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر
جو سنائے ان کو ہماری باتیں) میں اُمِّھَا کے معنی
ان کی بڑی بستی کے ہیں ھَا ضمیر قری کی طرف
راجع اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے بستیوں
کی ماں یعنی بڑی بستی۔ اُمٌّ مضاف ھَا ضمیر واحد
مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۰

أُمَّهَاتٌ۔ مائیں۔ اُمٌّ کی جمع (ملاحظہ ہو اُمٌّ)
پ ۱۴

أُمَّهَاتُكُمْ۔ تمہاری مائیں۔ اُمَّہات مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۴ پ ۱۴

---

[1] سنن ابن ماجہ ص ۲۸۰ طبع فاروقی

پ ۱۱ سیک ۱۵ سیک ۱۲ پ ۲۸ ۹

اُمَّهَاتُهُمْ۔ ان کی مائیں۔ اُمَّهَات مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۱ پ ۲۸

اَمْهِلْهُمْ۔ ان کو ڈھیل دے۔ اَمْهِلْ اِمْهَالٌ سے جس کے معنی مہلت دینا اور ڈھیل چھوڑنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۳۰

اُمِّيْ۔ میری ماں۔ اُمِّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۶

اُمِّيٌّ۔ امی جو نہ لکھ سکے نہ کتاب پڑھ سکے زجاج نے تصریح کی ہے کہ امی وہ ہے جو امت عرب کی صفت پر ہو بے پڑھا لکھا ہونا عرب کی مخصوص صفت تھی جس میں وہ دوسری قوموں سے ممتاز تھے۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب (ہم امی جماعت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرنا) اس اعتبار سے امی کو عامی کی طرح سمجھنا چاہئے کیونکہ عامی وہ ہے جو عامۃ الناس کی صفت پر ہو

بعض علماء کے خیال میں امی اُمّ کی طرف منسوب ہے چونکہ مائیں اکثر بے پڑھی لکھی ہوتی ہیں اس اعتبار سے بے پڑھے لکھے شخص کا انتساب ماں کی طرف مناسب ہوا یا چونکہ بے پڑھے لکھے شخص کی حالت گویا وہی ہوتی ہے جس حالت پر کہ اس کو ماں نے جنا تھا اس لحاظ سے اس کی نسبت ماں کی طرف کی جانے لگی۔ امام باقرؒ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو ام القری (مکہ) کی طرف منسوب بتاتے تھے چونکہ اہل مکہ یعنی قریش من حیث القوم بے پڑھے لکھے ہی تھے اس وجہ سے بے پڑھے لکھے شخص کو امی کہا جانے لگا۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "النبی الامی" کہا گیا ہے۔ کیونکہ خود قرآن ہی آپ کو مخاطب کر کے آپ کی یہ صفت بیان کر رہا ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (اور آپ اس سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے دست مبارک سے کچھ لکھتے تھے تب تو البتہ یہ باطل پرست شبہ میں پڑتے) گویا آپ کے امی ہونے سے ایک طرف تو قرآن مجید

اپنے اعجاز کو ثابت کر رہا ہے اور دوسری طرف آپ کے اس معجزہ کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ باوجود امی ہونے کے کمالِ علوم سے سرفراز ہیں پس اس لحاظ سے لفظ امی آپ کے حق میں صفتِ مدح ہے دوسروں کے حق میں نہیں جیسے صفتِ تکبر کہ ذاتِ باری کے لئے صفتِ مدح ہے اور غیر کے لئے مذموم ہے۔ پ ۹ ع ۱۰

اُمِیْتُ۔ میں مارڈالتا ہوں۔ میں مارڈالونگا۔ اِمَاتَۃٌ سے۔ جس کے معنی موت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔ پ ۳

آمِّیْنَ۔ قصد کرنے والے۔ اَمٌّ سے جس کے معنی قصد کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر واحد اٰمٌّ ہے۔ پ ۶

اَمِیْنٌ۔ امانت دار۔ امن والا۔ معتبر۔ اَمَانَۃٌ اور اَمْنٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے اور اسم مفعول کا بھی کیونکہ فَعِیْلٌ کا وزن دونوں میں مشترک ہے۔ فراء نے اس کو بمعنی فاعل بتایا ہے[1] اور بعض دوسرے علماء نے بمعنی مفعول ہے۔ پ ۸ پ ۱۹ پ ۳۰

پ ۱۸ و ۱۳ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ پ ۹ پ ۲۵ پ ۲۰ و ۱۲ و ۲۱ پ ۲۸ و ۲۹ و ۲۰

اُمِّیُّوْنَ۔ بے پڑھے لکھے، اُمّی کی جمع بحالت رفع۔ پ ۱

اُمِّیِّیْنَ۔ ان پڑھ۔ امی لوگ۔ اُمّی کی جمع بحالت نصب و جر۔ پ ۳ و ۱۲ و ۱۵ پ ۲۸

فصل النون المعجمہ

اَنْ۔ کہ۔ یہ کہ۔ اگر۔ اس کی چار صورتیں ہیں (۱) اَنْ مصدریہ ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور اس کا مابعد بمنزلہ مصدر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ (۲) اَنْ مخففہ جو کہ شروع میں ثقیلہ تھا پھر خفیفہ کر لیا گیا یہ کسی شے کی تحقیق اور ثبوت کے معنی دیتا ہے جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی (معلوم ہوا کہ بیشک تم میں سے کتنے ہی بیمار ہو جائیں گے) (۳) اَنْ زائدہ جو لَمَّا کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ (پھر جب پہنچا خوشخبری دینے والا) (۴)

---

[1] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۹ ص ۷۰ طبع مصر [2] تفسیر فتح القدیر سورۃ والتین۔

اَنْ مفسرہ۔ یہ ہمیشہ اس فعل کے بعد آتا ہے جس میں کہنے کے معنی پائے جائیں۔ خواہ کہنے کے معنی پر اس فعل کی دلالت لفظی ہو جیسے فَاَوْحَیْنَآ اِلَیْہِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ (پھر ہم نے اس کو حکم بھیجا کہ کشتی بنا) یا دلالت معنوی جیسے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا۔ (اور ان میں سے کئی شیخ چل کھڑے ہوئے کہ چلو) یعنی ان کے اٹھ کر چلنے کا مطلب گویا یہ کہنا ہے کہ تم بھی چلو۔ پ ۱: ۳ و ۹ و ۱۱ و

پ ۱: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۲: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

پ ۲: ۱۵ و ۱۶ — پ ۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۹ — پ ۴: ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و

پ ۴: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۵: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و

پ ۵: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۶: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

پ ۶: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۷: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و

پ ۷: ۱۴ و ۱۵ — پ ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و

پ ۸: ۱۵ و ۱۶ و ۱۶ — پ ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶

پ ۱۰: ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۱۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و

پ ۱۱: ۷ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و

پ ۱۲: ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و

پ ۱۳: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۱۴: ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و

پ ۱۴: ۱۴ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۲ — پ ۱۵: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

پ ۱۵: ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۱ — پ ۱۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

پ ۱۶: ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۱۷: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و

پ ۱۷: ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ — پ ۱۸: ۲ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ ۱۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۰: ۱ و ۲ و

پ ۲۰: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۱: ۴ و

پ ۲۱: ۳ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و

پ ۲۲: ۱۱ و ۱۲ و ۱۶ — پ ۲۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۴: ۳ و ۸ و

پ ۲۴: ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ — پ ۲۵: ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹

پ ۲۶: ۲ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — پ ۲۷: ۳ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۵ و

پ ۲۷: ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۸: ۱ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰

پ ۲۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰

پ ۳۰: ۳ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۵ و ۲۱

اِنْ۔ اگر، نہیں، تحقیق و تاکید۔ اس کی بھی چار صورتیں ہیں (۱) اِنْ شرطیہ جیسے اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْ لَھُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا) (۲) اِنْ نافیہ یہ جملہ اسمیہ پر بھی آتا ہے اور جملہ فعلیہ پر بھی۔ چنانچہ آیت شریفہ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ (سو یہ کچھ

نہیں مگر پیچھے پڑے اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں) دونوں کی مثال ہے پہلا (۱) جملہ فعلیہ ہے اور دوسرا (۲) اسمیہ، اس کے بعد اکثر اِلَّا یا لَمَّا آتا ہے مگر ہر جگہ آنا ضروری نہیں جیسے اِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَانٍ بِهَٰذَا (تمہارے پاس اس کی کوئی سند نہیں) (۳) اِنْ موکدہ جو زائد ہوتا ہے اور مَا نافیہ کی تاکید کرتا ہے جیسے وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا اِنْ مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ (اور ہم نے ان کو مقدور دیا تھا ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدور نہیں دیا) یہاں اِنْ نافیہ بھی بن سکتا ہے (۴) اِنْ مخففہ جو اِنَّ ثقیلہ سے مخفف ہو کر اِنْ بن گیا۔ یہ تحقیق و ثبوت کے معنی دیتا ہے۔ اس کے بعد لام مفتوح کا آنا لازمی ہے جیسے وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ (بلاشبہ اصحاب الایکہ ظالم تھے)

۱: ۳و۴و۹و۱۰و۱۱

پ۱: ۱۳و۱۹ — ۲: ۱و۵و۱۰و۶و۸و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵

پ۲: ۱۹ — ۳: ۵و۶و۷و۸و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷

۴: ۱و۳و۴و۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶ — ۵: ۱و۲و۳

۵: ۲و۴و۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۵و۱۶و۱۹و۱۶ — ۱و۲

۶: ۲و۳و۴و۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴ — ۷: ۳و۴و۲۵

۷: ۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶ — ۸: ۱و۳و۵و

۸: ۶و۹و۱۴و۱۶و۱۸ — ۹: ۱و۳و۴و۶و۷و۹و۱۱و

۹: ۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۸و۱۹ — ۱۰: ۱و۳و۵و۶و۷و۸و

۱۰: ۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۹و۱۶ — ۱۱: ۱و۳و۵و۶و۷و۹و

۱۱: ۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۹و۱۶ — ۱۲: ۱و۳و۴و۵و۶و۸و۱۰و۱۱و

۱۲: ۱۲و۱۴و۱۵و۱۹ — ۱۳: ۳و۴و۵و۱۱و۱۲و۱۵و۱۶و

پ۱۴: ۱۹ — ۱۴: ۱و۳و۵و۸و۱۱و۱۲و۱۶و۱۹و۲۱و ۲۰

۱۵: ۱و۳و۵و۶و۸و۱۲و۱۳و۱۵و۱۹و۱۶و۲۰و۲۱

۱۶: ۱و۵و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۴ — ۱۷: ۱و۳و۴و۵و۷و۸و

۱۷: ۹و۱۲و۱۹و۱۶ — ۱۸: ۳و۵و۶و۷و۸و۱۰و۱۲و۱۳و

۱۸: ۱۹و۱۶ — ۱۹: ۳و۵و۶و۷و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵

۲۰: ۱و۳و۴و۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۳و۱۴و۱۵ — ۲۱: ۷و۸و

۲۱: ۹و۱۱و۱۹و۱۷و۱۸و۱۹و۲۰ — ۲۲: ۱و۳و۴و۷و۹و۱۰و

۲۲: ۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۹ — ۲۳: ۱و۳و۴و۵و۶و۷و

۲۳: ۹و۱۰و۱۳و۱۵و۱۹ — ۲۴: ۱و۳و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۶و۱۹

۲۵: ۱و۳و۵و۶و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۹و۲۰

۲۶: ۱و۳و۵و۷و۸و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴ — ۲۷: ۴و۵و۶و۸

۲۷: ۱۲و۱۹و۱۶ — ۲۸: ۱و۳و۵و۶و۸و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و

۲۸: ۱۲و۱۶و۱۹ — ۲۹: ۱و۳و۴و۱۰و۱۲و۱۴و۱۵و۲۱

۳۰: ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۲۱

إنَّ - أنَّ تحقیق، بیشک، یقینًا، یہ دونوں حرف تحقیق ہیں اور حروف مشبہ بالفعل میں سے ہیں خبر کی تاکید و تحقیق مزید کے لئے آتے ہیں اپنے اسم کو نصب و خبر کو رفع دیتے ہیں، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ إنَّ کا ما بعد جملہ مستقلہ ہوتا ہے اور أنَّ کا ما بعد مفرد کا حکم رکھتا ہے۔ پس جہاں جملہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا وہاں کسرہ واجب ہے اور جہاں اس کا ما بعد مفرد کے حکم میں ہوگا وہاں فتحہ ضروری ہے۔ إنَّ

۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹

۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

۳: ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

۴: ۱ و ۲ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

۷: ۲ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸

۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

۹: ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹

۱۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۱۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۱۲: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۶

۱۳: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹

۱۴: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲

۱۵: ۱ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲

۱۶: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۹

۱۷: ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷

۱۸: ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

۱۹: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۲: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

۲۳: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

۲۴: ۳ و ۴ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹

۲۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸

۲۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۱۹ و ۲۰

۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۱

۲۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۶ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۳

جمع جس کے معنی گھڑی اور وقت کے ہیں آنٰی کا استعمال دن بھر اور رات بھر کے لئے ہوتا ہے

پ۳ ع۱۵، پ۱۳ ع۱۶، پ۲۳ ع۱۵

اَنَابَ - وہ رجوع ہوا۔ اِنَابَۃٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب انابت الی اللہ کے معنی اخلاص عمل اور دل کی اللہ کی طرف رجوع ہونے اور توبہ کرنے کے ہیں۔

پ۱۰ ع۱۱، پ۲۳ ع۱۲

اَنَابُوْا - وہ رجوع ہوئے۔ اِنَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۳ ع۱۴

اِنَاثًا - عورتیں، اُنْثٰی کی جمع جس کے معنی عورت کے ہیں آیت شریفہ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو یعنی معبودانِ باطل کو اِناث یا تو باعتبارِ لفظ کہا کیونکہ مشرکین اپنے بتوں کو انواعِ اقسام کے زیوروں سے آراستہ کرتے اور عورتوں کے نام سے نامزد کرتے تھے جیسے لات، منات، عزیٰ، نائلہ کہ یہ سب مونث نام ہیں۔ سعید بن منصور ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت حسن بصری کی تصریح نقل کی ہے کہ عرب کے قبیلہ قبیلہ کا جدا جدا بت ہوتا تھا جو اسی قبیلہ کی نسبت سے انثی بنی فلاں کہلاتا تھا۔[1] یا معنی کے اعتبار سے اِناث کہا گیا۔ چنانچہ مغربی نے اِناث کے معنی کمزور اور عاجز کے بتائے ہیں جن کو کسی کام کے کرنے کی قدرت نہ ہو اسی مناسبت سے عربی میں کمزور تلوار کو سَیْفٌ اَنِیْثٌ کہتے ہیں اَنَّثَ فِی اَمْرِہٖ کسی کام میں ڈھیلے پڑ جانے کے لئے آتا ہے اور مخنث اور ضعیف شخص کو انیث کہا جاتا ہے۔[2] راغب اصفہانی رقمطراز ہیں، کہ موجودات کی ایک دوسرے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں (۱) فاعل غیر منفعل۔ یہ صفت صرف ذاتِ باری کی ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ (۲) منفعل غیر فاعل یہ صفت جمادات کی ہے۔ (۳) ایک اعتبار سے منفعل دوسرے اعتبار سے فاعل جیسے جن وانس اور ملائکہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے منفعل ہیں اور اپنی مصنوعات کے اعتبار سے فاعل ہیں۔ پس چونکہ معبودانِ عرب

[1] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۹۰ طبع مصر ۱۳۴۹ھ [2] البحر المحیط ج ۳ ص ۲۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

منجملہ جمادات تھے جو سرتاسر منفعل اور غیر فاعل ہیں یعنی ان میں محض اثر پذیری کی تو صلاحیت ہے مگر مؤثر ہونے کی قوت ذرا سی بھی نہیں۔ لہذا قرآن مجید نے اناث کہکر مشرکین کو تنبیہ کی ہے کہ تم نے جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ان میں نہ عقل ہے نہ سمجھ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کسی حیثیت سے بھی تو کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے باپ کو توحید کی تبلیغ کرتے ہوئے اسی حقیقت کو واضح کیا تھا فرماتے ہیں یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا[1] (اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آوے) اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ حسن بصری اور قتادہ نے اِنَاثًا کے معنی بیجان کے بتلائے ہیں[2]۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت حسن بصری سے ناقل ہیں کہ ہر بے جان چیز جس میں روح نہ پائی جائے اناث میں داخل ہے خشک لکڑی ہو یا خشک پتھر[3]۔ مشہور مفسر ضحاک تابعی کا بیان ہے کہ مشرکین نعوذ باللہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے اور مدعی تھے کہ ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ بارگاہ ایزدی میں ہمارے قرب کا موجب ہیں چنانچہ انہوں نے خوبصورت شکل کی شکل میں ان کے مجسمے تراش رکھے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ کی ان بیٹیوں کی شبیہ ہیں جن کی ہم پرستش کرتے ہیں[4]۔ قرآن مجید نے ان کے اسی خیال کے اعتبار سے اِنٰثًا کہا ہے۔ ضحاک کی یہ تفسیر خود قرآنی آیات کے بھی مناسب ہے چنانچہ سورۂ زخرف میں تصریح ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دیا) اور سورہ الصّٰفّٰت میں ارشاد ہے وَجَعَلُوا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا (انہوں نے اللہ میں اور جنوں میں قرابت ٹھیرا رکھی ہے) سورہ النجم کی

---

[1] مفردات راغب مادہ انث۔ [2] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۹ اور البحر المحیط ج ۳ ص ۳۵۱۔
[3] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۴۷ھ برحاشیہ فتح البیان [4] ایضاً ص ۱۹۵۔

آیات ذیل میں بھی اسی کا ذکر ہے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى، وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى، اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى، تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى، اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ (بھلا تم دیکھو تو لات اور عزی اور تیسرے منات کو جو پچھلا ہے کیا تمہارے لئے تو ہوں بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں یہ تقسیم تو بڑی بھونڈی ہے۔ یہ تو سب تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے رکھے ہوئے نام ہیں اللہ نے تو ان کی کوئی سند نہیں اتاری) ۲۵ / ۲۳ ، ۲۰ ، ۱۹

اُنَاسٌ ۔ لوگ، نَوْسٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی حرکت کرنے کے ہیں۔ اِنْسَانٌ کی جمع علی غیر لفظہ ہے ...

اَنَاسِیّ ۔ آدمی۔ لوگ۔ سیبویہ کے مذہب پر اِنْسَانٌ کی جمع ہے فراء، مبرد اور زجاج کا بیان ہے کہ اِنْسِیٌّ کی جمع ہے فراء کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ اِنْسَانٌ کی جمع ہے اصل میں اَنَاسِیْنُ تھا جیسے بُسْتَانٌ اور بَسَاتِیْنُ اور سِرْحَانٌ اور سَرَاحِیْنُ اور بَسَاتِیْنُ اس میں دوسری ی جب وہ نون کے عوض لائی گئی ہے۔[1] ۱۹

اَنَامٌ ۔ خلق۔ جن وانس۔ جو کچھ زمین پر ہے۔ ۱۰ / ۲۷

اَنَامِلُ ۔ انگلیاں۔ اَنْمُلَةٌ کی جمع۔ جس کے معنی کے پہلے پوروے کے ہیں جس میں ناخن ہوتا ہے ...

اَنْبَاءٌ ۔ خبریں، حقیقتیں۔ نَبَأٌ کی جمع جس سے بڑا فائدہ اور یقین یا ظن غالب حاصل ہوا سے نبا کہا جاتا ہے اور جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہوں اس کو نبا نہیں بولتے کیونکہ کوئی خبر اس وقت تک نبا کہلانے کی مستحق ہی نہیں جب تک کہ وہ شائبہ کذب سے پاک نہ ہو جیسے وہ خبر جو بطریق تواتر ثابت ہو یا جس کو اللہ اور رسول نے بیان کیا ہو ...

اَنْبَاَكَ ۔ اس نے تجھ کو خبر دی۔ اَنْبَأَ اِنْبَاءٌ سے جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ...

---

[1] فتح القدیر ج ۴ ص ۸۰، طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

اَنْبَآئِكُمْ۔ تمہاری خبریں۔ اَنْبَآءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۸؍۹

اَنْبَآئِهَا۔ اس کی خبریں۔ اَنْبَآءٌ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۷؍۱

اَنْبَأَهُمْ۔ ان کو بتلایا۔ اَنْبَأَ اِنْبَآءٌ سے صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲؍۱

اَنْبَتَتْ۔ وہ اُگی۔ اس نے اُگایا۔ اِنْبَاتٌ سے جس کے معنی لگنے اگلنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو نَبَاتًا) ۲؍۸ ۳۱؍۲

اَنْبَتَكُمْ۔ اس نے تم کو اگایا۔ اَنْبَتَ اِنْبَاتٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر انبات کا استعمال نباتات کے اگلنے اور جاندار کے بڑھانے دونوں کے متعلق ہوتا ہے اور یہاں دوسرے ہی معنی مراد ہیں (ملاحظہ ہو نَبَاتًا) ۹؍۱

اَنْبَتْنَا۔ ہم نے اگایا۔ اِنْبَاتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۳؍۲ ۴؍۱ ۲؍۱ ۱۰؍۱ ۴؍۹ ۱۵؍۲ ۱۵؍۳ ۵؍۵

اَنْبَتَهَا اس کو بڑھایا۔ اَنْبَتَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۱۴؍۳

اَنْبَجَسَتْ پھوٹ نکلی۔ اِنْبِجَاسٌ سے جس کے معنی کسی تنگ مقام سے پانی کے بہ نکلنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۰؍۹

اِنْبِذْ۔ تو پھینک دے (ضَرَبَ) نَبْذٌ سے جس کے معنی پھینکنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۷؍۱۰

اَنْبِعَاثَهُمْ۔ ان کا اٹھنا۔ اِنْبِعَاثٌ بروزن اِنْفِعَالٌ مصدر ہے بمعنی اٹھ کھڑا ہونا۔ مضاف ہے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۴؍۱۰

اَنْبَعَثَ۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اَنْبِعَاثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۹؍۳۰

اَنَبْنَا۔ ہم رجوع ہوئے۔ اِنَابَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ) ۹؍۶

اَنْبِيَآءَ۔ پیغمبر۔ نَبِیٌّ کی جمع جس کے معنی پیغامبر کے ہیں۔ قرآن مجید میں جن انبیاء کرام کے اسماء گرامی بالتصریح بیان کئے گئے ہیں وہ کل پچیس ہیں

آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط، اسمٰعیل اسحٰق، یعقوب، یوسف، شعیب، موسیٰ، ہارون یونس، داؤد، سلیمان، ایوب، الیاس، الیسع، زکریا، عیسیٰ، یحییٰ، ذوالکفل۔ (بقول اکثر مفسرین) اور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ

علیہم اجمعین۔ البتہ جن انبیاء کا قرآن مجید میں ذکر نہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی تعداد کیا تھی؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث اس سلسلہ میں مشہور ہے۔ چنانچہ ابن مردویہ اپنی تفسیر میں ان سے راوی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ انبیا کی تعداد کیا ہے؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ میں نے سوال کیا، یا رسول اللہ ان میں رسول کتنے تھے؟ فرمایا تین سو تیرہ کا جم غفیر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں پہلے رسول کون ہیں؟ فرمایا آدمؑ میں نے دریافت کیا وہ نبی مرسل تھے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی اور اپنے سامنے ان کو درست کر دیا۔ پھر فرمانے لگے اے ابوذر چار سریانی ہیں، آدمؑ، شیثؑ، نوحؑ، اور خنوخ یہی ادریس ہیں اور انہی نے سب سے پہلے قلم سے لکھا ہے اور چار عرب سے ہیں ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ اور تمہارے نبی اے ابوذر بنی اسرائیل کے پہلے نبی موسیٰ اور آخری عیسیٰ ہیں۔ اول نبی آدم

ہیں اور آخری نبی تمہارے نبی ہیں۔ اس پوری حدیث کو حافظ ابو حاتم ابن حبان بستی نے بھی اپنی مشہور کتاب التقاسیم والانواع میں روایت کیا ہے جس کو وہ صحیح کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن حافظ ابوالفرج الجوزی نے ان کی مخالفت کی ہے اور اپنی کتاب موضوعات میں اس کا ذکر کیا ہے وہ اس سلسلہ میں اس حدیث کے ایک راوی ہشام بن حسان کو متہم گردانتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر ابن الجوزی کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ولاشک انه قد تكلم فيه غير واحد من ائمة الجرح والتعديل من اجل هذا الحديث۔ (اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے متعلق بہت سے ائمہ جرح و تعدیل نے اسی حدیث کی بنا پر کلام کیا ہے) یہ بھی واضح رہے کہ اس روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا پہلا نبی بتایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صفت حضرت یوسف علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ اس چیز سے بھی حافظ ابن الجوزی کے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ کی

بھی مرفوعاً یہی تعداد نقل کی ہے لیکن یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے اور مسند احمد میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے خود ابی ذر رضی اللہ عنہ کی بھی مذکورہ بالا روایت منقول ہے لیکن اس کی سند بھی بعینہٖ وہی ہے جو ابن ابی حاتم کی ہے [۱] حافظ ابو بکر اسمٰعیلی اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری بعثت آٹھ ہزار انبیاء کے بعد عمل میں آئی ہے جن میں سے چار ہزار نبی بنی اسرائیل میں گذرے ہیں [۲] لیکن اس روایت کے ایک راوی احمد بن طارق کے متعلق حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ مجھے اس کی عدالت یا جرح کا علم نہیں [۳]۔ امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حافظ ابو بکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ انبیاء کا خاتم ہوں [۴]۔ ان دونوں روایتوں کی سندیں صحیح ہیں۔ اس لحاظ سے تعداد انبیاء کے متعلق یہی قول زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے (ملاحظہ ہو نبوۃ اور نبیؐ) ۱/۱۱ ۳/۱۰ ۲/۹

اُنَبِّئُكَ ۔ میں تجھے بتلائے دیتا ہوں۔ اُنَبِّئُ تَنْبِئَةٌ سے جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۳/۴

اُنَبِّئُكُمْ ۔ میں تم کو بتاؤں۔ میں تم کو خبر دوں گا اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے آیت شریفہ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ (کہیے کہ کیا میں تم کو اس سے بھی بہتر بتاؤں) میں ہمزہ تقریر اور ثبوت کے لئے ہے۔ ۳/۱۰ ۷/۱۲ ۳/۱۲ ۱۹/۱۴ ۱۹/۱۴ ۲۲/۱۳ ۲۲/۱۲ ۲۸/۱۱

اَنْبِئُوْنِيْ ۔ مجھے بتاؤ، اَنْبِئُوْا اِنْبَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱/۴

اَنْبِئْهُمْ ۔ تو ان کو بتادے۔ اَنْبِئْ اِنْبَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱/۴

اَنْتَ ۔ تو (ایک مرد) واحد مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع

---

[۱] ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۸ و ۲۵۱ طبع مصر ۱۳۵۶ھ [۲] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰ طبع مصر [۳] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۹ ۔ [۴] ایضاً ص ۲۵۱ و ۲۵۲ ۔

منفصل ہے۔ جمہور کے نزدیک اَنْتَ میں اَنْ ضمیر
ہے اور تَ حرفِ خطاب۔ آیتِ شریف ءَ اَنْتَ
قُلْتَ لِلنَّاسِ (کیا تونے لوگوں سے کہا) اور ءَ اَنْتَ
فَعَلْتَ هٰذَا (کیا تونے ہی یہ کیا ہے) میں ہمزۂ اولیٰ
استفہام کے لئے ہے جو بصورتِ تہدید ہے۔ پ ۵و۱
پ۱ ۱ پ۳ ۸و۱۲ پ۴ ۸ پ۵ ۵و۹و۱۹ پ۶ ۶ پ۷ ۱۱و۱۸
پ۹ ۹و۱۸ پ۱۱ ۱۰و۱۵ پ۱۲ ۲و۳و۸و۱۲ پ۱۳ ۴و۵و۶ پ۱۴ ۲۰
پ۱۶ ۹و۱۱و۱۲ پ۱۷ ۵و۹ پ۱۸ ۲و۹ پ۱۹ ۲و۹و۱۲و۱۳و۱۴ پ۲۰ ۴
پ۲۱ ۸ پ۲۲ ۱۱و۱۵ پ۲۳ ۱۲و۱۹ پ۲۴ ۱و۲و۹ پ۲۵ ۲و۱۰و۱۹
پ۲۶ ۱۷ پ۲۷ ۲و۳ پ۲۸ ۶ پ۲۹ ۲ پ۳۰ ۲و۵و۱۲و۱۵

اِنْتَبَذَتْ۔ وہ جدا ہوئی۔ یکسو ہوئی۔ اِنْتِبَاذٌ کے
جس کے معنی لوگوں سے یکسو ہو کر جدا ہونے کے
ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۶ ۵

اِنْتَثَرَتْ۔ وہ جھڑ گئی، وہ بکھر گئی۔ اِنْتِثَارٌ سے
جس کے معنی بکھر جانے اور پراگندہ ہونے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳۰

اِنْتَشِرُوْا۔ تم الگ الگ ہو جاؤ۔ تم پھیل پڑو۔
اِنْتِشَارٌ سے جس کے معنی پھیلنے اور متفرق ہونے
کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ عربی میں لوگوں کے
انتشار کا مطلب ان کا پھیل کر اپنے اپنے کاموں
میں لگ جانا ہے۔ پ۲۲ ۴ پ۲۸ ۱۲

اِنْتَصَرَ۔ اس نے بدلہ لیا۔ اس نے مدد طلب کی
اِنْتِصَارٌ سے جس کے معنی مدد طلب کرنے کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ظالم سے
انتصار کے معنی اس کو سزا دینا اور اس سے انتقام
لینا ہیں پ۲۵ ۵ پ۲۶ ۵

اِنْتَصِرْ۔ تو بدلہ لے۔ اِنْتِصَارٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ پ۲۷ ۸

اِنْتَصَرُوْا۔ انہوں نے بدلہ لیا۔ اِنْتِصَارٌ سے ماضی
کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۹ ۱۵

اِنْتَظِرْ۔ تو راہ دیکھ۔ تو منتظر رہ۔ اِنْتِظَارٌ سے
جس کے معنی راہ دیکھنے اور انتظار کرنے کے ہیں
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۱ ۱۲

اِنْتَظِرُوْا۔ تم راہ دیکھو۔ تم منتظر رہو۔ اِنْتِظَارٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸ ۱۲ پ۱۱ ۵و۱۳ پ۱۲ ۱۰

اِنْتِقَامٌ۔ غلبہ پانا۔ سزا دینا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ
مصدر ہے پ۴ ۹ پ۷ ۳ پ۱۳ ۱۴ پ۲۲ ۱

اِنْتَقَمْنَا۔ ہم نے سزا دی۔ اِنْتِقَامٌ سے ماضی کا

صیغہ جمع متکلم. پ۴/۵ پ۱۶/۵ پ۱۷/۸ پ۲۵/۸و۱۱

أَنْتُمْ - تم (سب مرد) جمع مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل. ءَ أَنْتُمْ میں ہمزۂ اولیٰ بجز سورۂ واقعہ کے تمام قرآن مجید میں ہمزۂ استفہام ہے جو زجر و تہدید کے لئے آئی ہے اور سورۂ واقعہ میں تقریر و ثبوت کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ پ۱/۳و۵و۶و پ۱/۱۰و۱۱و۱۹ پ۲/۷و۱۰و۱۴ پ۳/۵و۱۵و۱۶ پ۴/۱و۲و۳و پ۴/۴و۵و۹ پ۵/۴و۱۲ پ۶/۵و۷ پ۷/۲و۳و۴و۷و۱۳و۱۷ پ۸/۳و۵و۱۳و۱۶و۱۷ پ۹/۱۴و۱۷ پ۱۰/۱و۳ پ۱۱/۸و۱۰و۱۳ پ۱۲/۳و۵و۱۲و۱۸ پ۱۳/۳و۴و۱۴و۱۵و۱۹ پ۱۴/۳و۱۹ پ۱۵/۱۱ پ۱۷/۱و۴و۵و۶و۷ پ۱۸/۸و۱۵و۱۶ پ۱۹/۷و۹و۱۳و پ۱۹/۱۸و۱۹ پ۲۰/۱۴ پ۲۱/۶و۷و۹ پ۲۲/۱۰و۱۵و۱۹ پ۲۳/۲و۳و۵ پ۲۳/۶و۹و۱۳و۱۴ پ۲۴/۳و۱۰ پ۲۵/۵و۱۳ پ۲۶/۸و۱۳ پ۲۷/۲و پ۲۷/۵و۶و۷و۱۵و۱۶ پ۲۸/۵و۸ پ۲۹/۱ پ۳۰/۴و۲۲

أَنْتُمَا - تم (دو مرد یا دو عورتیں) تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل۔ قرآن مجید میں یہ تثنیہ مذکر حاضر کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ پ۲۰

اِنْتَهُوْا - تم رک جاؤ، تم چھوڑ دو۔ اِنْتِهَاءٌ سے جس کے معنی جس کام سے منع کیا جائے اس سے باز رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶/۴ پ۸

اِنْتَهَوْا - وہ رک گئے، انھوں نے چھوڑ دیا۔ اِنْتِهَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۸/۱۸ پ۹/۱۱

اِنْتَهٰى - وہ باز آ گیا۔ وہ رک گیا۔ اس نے چھوڑ دیا۔ اِنْتِهَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳/۲

أُنْثٰى - عورت۔ مادہ پ۲/۶ پ۴/۱۲ پ۵/۱۱ پ۸/۱۵ پ۱۳/۸ پ۱۴/۱۳و۱۹ پ۲۲/۱۴ پ۲۳/۱۰ پ۲۵/۱ پ۲۶/۱۴ پ۲۷/۵و۶و۷ پ۲۹/۱۸ پ۳۰/۱۷

أُنْثَيَيْنِ - دو عورتیں، دو مادہ، أُنْثٰى کا تثنیہ بحالت نصب و جر پ۴/۱۲ پ۶/۱۴ پ۸/۴ پ۸

أَنْجَيْتَنَا - تو نے ہم کو بچا لیا۔ أَنْجَيْتَ إِنْجَاءٌ سے جس کے معنی نجات دینے اور چھٹکارا دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ۷/۱۱

أَنْجٰكُمْ - اس نے تم کو چھڑا دیا۔ أَنْجٰى إِنْجَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۱/۸

إِنْجِيْلُ - حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی اس کا نام ہے
یہ عجمی لفظ ہے بعض اہلِ لغت نے اس کا اشتقاق
بیان کرنے میں خواہ مخواہ تکلف سے کام لیا ہے
علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔
"توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں تکلف سے
کام لے کر ان کا اشتقاق وری اور نجل سے بتانا
اور ان کا وزن تفعلۃ اور افعیل بیان کرنا اس
وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ دونوں لفظ عربی ہوں
حضرت حسن بصری نے اس کی قراءت اَنجیل
کی ہے جس میں ہمزہ کو فتحہ ہے یہ اس کے عجمی ہونے
کی دلیل ہے کیونکہ افعیل کا فتح ہمزہ کے ساتھ سرے سے
اوزانِ عرب میں وجود ہی نہیں ہے"۔ [1]

واضح رہے کہ عیسائیوں کی اصطلاح میں
جو چار کتابیں اناجیل کے نام سے موسوم ہیں یہ
سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کے لوگوں
کی تصنیفیں ہیں جن میں آپ کے اقوال و احوال کو
صحیح و غلط طور پر مرتب کر دیا اور گو ان میں اصلی
انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں مگر ان میں سے
کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ
انجیل نہیں ہے بلکہ یہ چاروں کتابیں۔ متی، مرقس،
یوحنا، لوقا نامی چار مختلف اشخاص کی تصنیف
کی ہیں جو اپنے اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں
ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی اس کے تعین
میں عیسائیوں میں سخت اختلاف ہے۔ اسی طرح
یہ امر بھی ان میں زیر بحث ہے کہ جن اشخاص کے
نام سے یہ مشہور ہیں درحقیقت ان ہی کی جمع کردہ
ہیں۔ یا بعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں۔ تاہم اس
پر ہمارا اور عیسائیوں دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ
چاروں کتابیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
تصنیف ہیں اور نہ ان کے عہد میں لکھی گئی ہیں۔
بہرحال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اس سے
وہی اصلی انجیل مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پر نازل ہوئی تھی۔ پ ۳ ع ۹ و ۱۵، پ ۶ ع ۱۱ و ۱۲ و ۱۴، پ ۹، پ ۱۰، پ ۱۱، پ ۲۶ ع ۱۲، پ ۲۷ ع ۲۰

اَنجٰنَا۔ اس نے ہم کو بچا لیا۔ اَنجٰی صیغہ ماضی
نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۴

[1] کشاف ج ۱ ص ۳۴۲ و ۳۴۳ طبع مصر ۱۳۰۷ھ

اَنْجَیْنَا۔ ہم نے بچایا۔ ہم نے نجات دی۔ (اِنْجَاءٌ) سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔ سیپ سیپ سیپ

اَنْجَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو بچایا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ سیپ سیپ سیپ

اَنْجَیْنٰہُ۔ ہم نے اس کو بچایا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ سیپ سیپ سیپ سیپ

اَنْجَیْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو بچایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اَنْجٰہُ۔ اس کو بچایا۔ اَنْجٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اَنْجٰھُمْ۔ اس نے ان کو بچا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ سیپ

اِنْحَرْ۔ تو قربانی کر۔ (فَتَحَ) نَحْرٌ سے جس کے معنی قربانی کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَحْرٌ سینہ کے اس بالائی حصہ کا نام ہے جہاں قلادہ پڑا رہتا ہے اور اسی اعتبار سے نَحْرٌ کے معنی سینہ پھاڑنے یا ذبح کرنے کے آتے ہیں۔ آیتِ شریفہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھیے اور قربانی اور کیجیے) میں عامہ مفسرین کے نزدیک قربانی کرنا مراد ہے۔ ابنِ عباس، عطاء، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری، قتادہ، محمد بن کعب قرظی، ضحاک، ربیع، عطاء خراسانی، حکم، اسمٰعیل بن ابی خالد اور سلف کی ایک بڑی جماعت کا یہی قول ہے۔[1] لیکن بعض علماء کے نزدیک نحر نماز سے متعلق ایک فعل کا نام ہے جو نماز کے اندر یا اس سے پہلے یا اس کے بعد انجام دینا چاہیے۔ چنانچہ فراء کے خیال میں نحر سے قبلہ رُخ ہونا مراد ہے۔ کلبی اور ابوالاحوص بھی اس بارے میں اس کے ہمزبان ہیں۔[2] مستدرک حاکم اور سنن بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا یہ نحیرہ کیا ہے؟ جس کا مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے۔ جبرئیل کہنے لگے نحیرہ نہیں بلکہ تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب نماز کے لئے تکبیر

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۰۴ طبع مصر ۱۳۰۱ھ [2] فتح القدیر شوکانی ج ۵ ص ۴۸۹ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

تحریمہ کہو تو ہاتھ اٹھاؤ۔ اسی طرح جب رکوع میں جاؤ اور جب رکوع سے سر اٹھاؤ کیونکہ ہمارے اور فرشتگانِ ہفت آسمان کی نماز کا یہی طریقہ ہے[1] لیکن اس روایت کو حافظ ابن الجوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے[2]۔ اور حافظ ابن کثیر اس کو سخت منکر بتاتے ہیں[3]۔ اس روایت کے دو راوی اسرائیل بن حاتم اور اصبغ بن نباتہ سخت مجروح ہیں۔ حافظ ذہبی تلخیص المستدرک میں لکھتے ہیں کہ:۔ اسرائیل عجائب بیان کرتا ہے اعتماد کے قابل نہیں ہے اور اصبغ شیعی ہے نسائی کے نزدیک متروک ہے[4]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں وَانْحَرْ کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے بھی آئے ہیں۔ یہ روایت سنن بیہقی اور تاریخ بخاری وغیرہ میں منقول ہے[5]۔ لیکن حافظ ابن الترکمانی نے تصریح کی ہے کہ اس روایت کے متن اور سند دونوں میں اضطراب ہے[6]۔ ابن جریر کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنا مذکور ہے لیکن حسب تصریح حافظ ابن کثیر یہ روایت بھی غیر صحیح ہے[7]۔ سنن بیہقی میں حضرت ابن عباس اور حضرت انس سے بھی اِنْحَرْ کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے راوی ہیں لیکن ان کی سند بھی ضعف سے خالی نہیں[8]۔ ابن ابی حاتم نے عطا خراسانی سے رکوع کے بعد اعتدال کے ساتھ سینہ ظاہر کرنے کے معنی روایت کیے ہیں[9]۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے بھی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کے معنی بیان

۱؎ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۳۴ھ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۷۵ طبع مطبع مذکور ۱۳۴۶ھ۔ تفسیر ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم میں بھی یہ روایت منقول ہے۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۰ و روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴۷ طبع مصر۔　۲؎ روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴۷

۳؎ تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷۔　۴؎ تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف

۵؎ ملاحظہ ہو سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۹ و ۳۰۔　۶؎ الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ طبع دائرۃ المعارف

۷؎ تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷۔　۸؎ ملاحظہ ہو سنن بیہقی اور الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ و ۳۱

۹؎ تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷۔

کہے ہیں[1] ضحاک اور سلیمان تیمی سے نماز کے بعد سینہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے معنی منقول ہیں[2]۔ حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ سب اقوال سخت غریب ہیں اور صحیح قول اول ہی ہے کہ نحر سے مراد قربانی کرنا ہے[3]۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سب اقوال کا منشا لفظ نحر ہے چونکہ نحر کے معنی سینہ کے بالائی حصہ کے ہیں اس لئے فَصَلِّ کی مناسبت سے نماز میں سینہ کے متعلق جتنے افعال تھے وانحر کی تفسیر میں ان لوگوں نے ان ہی میں سے کسی ایک فعل کو متعین کر دیا لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ سب افعال فَصَلِّ کے تحت میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب نماز کے آداب ہیں اور نماز میں شامل ہیں اس لئے یقیناً وَانْحَرْ سے ان معانی مذکورہ کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہونے چاہئیں کیونکہ جز کا عطف کل پر ویسے بھی بعید ہے۔ بدیں وجہ یہاں نحر سے قربانی کے معنی ہی لینے چاہئیں۔ محمد بن کعب قرظی نے صاف

تصریح کی ہے کہ مشرکین نماز اور قربانی بتوں کے لئے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ یہ دونوں باتیں صرف اسی کے لئے ہونی چاہئیں[4] قرآن مجید نے صرف اسی جگہ نہیں بلکہ دوسرے مقام پر بھی نماز اور قربانی کا ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے ارشاد ہوتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے) امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں رقمطراز ہیں۔ جن لوگوں نے اس سے قربانی کی حقیقت مراد لی ہے اولیٰ ہے کیونکہ یہ اس لفظ کے حقیقی معنی ہیں علاوہ ازیں اس لفظ کو علی الاطلاق جب کبھی استعمال کیا جائیگا اس سے قربانی کے علاوہ دوسرے معنی نہیں سمجھے جا سکتے۔ جب کوئی نحر فلان الیوم کہیگا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ فلاں نے آج قربانی کی، دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھنا

---

[1] فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۱ - [2] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۰۲ طبع مصر ۱۳۰۸ھ [3] ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷
[4] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۸۹ -

کوئی نہ بچے گا۔ پہلے معنی کے مراد ہونے پر یہ چیز بھی
دلالت کرتی ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نحر
(سینہ کا بالائی حصہ) پر ہاتھ نہ باندھا جائے۔ خود
حضرت علیؓ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے
دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا مروی
ہے۔[1] پ۲۲

اَنْدَادًا۔ مقابل۔ برابر۔ نِدٌّ کی جمع نِدٌّ اس کو
کہتے ہیں جو کسی شے کی ذات اور جوہر میں شریک ہو
نِدٌّ اور مِثْلٌ میں فرق یہ ہے کہ مِثْلٌ عام ہے اور
نِدٌّ خاص، مثل کا استعمال ہر قسم کی شرکت میں ہوتا ہے
لیکن ند کا استعمال صرف ذاتی شرکت ہی کے بارے
میں ہو سکتا ہے۔ پ۱ پ۲ پ۱۳ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴

اُنْذِرَ۔ وہ ڈرایا گیا۔ اِنْذَارٌ سے جس کے معنی ڈر
کی خبر سنانے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر
غائب پ۲۳

اَنْذَرَ۔ اس نے ڈرایا۔ اِنْذَارٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ۴

اَنْذِرْ۔ تو ڈرا۔ تو ڈر سنا۔ اِنْذَارٌ سے امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر پ۱ پ۱۱ پ۱۹ پ۲۲ پ۲۹

اَنْذَرْتُکُمْ۔ میں نے ڈر سنا دیا۔ اَنْذَرْتُ اِنْذَارٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
پ۲۴ پ۳۰

اَنْذَرْتَهُمْ۔ تو نے ان کو ڈرایا۔ اَنْذَرْتَ اِنْذَارٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب، ءَ اَنْذَرْتَهُمْ میں پہلی ہمزہ تسویہ یعنی
دونوں چیزوں میں برابری ثابت کرنے کے معنی
میں استعمال ہوتی ہے۔ پ۱ پ۲۲

اُنْذِرُکُمْ۔ میں تم کو ڈر سناؤں۔ میں تم کو ڈراتا ہوں
اُنْذِرُ اِنْذَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۷

اَنْذَرْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو ڈر سنایا۔ اَنْذَرْنَا اِنْذَارٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۳۰

اَنْذِرُوْا۔ تم ڈر سناؤ۔ اِنْذَارٌ سے۔ امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۱۴

اُنْذِرُوْا۔ وہ ڈرائے گئے۔ ان کو ڈر سنایا گیا۔ اِنْذَارٌ
سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۰ پ۲۱

---

[1] احکام القرآن ج ۳ ص ۵۸۵ طبع مصر ۱۳۴۷ھ

أَنْذَرْتَهُمْ۔ وہ ان کو ڈرا چکا۔ أَنْذَرَ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۲

أَنْذِرْهُمْ۔ تو ان کو ڈر سنا دے۔ أَنْذِرْ صیغہ امر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۶ پ۲۴

أَنْزَلَ۔ اس نے اتارا۔ اس نے نازل کیا۔ إِنْزَالٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲/۳ و ۱۱، پ۳/۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۳، پ۴
پ۴/۷، پ۵/۲ و ۱۴ و ۱۷، پ۶/۳ و ۱۱، پ۷/۳ و ۱۷ و ۱۸، پ۸/۱، پ۱۰/۱۰ و ۱۲
پ۱۱/۱ و ۱۱، پ۱۲/۵، پ۱۳/۸ و ۱۷، پ۱۴/۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳، پ۱۵/۱۲ و ۱۳
پ۱۶/۱۱، پ۱۷/۱۵، پ۱۸/۲، پ۲۰/۱، پ۲۱/۱۲ و ۱۹، پ۲۲/۱۴ و ۱۹، پ۲۳/۱۵ و ۱۹
پ۲۴/۱۴، پ۲۵/۳ و ۷، پ۲۶/۵ و ۹ و ۱۱، پ۲۷/۵، پ۲۸/۱۸

أُنْزِلَ۔ وہ اتارا گیا۔ وہ نازل کیا گیا۔ إِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ آیت شریفہ أَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا (کیا ہم سب کو چھوڑ کر اسی پر نصیحت نازل کی گئی) میں ہمزہ اولیٰ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی ایسا نہیں ہوا۔ پ۱/۱ و ۱۳ و ۱۹
پ۲/۷، پ۳/۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۶ و ۱۷، پ۴/۱۱، پ۵/۹، پ۶/۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵
پ۷/۱ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸، پ۸/۷ و ۸، پ۹/۹، پ۱۰/۷، پ۱۲/۲، پ۱۳/۷ و ۹
پ۱۴/۱۰ و ۱۱، پ۱۵/۱۲، پ۱۶/۱، پ۲۱/۱، پ۲۲/۷، پ۲۳/۱۰، پ۲۵/۳، پ۲۶/۴

أَنْزِلْ۔ تو اتار۔ تو نازل فرما۔ إِنْزَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۷

أَنْزَلْتُ۔ میں نے اتارا۔ میں نے نازل کیا۔ إِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۶

أَنْزَلْتَ۔ تو نے اتارا۔ تو نے نازل فرمایا۔ إِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳ پ۷ پ۱۲

أُنْزِلَتْ۔ وہ اتاری گئی۔ وہ نازل کی گئی۔ إِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۶ پ۱۰
پ۱۱ پ۱۸/۱۲ پ۲۶/۷

أَنْزَلْتُمُوهُ۔ تم نے اس کو اتارا۔ تم نے اس کو نازل کیا۔ أَنْزَلْتُمُوْا إِنْزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۷

أَنْزَلْنَا۔ ہم نے اتارا۔ ہم نے نازل کیا۔ إِنْزَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱/۹ و ۱۲، پ۲/۲، پ۵/۱۳، پ۶/۱۱ و ۱۲
پ۷/۷، پ۸/۱۰ و ۱۴، پ۹/۱۰، پ۱۰/۱، پ۱۱/۱۵، پ۱۳/۲ و ۹ و ۱۲ و ۱۴
پ۱۵/۱۰، پ۱۷/۸ و ۱، پ۱۸/۱ و ۱۰ و ۱۲، پ۱۹/۲، پ۲۱/۱ و ۷ و ۱۰، پ۲۳/۱ و ۱۵
پ۲۴/۱ و ۲، پ۲۶/۱۹، پ۲۸/۱ و ۹ و ۱۵، پ۳۰/۱

أَنْزَلْنٰهُ۔ ہم نے اس کو اتارا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۷/۱۷، پ۸/۲، پ۱۲/۸، پ۱۳/۱۱، پ۱۳/۱۱ و ۱۲، پ۱۵/۱۲ و ۱۸

۱۵/۳و۹ ۱۴/۱۲ ۲۲/۱۲ ۲۴/۱۳ ۳۰/۲۲

اَنْزَلْنٰهَا۔ ہم نے اس کو نازل کیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مونث غائب ہے ۱۸/۷

اَنْزِلْنِیْ۔ مجھ کو اتار۔ اَنْزِلْ صیغۂ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۸/۲

اَنْزَلَهٗ۔ اس کو نازل کیا۔ اس کو اتارا۔ اَنْزَلَ صیغۂ ماضی کا ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۷/۳ ۱۸/۱۲ ۲۸/۱۷

اٰنَسَ۔ اس نے دیکھا۔ اس نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے جس کے معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ۲۰

اِنْسٌ۔ آدمی۔ اُنْسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی مانوس ہونے کے ہیں۔ چونکہ انسان ذاتی طور پر متمدن واقع ہوا ہے اس لئے اس کی زندگی کا قوام انس باہمی اور آپس میں میل جول کے بغیر نہیں بن سکتا۔ آدمیوں کا یہی انس ہے جس کی بدولت ان کا نام انس ہوا۔ ۸/۱و۲و۳و۱۱ ۹/۱۲ ۱۵/۱۰ ۱۹/۱۷ ۲۳/۱۷و۱۸ ۲۶/۲ ۲۶/۲و۱۲و۱۳ ۲۹/۱۱

اَنْسَابٌ۔ قرابتیں۔ رشتے ناطے۔ نَسَبٌ کی جمع ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کی قرابت میں اشتراک کا نام نسب ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک نسب بالطول یعنی باپ بیٹوں کی شرکت قرابت دوسرے نسب بالعرض جیسے بھائیوں اور چچاؤں کا باہمی رشتہ ۱۸/۷

اِنْسَانٌ۔ آدمی۔ مذکر اور مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۵/۲ ۱۱/۷ ۱۲/۲و۱۱ ۱۳/۱۶ ۱۳/۲و۷ ۱۵/۲و۳و۶و۷و۹و۱۰و۱۱و۲۰ ۱۶/۸ ۱۶/۳و۱۹ ۱۸/۱ ۱۹/۱ ۲۰/۱۲ ۲۱/۱۱و۱۲ ۲۲/۱ ۲۳/۲و۱۵ ۲۴/۲ ۲۵/۱و۹و۷ ۲۶/۲و۱۹ ۲۷/۵و۷و۱۱ ۲۸/۵ ۲۹/۶و۵و۱۱ ۲۹/۱۸و۱۹ ۳۰/۳و۵و۷و۹و۱۱و۱۴و۱۵و۲۰و۲۱و۲ ۳۰/۲۴و۲۵و۲۸

اَنْسٰنِیْهُ۔ مجھے اس کو بھلا دیا۔ اَنْسٰی اِنْسَاءٌ سے جس کے معنی بھلا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۵/۲۱

اٰنَسْتُ۔ میں نے دیکھا۔ میں نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۶/۱۰ ۱۹/۱۹ ۲۰/۷

اٰنَسْتُمْ۔ تم نے دیکھا۔ تم نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۴/۱۲

اِنْسَلَخَ۔ وہ چھوڑ نکلا۔ وہ گزر گیا۔ اِنْسِلَاخٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ انسلاخ کے معنی اصل میں تو کھال کھینچنے کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے کسی چیز کو چھوڑ نکلنے اور گزر جانے میں اس کا استعمال ہوتا ہے گویا جس طرح کھال کھینچ کر جسم سے جدا ہو جاتی ہے ایسے ہی وہ جدا ہو گیا یا گزر گیا

اَنْسَوْکُمْ۔ انھوں نے تم کو بھلا دیا۔ اَنْسَوْا، اِنْسَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اِنْسِیًّا۔ آدمی۔ اِنْسٌ کی طرف منسوب ہے ی نسبت کی ہے۔ اس اعتبار سے اِنْسی اس کو کہا جائے گا جو کثیر الانس ہو اور جس سے انس کیا جا سکے۔

اَنْسٰہُ۔ اس کو بھلا دیا۔ اَنْسٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَنْسٰنِیْہِ)

اَنْسٰہُمْ۔ ان کو بھلا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

اِنْشَاءٌ۔ پیدا کرنا۔ پرورش کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ حیوانات سے متعلق ہوتا ہے

اَنْشَاَ۔ اس نے پیدا کیا۔ اس نے پرورش کی۔ اِنْشَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَنْشَاْتُمْ۔ تم نے پیدا کیا۔ تم نے پرورش کی اِنْشَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَنْشَاَکُمْ۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔ اس نے تمہاری پرورش کی۔ اَنْشَاَ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اَنْشَاْنَا۔ ہم نے پیدا کیا۔ ہم نے پرورش کی۔ اِنْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَنْشَاْنٰہُ۔ ہم نے اس کو پیدا کیا۔ ہم نے اس کی پرورش کی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اَنْشَاْنٰہُنَّ۔ ہم نے ان کو پیدا کیا۔ ہم نے ان کی پرورش کی، اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے

اَنْشَاَھَا۔ اس کو پیدا کیا۔ اس کی پرورش کی اَنْشَاَ صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب

اَنْشَرْنَا۔ ہم نے اٹھا کھڑا کیا ہم نے زندہ کر دیا

اَنْشَازٌ سے جس کے معنی زندہ کرنے اور اٹھا کھڑا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔

اَنْشَرَ کَا۔ اس کو زندہ کر دیا۔ اس کو اٹھا کھڑا کیا۔ اَنْشَرَ اِنْشَازٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

اُنْشُزُوْا تم اٹھ کھڑے ہو (نَصَرَ، ضَرَبَ) نَشْزٌ سے جس کے معنی اٹھ کھڑا ہونے کے ہیں امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر ہے۔

اِنْشَقَّ۔ وہ پھٹ گیا۔ وہ شق ہو گیا۔ اِنْشِقَاقٌ سے۔ جس کے معنی پھٹنے اور شق ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

اِنْشَقَّتْ۔ وہ پھٹ گئی۔ وہ شق ہو گئی۔ اِنْشِقَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔

اَنْصَابٌ بت۔ تمام وہ چیزیں جو عبادت کے لئے نصب کی جائیں خواہ مورتی ہو یا پتھر یا اور کچھ۔ نُصُبٌ کی جمع، مجاہد، قتادہ اور ابن جریج سے مروی ہے کہ نُصُبٌ وہ پتھر ہیں جو عبادت کے لئے نصب کئے گئے تھے مشرکین عرب ان پتھروں کو پوجا کرتے اور ان کے تقرب کے لئے وہاں جا کر قربانی کرتے تھے[1]۔ ہے

اَنْصَارٌ۔ مددگار۔ نَصِیْرٌ اور نَاصِرٌ کی جمع جس کے معنی مددگار کے ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں مہاجرین وانصار کا ذکر ہے وہاں انصار سے انصار مدینہ مراد ہیں جو نصرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اس لقب سے سرفراز کئے گئے ہیں ہے ہے ہے ہے اَنْصَارًا ہے

اَنْصَارِیْ۔ میرے مددگار۔ اَنْصَارِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ہے ہے

اِنْصَبْ۔ تو محنت کر۔ (سَمِعَ) نَصَبٌ سے جس کے معنی جدوجہد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں عبادت میں جدوجہد کا حکم ہے ہے

اَنْصِتُوْا تم کان لگائے رہو۔ تم چپ رہو۔ تم خاموشی سے سنتے رہو۔ اِنْصَاتٌ سے جس کے معنی خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سننے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ہے

[1] احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۲۸ طبع مصر ۱۳۴۳ھ

اَنْصَحُ ۔ میں نصیحت کرتا ہوں، میں نصیحت کروں (فَتَحَ) نُصْحٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۸ ع۱۵

اِنْصَرَفُوْا ۔ وہ چل دیئے۔ وہ پلٹ گئے۔ اِنْصِرَافٌ سے جس کے معنی ایک حالت سے دوسری حالت پر لوٹ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۱ ع۵

اُنْصُرْنَا ۔ تو ہماری مدد کر۔ (نَصَرَ) اُنْصُرْ نَصْرٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم۔ پ۲ پ۳ پ۴

اُنْصُرْنِیْ ۔ تو میری مدد کر، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ۱۲ ع۴ پ۲۰ ع۱۵

اُنْصُرُوْا ۔ تم مدد کرو، نَصْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۷ ع۵

اَنْطَقَ ۔ اس نے گویائی عطا فرمائی۔ اس نے کہلوایا۔ اِنْطَاقٌ سے جس کے معنی گویائی عطا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۴

اَنْطَقَنَا ۔ ہم کو گویائی عطا فرمائی، ہم سے کہلوایا اِنْطَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ۲۴ ع۱۶

اِنْطَلَقَ ۔ وہ چل کھڑا ہوا۔ اِنْطِلَاقٌ سے جس کے معنی چھوڑ کر چل کھڑے ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۳

اِنْطَلَقَا ۔ وہ دونوں چلے۔ اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۱۵ ع۲۲ پ۱۶

اِنْطَلَقْتُمْ ۔ تم چلے، اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۶

اِنْطَلَقُوْا ۔ وہ چلے، اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۹

اِنْطَلِقُوْا ۔ تم چلو، اِنْطِلَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۹ ع۲۱

اَنْظُرُ ۔ میں دیکھوں گا۔ (نَصَرَ، سَمِعَ) نَظَرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ نَظَرٌ کے معنی ان ظاہری آنکھوں سے دیکھنے اور نگاہ کرنے کے بھی ہیں اور بصیرت کے ذریعہ کسی چیز کو پانے اور اس کا ادراک کرنے کے بھی اور کبھی تامل اور تفحص کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کہہ دیجئے دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں) یہاں

دیکھنے سے مراد تامل اور تفحص سے کام لینا ہے کبھی اس کا استعمال حیرت سے تاکنے کے بارے میں بھی ہوتا ہے جیسے وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں دیکھتے) اور کبھی راہ دیکھنے اور انتظار کرنے کے معنی بھی آتے ہیں جیسے وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ (اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی) جب اس کے صلہ میں اِلٰی آتا ہے تو معنی نگاہ اٹھانے کے ہوتے ہیں اور جب فِیْ آتا ہے تو غور و تامل کے پ ۹

اُنْظُرْ۔ تو دیکھ۔ تو غور کر۔ نَظْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲ ع ۲۔ پ ۵ ع ۴۔ پ ۷ ع ۱۴۔ پ ۸ ع ۹ و ۱۱ و ۱۴۔ پ ۸ ع ۱۷۔ پ ۹ ع ۲ و ۷۔ پ ۱۱ ع ۹ و ۱۲۔ پ ۱۲ ع ۲ و ۵۔ پ ۱۶ ع ۱۴۔ پ ۱۸ ع ۱۹۔ پ ۱۹ ع ۱۹ و ۲۰ و ۱۹۔ پ ۲۰ ع ۷۔ پ ۲۱ ع ۹۔ پ ۲۲ ع ۴ و ۲۔ پ ۲۵ ع ۸

اُنْظُرْنَا۔ ہم پر نظر کیجئے۔ اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے۔ پ ۱ ع ۱۲۔ پ ۵

اَنْظِرْنِیْ۔ مجھ کو مہلت دے۔ مجھ کو ڈھیل دے، اَنْظِرْ اِنْظَارٌ سے جس کے معنی مہلت دینے اور ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ ۸ ع ۹۔ پ ۱۳ ع ۳۔ پ ۲۳ ع ۱۴

اُنْظُرُوْا۔ تم دیکھو، تم غور کرو۔ نَظْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۷ ع ۵۔ پ ۸ ع ۸ و ۱۸۔ پ ۸ ع ۱۸۔ پ ۱۱ ع ۱۵۔ پ ۱۳ ع ۱۱۔ پ ۲۰ ع ۲ و ۱۴۔ پ ۲۱ ع ۸

اُنْظُرُوْنَا۔ تم ہماری راہ دیکھو۔ تم ہمارا انتظار کرو اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۲۷ ع ۱۸

اُنْظُرِیْ۔ تو دیکھ لے، تو غور کرے۔ نَظْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۹ ع ۱۸

اَنْعَامٌ۔ مویشی۔ بھیڑ، بکری، گائے بھینس اور اونٹ مویشی کو اس وقت تک انعام نہیں کہا جا سکتا، جب تک ان میں اونٹ داخل نہ ہوں، یہ نَعَمٌ کی جمع ہے جس کے معنی اصل میں تو اونٹ کے ہیں مگر بھیڑ بکری اور گائے بھینس پر بھی بولا جاتا ہے چونکہ اونٹ عرب کے نزدیک بہت بڑی نعمت ہے اس لئے اس کا نام نَعَمٌ ہوا۔ پ ۵ ع ۱۵۔ پ ۶ ع ۵۔ پ ۸ ع ۳ و ۴۔ پ ۹ ع ۱۲۔ پ ۱۲ ع ۸۔ پ ۱۳ ع ۷ و ۱۵ و ۱۶۔ پ ۱۴ ع ۱۱ و ۱۲۔ پ ۸ ع ۱۔ پ ۱۹ ع ۲ و ۱۶۔ پ ۲۲ ع ۱۹۔ پ ۲۳ ع ۱۵۔ پ ۲۳ ع ۱۴۔ پ ۲۵ ع ۳ و ۷۔ پ ۲۶ ع ۹

اَنْعَامًا پ ۱۹ ع ۲۔ پ ۲۳ ع ۴

أَنْعَامَكُمْ۔ تمہارے مویشی، أَنْعَام مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۶ پ۳۰

أَنْعَامُهُمْ۔ ان کے مویشی۔ أَنْعَامُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۹

أَنْعُمِ۔ احسانات، نعمتیں، نِعْمَةٌ کی جمع پ۱۴ ع۲۱

أَنْعَمَ۔ اس نے انعام کیا۔ اس نے فضل کیا۔ إِنْعَامٌ سے جس کے معنی احسان کرنے اور نوازش کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۵ پ۶ پ۲۲

أَنْعَمْتُ۔ میں نے احسان کیا۔ میں نے انعام کیا۔ إِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱

أَنْعَمْتَ۔ تو نے فضل کیا۔ تو نے احسان کیا۔ إِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱ پ۵ پ۲۲

أَنْعَمْنَا۔ ہم نے احسان کیا۔ ہم نے فضل کیا۔ إِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۵ پ۲۵

أَنْعُمِهٖ۔ اس کے احسانات، اس کی نعمتیں أَنْعُمِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۴

أَنْعَمَهَا۔ اس کو انعام میں دیا۔ اس سے نوازا۔ أَنْعَمَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مونث غائب پ۱۵

أَنْفَ۔ ناک۔ پ۶

آنِفًا۔ ابھی، أَنْفٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی سر کے آتے ہیں چونکہ سر سے شے کی ابتدا ہوتی ہے اس لحاظ سے آنِفًا کے معنی اول وقت کے ہوئے پ۲۶

إِنْفَاقِ۔ خرچ کرنا، بروزن إِنْعَالٌ مصدر ہے انفاق میں جان اور مال دونوں کا صرف کرنا آجاتا ہے۔ یہ کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی واجب، یہاں إِنْفَاقِ کے معنی خرچ ہو جانے کے ہیں پ۱۵

أَنْفَالِ۔ مال غنیمت، نَفَلٌ (بفتح فا) کی جمع۔ جس کے معنی اصل میں زیادتی کے ہیں اور اسی لئے زائد نماز کو نَافِلَةٌ کہتے ہیں ارشاد ہے وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے) اور اسی اعتبار اولاد کی اولاد کو نافلہ کہا جاتا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً (اور ہم نے اس کو عنایت کیا اسحٰق نیز یعقوب کو مزید) یعنی مانگا تو بیٹا ہی تھا مگر ہم نے پوتا مزید عنایت فرمایا۔ پھر عطیہ اور بخشش

کے معنی میں حقیقت بن کر استعمال ہونے لگا کیونکہ بخشش بھی بسبب تبرع غیر لازم ہونے کے گویا ایک شے مزید ہوئی۔ اور اسی طرح امام یا خلیفہ غازی کے لئے اس کے حصہ سے زائد جو چیز مشروط کر دے خواہ کسی معین شخص کے لئے ہو یا غیر معین شخص کے لئے جیسے اعلان کر دے کہ جو کسی کو قتل کرے گا اس کا چھینا ہوا مال وہی پائیگا۔ سب نفل کے نام سے موسوم ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش و عطا ہے پ۱۰ ع۱

اِنْفَجَرَتْ ۔ وہ بہ نکلی، وہ پھوٹ نکلی۔ اِنْفِجَارٌ سے جس کے معنی خوب پھوٹ نکلنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ اِنْفِجَارٌ اور اِنْبِجَاسٌ میں فرق یہ ہے کہ انبجاس صرف کسی تنگ چیز سے نکلنے کا نام ہے اور انفجار کا استعمال تنگ مقام ہو یا فراخ دونوں کے متعلق ہوتا ہے پ۱

اَنْفُخُ ۔ میں پھونک مارتا ہوں (نَصَرَ) نَفْخٌ سے جس کے معنی پھونک مارنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۳ ع۱۲

اُنْفُخُوْا ۔ تم پھونک مارو تم دھونکو نَفْخٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷

اُنْفُذُوْا ۔ تم نکل بھاگو۔ (نَصَرَ) نُفُوْذٌ سے جس کے معنی چیرنے، نکل جانے، اور رہائی پانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷ ع۱۲

اِنْفِرُوْا ۔ تم نکلو تم کوچ کرو (نَصَرَ، ضَرَبَ) نَفِيْرٌ اور نُفُوْرٌ سے جس کے معنی نکلنے اور کوچ کرنے اور بھاگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں نَفْرٌ کے معنی کسی چیز کے لئے بیتاب ہو جانے یا اس سے بیزار ہو جانے کے ہیں پ۵ ع۱۲

اَنْفُسٌ ۔ جانیں۔ دل۔ جی۔ نَفْسٌ کی جمع جس کے معنی روح کے ہیں پ۳ ع۲ پ۵ ع۱۹ پ۱۱ پ۱۳ ع۲ پ۲۵ ع۱۲ پ۲۶ ع۵

اَنْفُسِكُمْ ۔ تمہاری جانیں، تمہارے اشخاص، تمہارے جی۔ اَنْفُسٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱ (۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳) پ۲ (۶ و ۱۲ و ۱۳) پ۳ (۵ و ۸ و ۱۴) پ۴ (۸ و ۱۰) پ۵ (۲ و ۶ و ۱۶) پ۶ (۴ و ۱۶) پ۱۰ (۱۱ و ۱۲) پ۱۱ (۵ و ۸) پ۱۲ (۱۲) پ۱۳ (۴ و ۹) پ۱۴ (۱۹) پ۱۵ (۱) پ۱۸ (۱۲) پ۲۱ (۲ و ۶) پ۲۲ (۶ و ۱۸) پ۲۵ (۲) پ۲۶ (۱۴ و ۱۸) پ۲۷ (۲ و ۶ و ۱۹) پ۲۸ (۱۰ و ۱۴ و ۱۹) پ۲۹ (۱۴)

اَنْفُسَنَا ۔ اپنی جانیں۔ ہماری جانیں۔ اَنْفُسٌ

مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۲ پ ۲۹

اَنْفُسِہِمْ۔ ان کے جی، ان کے دل، ان کی جانیں۔ اَنْفُسُ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱ پ ۲ پ ۳ پ ۴ پ ۵ پ ۶ پ ۷ پ ۸ پ ۹ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۸ پ ۱۹ پ ۲۱ پ ۲۲ پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۵ پ ۲۶ پ ۲۸ [illegible]

اَنْفُسُهُنَّ۔ ان کے جی۔ اَنْفُسُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ ۲

اِنْفِصَامَ۔ ٹوٹنا۔ بروزن اِنْفِعَالٌ مصدر ہے پ ۳

اِنْفَضُّوْا۔ وہ متفرق ہوگئے۔ اِنْفِضَاضٌ سے جس کے معنی متفرق ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۸ پ ۲۸

اِنْفَطَرَتْ۔ وہ چر گئی، وہ پھٹ گئی۔ اِنْفِطَارٌ سے جس کے معنی چرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۳۰

اَنْفَقَ۔ اس نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِنْفَاق) پ ۵ پ ۲۴

اَنْفَقْتَ۔ تو نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْفَاق) پ ۱۰

اَنْفَقْتُمْ۔ تم نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳ پ ۵ پ ۱۱ پ ۲۸

اَنْفَقُوْا۔ انہوں نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۳ پ ۵ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۱۹ پ ۲۴ پ ۲۸

اَنْفِقُوْا۔ تم خرچ کرو۔ اِنْفَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ پ ۳ پ ۱۰ پ ۲۲ پ ۲۸

اِنْفَلَقَ۔ وہ پھٹ گیا۔ اِنْفِلَاقٌ سے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۹

اَنْقَذَكُمْ۔ اس نے تم کو نجات دی۔ اِنْقَاذٌ سے جس کے معنی نجات دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۴۔

اُنْقُصْ۔ تو کم کر۔ (نَصَرَ) نَقْصٌ سے جس کے معنی کم کرنے یا کم ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر

حاضر ۲۹/۱۲

اَنْقَضَ۔ اس نے توڑ دی، اس نے جھکا دی۔ اِنْقَاضٌ سے۔ جس کے معنی توڑ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳۰/۱۹

اِنْقَلَبَ۔ وہ الٹ گیا، اِنْقِلَابٌ سے جس کے معنی الٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۴/۱۷

اِنْقَلَبْتُمْ۔ تم پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۴/۱۰

اِنْقَلَبُوْا۔ وہ لوٹ گئے، وہ پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۴ ۹ ۲۲ ۳۰/۸

اَنَّکَ۔ بے شک تو، اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنَّ) ۱۹/۱۲ ۱۲ ۱۲

اِنَّکَ۔ بے شک تو، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) ۱

۲ ۳ ۴ ۵ ۷ ۸ ۹ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰

اِنَّکِ۔ بے شک تو۔ اس میں کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر ہے ۱۲/۱۲

اَنْکَاثًا۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ نِکْثٌ کی جمع جس کے معنی سوت کے اس ٹکڑے کے ہیں جو دوبارہ کاتنے کے لئے توڑا جائے۔ ۱۴/۱۹

اَنْکَالًا۔ بیڑیاں۔ قید۔ نِکْلٌ کی جمع جس کے معنی سخت قید اور آہنی لگام کے ہیں ۲۹/۱۴

اُنْکِحَکَ۔ میں تجھ کو بیاہ دوں۔ میں تیرے نکاح میں دیدوں۔ اُنْکِحُ، اِنْکَاحٌ سے جس کے معنی نکاح کرانے اور بیاہ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۲۰/۹

اَنْکِحُوْا۔ تم نکاح کردو۔ تم عقد کرا دو۔ اِنْکَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۸/۹

اِنْکِحُوْا۔ تم نکاح کرلو۔ تم عقد کرلو (فَتَحَ ضَرَبَ) نِکَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل لغت میں نکاح کے حقیقی معنی دو چیزوں کو ملانے اور جمع کرنے کے ہیں اور اسی اعتبار سے وطی اور عقد کو نکاح کہا

جاتا ہے. جمع کے معنی چونکہ در حقیقت دلی میں پائے جاتے ہیں عقد میں نہیں اس لئے دلی کے معنی میں اس کا استعمال باعتبار حقیقت ہے اور عقد کے معنی میں باعتبار مجاز۔ یہاں مجازی معنی مراد ہیں۔ پ۱۲ ع۴

اِنْكِحُوْهُنَّ - تم ان سے نکاح کرو. اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے پ۵

اِنْكَدَرَتْ - وہ میلی ہوگئی۔ وہ بکھر گئی۔ اِنْكِدَارٌ سے. ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب اِنْكِدَارٌ کے اصل معنی تو میلے ہونے کے ہیں مگر بکھر جانے اور پراگندہ ہونے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے پ۳۰

اَنْكَرَ - بہت زیادہ برا۔ نُكْرٌ سے جس کے معنی نہ پہچاننے اور برا جاننے کے ہیں یا نَكَارَةٌ سے جس کے معنی نامانوس، سخت اور وحشتناک ہونے کے ہیں باب مفعول میں افعل التفضیل کا صیغہ۔ اول صورت میں مَنْعَرَ سے آئیگا اور دوسری صورت میں كَرُمَ سے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے جَدِيْرٌ کا افعل التفضیل اَجْدَرُ ہے ایسے ہی یہ نَكِيْرٌ کا ہو۔ واضح رہے کہ عیب کے معنی میں نیز باب مفعول میں افعل التفضیل کا آنا شاذ ہے۔ پ۲۱

اِنَّكُمْ - بیشک تم۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) پ۶ پ۵ ع۱۶ پ۹ ع۸ پ۷ ع۸ پ۸ ع۱ و ۱۶ پ۹ ع۱ و ۳ و ۱۶ پ۱۰ ع۶ و ۱۳ و ۱۶ پ۱۱ ع۱ پ۱۲ ع۳ پ۱۴ ع۵ و ۱۸ پ۱۵ ع۴ پ۱۷ ع۶ و ۵ پ۱۸ ع۱ و ۳ و ۳ پ۱۹ ع۶ و ۸ و ۱۹ پ۲۱ ع۱۵ پ۲۲ ع۶ پ۲۳ ع۷ و ۸ و ۹ و ۱۶ پ۲۴ ع۱۹ پ۲۵ ع۱۳ و ۱۴ و ۲۰ پ۲۶ ع۱۸ پ۲۷ ع۱۵ پ۲۸ ع۲۲

اَنَّكُمْ - بیشک تم۔ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۷ ع۱۲ و ۱۳ پ۱۱ ع۱۵ پ۱۴ ع۷ پ۱۸ ع۲ و ۳ پ۲۰ ع۳ پ۲۷ ع۱۹ پ۲۸ ع۱۱

اِنَّمَا - بیشک، تحقیق، سوائے اس کے نہیں۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اور مَا کافہ ہے جو حصر کے لئے آتی ہے اور اِنَّ کو عمل لفظی سے روک دیتی ہے۔ پ۱ ع۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ پ۲ ع۵ و ۹ پ۳ ع۲ و ۱۰ و ۱۳ پ۴ ع۶ و ۹ و ۱۰ و پ۴ ع۳ و ۱۳ پ۵ ع۱۳ پ۶ ع۳ و ۹ و ۱۲ پ۷ ع۲ و ۸ و ۱۰ و ۱۹ پ۸ ع۳ و پ۹ ع۷ و ۱۱ پ۱۰ ع۲ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ پ۱۱ ع۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ پ۱۲ ع۱۷ و ۱۸ پ۱۳ ع۷ و ۸ و ۱۹ پ۱۴ ع۲ و ۳ پ۱۶ ع۳ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۹ پ۱۷ ع۱ و ۳ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ پ۱۸ ع۲ پ۱۹ ع۳ و ۵ و ۶ پ۲۰ ع۱۲ و ۱۳ پ۲۱ ع۶ و ۱۳ پ۲۲ ع۳ و ۱۳ و ۱۵ پ۲۴ ع۱۴ و ۱۸

ب ۲۰ / ۳، ۱۱ و ۱۲، ۱۳ و ۱۵ — ب ۲۱ / ۱ و ۱۱، ۱۲ و ۱۵ — ب ۲۲ / ۱ و ۵، ۱۲ و ۲

ب ۲۲ / ۱۳، ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ — ب ۲۳ / ۳، ۵ و ۱۱، ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — ب ۲۳ / ۱ و ۲، ۳

ب ۲۴ / ۱۰، ۱۲ و ۱۵ — ب ۲۵ / ۵ و ۱۶ — ب ۲۶ / ۳، ۸ و ۹، ۱۳ و ۱۳ و ۱۸

ب ۲۷ / ۲ — ب ۲۸ / ۳، ۹ و ۱۶ و ۱۹ — ب ۲۹ / ۲، ۱۲ و ۱۹ و ۲۱ — ب ۳۰ / ۳ و ۴ و ۱۲

اَنَّمَا - بیشک، تحقیق، بجز اس کے نہیں۔ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل۔ ما کافہ ہے حصر کے معنی دیتی ہے اور اَنَّ کو عمل سے روکتی ہے۔ ب ۱ — ب ۲ — ب ۳ — ب ۴ — ب ۵ — ب ۶ — ب ۹ — ب ۱۰ — ب ۱۲ — ب ۱۳ — ب ۱۴ — ب ۱۶ — ب ۱۸ — ب ۲۲ — ب ۲۳ — ب ۲۵ — ب ۲۷

اِنَّنَا - بیشک ہم۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِنَّ) ب ۳ — ب ۴ — ب ۹ — ب ۱۲ — ب ۱۶ — ب ۲۴ — ب ۲۵

اَنَّنَا - بیشک ہم۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَّ) ب ۳ — ب ۵

اِنَّنِیْ - بیشک میں۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، نِ وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ب ۸ — ب ۹ — ب ۱۴ — ب ۱۶ / ۱۰ و ۱۱ — ب ۲۳ — ب ۲۵

اِنْهَ - تو منع کر (فتحہ) نَهْیٌ سے جس کے معنی منع کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ب ۲۱ / ۱۱

اِنَّهٗ - بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، جب اس ضمیر کے بعد جملہ مفسرہ ہو جو اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان یا ضمیر قصہ کہلاتی ہے کیونکہ اس وقت یہ بیانِ واقعہ اور حالت بتلانے کے لئے آتی ہے۔

ب ۱ / ۳، ۴ و ۸، ۱۲ و ۱۹ — ب ۲ / ۳، ۵ و ۹، ۱۶ — ب ۳ / ۶ — ب ۴ / ۱۲ و ۱۳

ب ۵ / ۳، ۱۲ و ۱۳ — ب ۷ / ۹ و ۱۰ — ب ۸ / ۱ و ۲، ۳ و ۴، ۵ و ۶، ۷ و ۱۰، ۱۳ — ب ۹ / ۱۱ و ۱۲

ب ۱۰ / ۲ و ۳ — ب ۱۱ / ۲، ۶ و ۷، ۱۰، ۱۳ و ۱۶ — ب ۱۲ / ۲، ۳ و ۶، ۷ و ۱۰، ۱۲، ۱۳ و ۱۴، ۱۶

ب ۱۳ / ۳، ۴ و ۵، ۱۸ — ب ۱۴ / ۳، ۹ و ۱۸، ۲۲ — ب ۱۵ / ۱، ۳ و ۴، ۵ و ۶، ۱۱

ب ۱۶ / ۹، ۷، ۱۰، ۱۱ و ۱۲، ۱۳ — ب ۱۷ / ۵ و ۶ — ب ۱۸ / ۲، ۶ و ۹ و ۱۹

ب ۱۹ / ۳ و ۹، ۱۲، ۱۵ و ۱۶، ۱۸ و ۱۹ — ب ۲۰ / ۲، ۳، ۴ و ۵، ۶

ب ۲۰ / ۹ و ۱۱ و ۱۵ — ب ۲۱ / ۸ و ۱۱ — ب ۲۲ / ۲، ۱۲ و ۱۹، ۱۶ — ب ۲۳ / ۳، ۷ و ۸

ب ۲۳ / ۱۱، ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — ب ۲۴ / ۳، ۸ و ۱۱ و ۱۹ — ب ۲۵ / ۳، ۴، ۵ و ۶ و ۹

ب ۲۵ / ۶، ۱۰ و ۱۲، ۱۳ و ۱۵ — ب ۲۶ / ۳، ۹ و ۱۹ — ب ۲۷ / ۳، ۷ و ۱۹

ب ۲۸ / ۱۱ — ب ۲۹ / ۱، ۳ و ۴، ۵ و ۹، ۱۲ و ۱۵، ۱۹ — ب ۳۰ / ۳ و ۹

ب ۳۰ / ۹ و ۱۰، ۱۱ و ۱۳، ۲۷ و ۳۵

اَنَّهٗ - بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے، بیشک واقعہ یوں ہے۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ جب اس کے بعد جملہ مفسرہ اس

کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان ہے واضح رہے کہ جب تک کوئی اور وجہ نکل سکے اس کو ضمیر شان پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔ [illegible]

إِنَّهَا۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے، إِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هَا ضمیرِ واحد مؤنث غائب اور جب اس کے بعد جملہ مفسرہ اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان ہے۔ [illegible]

أَنَّهَا۔ بیشک وہ۔ أَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هَا ضمیر واحد مؤنث غائب [illegible]

اِنْهَارَ۔ وہ ڈھے پڑا۔ اِنْهِيَارٌ سے جس کے معنی ڈھے پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

أَنْهَارٌ۔ نہریں، نَهَرٌ کی جمع۔ [illegible]

أَنْهَارًا [illegible]

أَنْهَكُمَا۔ میں نے تم دونوں کو منع کیا۔ أَنْهَ اصل میں أَنْهَى تھا جس کے معنی ہیں میں منع کرتا ہوں یا منع کروں گا لَمْ کے آنے سے ی حرفِ علت ساقط ہو گئی اور مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیا۔ [illegible]

إِنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ، إِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

أَنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ۔ أَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

إِنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۱۲ پ۲۳

أَنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۸ پ۲۵

إِنَّهُنَّ ۔ بیشک وہ سب عورتیں، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب پ۱۳

أَنْهٰكُمْ ۔ میں تم کو منع کر رہا ہوں، اَنْهٰى نَهْيٌ سے جس کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۲

إِنِّي ۔ بے شک میں، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، ی ضمیر واحد متکلم، پ۱ پ۲ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۸ پ۲۹ پ۳۰ ضمیر واحد متکلم پ۱ پ۲ پ۳ پ۶ پ۷ پ۱۱ پ۱۳ پ۲۱ پ۲۳ پ۲۵ پ۲۸

أَنّٰى ۔ جہاں، کیونکر، جب۔ اسم ظرف ہے زمان و مکان دونوں کے لئے آتا ہے۔ ظرفِ زمان ہو تو بمعنی مَتٰى (جب جس وقت) کے اور ظرف مکان ہو تو بمعنی اَیْنَ (جہاں کہاں) اور استفہامیہ ہو تو بمعنی کَیْفَ (کیسے کیونکر) ہوتا ہے۔ پ۲ پ۳ پ۴ پ۶ پ۷ پ۸ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۶ پ۱۸ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۸ پ۳۰

أُنِيبُ ۔ میں رجوع ہوتا ہوں، اِنَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ) پ۱۲ پ۲۵

أَنِيبُوا ۔ تم رجوع ہو جاؤ۔ اِنَابَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۴

إِنٰهُ ۔ اس کا پکنا، اس کا وقت۔ اِنٰى اول معنی میں مصدر ہے اور دوسرے معنی میں وہی اٰن ہے کہ جب اس کے پہلے زبر آتا ہے تو الف ممدودہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور زیر آتا ہے تو الف مقصورہ کے ساتھ پ۲۲

آنِيَةٍ ۔ سخت کھولتی ہوئی، اِنْیٌ سے جس کے معنی سخت کھولنے اور پکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ

أَنِّي ۔ بے شک میں۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل ۔ ی

واحد مؤنث پ۳۰/۱۲

اٰنِیَۃٍ۔ برتن۔ اِنَاءٌ کی جمع جس کے معنی برتن کے ہیں پ۲۹

فصل الواو

اَوْ۔ یا، خواہ، یہاں تک، مگر، جبکہ، اگرچہ، کیا۔ حرفِ عطف ہے مختلف معانی شک، ابہام، تخییر، اباحت اور تفصیل کے لئے آتا ہے۔ کوفہ والوں کے خیال میں واو اور بَلْ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کبھی اِلیٰ اور اِلَّا کے معنی بھی دیتا ہے۔ ان تمام معانی میں اَوْ کا ملفظ اور واؤ ساکن ہوگا اور جب توضیح یا تقریر یا رد یا انکار یا استفہام کے لئے ہوگا تو واو مفتوح ہوگا۔ سنن بیہقی میں ابن جریج سے مروی ہے کہ بجز اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا کے قرآن مجید میں جہاں بھی اَوْ استعمال ہوا ہے وہاں تخییر کے معنی میں ہیں۔ امام شافعیؒ کی بھی یہی تصریح ہے[1]۔ پ۱: ۲و۸و۱۲و۱۳و۱۶ پ۲: ۳و۶و۷و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۵ پ۳: ۵و۶و۱۱ پ۴: ۳و۵و۸و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴ پ۵: ۳و۶و۷و۸و۹و۱۲و پ۵: ۴و۱۳و۱۵و۱۶و۱۷ پ۶: ۹و۱۰و۱۲ پ۷: ۲و۳و۴و پ۷: ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۶ پ۸: ۵و۶و۸و۱۱و۱۳ پ۹: ۱و۱۱و۹ پ۱۰: ۱۲و۱۶و۱۸ پ۱۰/۱۳ پ۱۱: ۵و۶و۸و۱۰ پ۱۲: ۲و۷و۸و۱۲و۱۳ پ۱۳: ۲و۶و۸و۱۰و۱۲و۱۵ پ۱۴: ۱۰و۱۲و۱۷و۱۹ پ۱۵: ۳و۵و پ۱۵: ۶و۷و۱۰و۱۲و۱۵و۱۷و۲۰و۲۱ پ۱۶: ۹و۱۰و۱۱و۱۵ پ۱۷: ۱۱و۱۳و۱۴و۱۵ پ۱۸: ۱و۲و۷و۱۰و۱۱و۱۴و۱۶ پ۱۹: ۱و۲و۴و۹و۱۲و۱۶ پ۲۰: ۴و۷ پ۲۱: ۴و۸و۱۱ پ۲۲: ۴و۷و۹ پ۲۳: ۹و۱۲ پ۲۴: ۱و۱۰و۱۲و۱۹ پ۲۵: ۵و۹و۱۰و۱۱ پ۲۶: ۱و۱۰و۱۷ پ۲۷: ۲و۳و۵ پ۲۸: ۴و۵و۱۲و۱۷ پ۲۹: ۱و۲و۷و۱۳و پ۲۹: ۱۹و۲۰و۲۱ پ۳۰: ۴و۵و۸و۱۵و۲۱

اَوْ پ۱/۱۲ پ۳/۲ پ۶/۴ پ۹/۱۳ پ۲۰/۱۳ پ۲۳/۱۰

اَوَّاب۔ بہت رجوع ہونے والا، اَوْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالٌ یہاں اپنے تمام اقوال افعال حرکات وسکنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اس کا مطیع ہونا مراد ہے۔ دیلمی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے اَوَّاب کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] کلیات ابوالبقاء ص ۴۵ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

سوال کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اوّاب وہ ہے جو
تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے اللہ تعالیٰ
سے مغفرت کا خواستگار ہو۔ ابن جریر طبری نے حضرت
ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مُسَبِّح
یعنی تسبیح کرنے والا نقل کی ہے اور عبد بن حمید نے
آپ سے موقن یعنی یقین رکھنے والے کے معنی
روایت کئے ہیں[1]۔ ظاہر ہے اوّاب اسی وقت ہو گا
جب اس میں یہ تمام صفاتِ مذکورہ پائی جائیں

پ ۱۵ ع ۳ ، ۱۲ ، ۱۳ پ ۲۱ ع ۱۴

اَوَّابِیْنَ۔ بہت رجوع کرنے والے۔ اَوَّابٌ
کی جمع۔ سعید بن منصور، ہناد، ابنِ ابی حاتم، اور
بیہقی نے ضحاک سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے
کہ اوّابین وہ ہیں جو گناہ سے توبہ کی طرف اور
برائیوں سے اچھائیوں کی طرف رجوع کریں۔
ابن جریر اور ابنِ ابی حاتم حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما
سے راوی ہیں کہ اطاعت گزار اور نیکوکار مراد ہیں
ابن المنذر، ابنِ ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان
میں آپ سے اس کی تفسیر توّابین[2] نقل کی ہے۔

جس کے معنی ہیں کثرت سے توبہ استغفار کرنے والا[1]۔ پ
اُوَارِیْ۔ میں چھپاؤں۔ مُوَارَاۃٌ سے جس کے
معنی چھپانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے
اَوَّاہٌ۔ نرم دل۔ بہت آہ کرنے والا۔ اَوْہٌ
سے جس کے معنی آہیں بھرنے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ
بروزن فَعَّالٌ۔ قرآن مجید میں اوّاہ سے کیا
مراد ہے اس بارے میں سلف سے حسب ذیل
اقوال منقول ہیں۔ (۱) بہت زیادہ دعا کرنے والا۔
(۲) مومن (۳) فقیہ (۴) رحمدل (۵) مومن توّاب
(۶) تسبیح حق سبحانہ میں مصروف رہنے والا۔ (۷)
کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔ (۸) کتاب اللہ
کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والا۔ (۹) خشیتِ الٰہی
کی بنا پر بہت زیادہ آہ کرنے والا (۱۰) دربارِ الٰہی
میں خضوع و خشوع کرنے والا۔ (۱۱) حبشی زبان
میں مومن کو کہتے ہیں۔ (۱۲) معلم خیر (۱۳) وعدہ کو
پورا کرنے والا۔ (۱۴) گناہوں کو یاد کرتے وقت
استغفار میں مشغول ہونے والا۔ (۱۵) شفیق۔ (۱۶)
ہر بری بات سے رجوع کرنے والا۔[3]

[1] ان تینوں حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۵ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [2] ایضاً ج ۳ ص ۲۱۶ -

[3] البحر المحیط ج ۵ ص ۱۰۶ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

شوکانی لکھتے ہیں۔

لغت کے اعتبار سے اواہ کے یہ معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں کہ اواہ وہ ہے جو اپنے گناہوں پر بہت زیادہ آہ کرے خلاً یہ کہے کہ آہ میرے گناہ؟ آہ مجھے اس پر کیا سزا دی جائے گی؟ وغیرہ۔ فراء کا یہی بیان ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔[1]

امام ابو جعفر بن جریر طبری فرماتے ہیں کہ۔

ان سب اقوال میں اولیٰ اسی شخص کا قول ہے جو اس کے معنی بہت زیادہ دعا کرنے والے کے بیان کرتا ہے، سیاق قرآنی کے بھی یہی معنی مناسب ہیں، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے متعلق فرمایا کہ اپنے باپ کے لئے ان کی طلب مغفرت ایک وعدہ کے بنا پر تھی اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے باپ سے کر لیا تھا، اب چونکہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) بہت زیادہ دعا کیا کرتے اور نیز جو آپ کو ستاتا اور تکلیف پہنچاتا آپ اس کے ساتھ بردباری سے کام لیتے تھے بدیں وجہ باپ کی طرف سے آپ کو شدید اذیت پہنچنے پر بھی آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔[2]

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اواہ کون ہے فرمایا خضوع خشوع کرنے والا بہت زیادہ دعا مانگنے والا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عبداللہ بن شداد تابعی ہیں ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص باآواز بلند ذکر کر رہا تھا، اس پر کوئی بول اٹھا کہ کاش یہ اپنی آواز دھیمی رکھتا۔ بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اواہ ہے۔ ذوالنجادین ایک صاحب تھے جو کثرت سے تلاوت قرآن اور دعا کے ذریعہ ذکر الٰہی کیا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ اواہ ہے۔ یہ روایت امام احمد طبرانی اور ابن مردویہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔[3]

اَوْبَارِهَا۔ اس کی بیریاں۔ اس کی اون۔ اَوْبَار

---

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۳۹۲۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۸۰ طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ھ

[3] ان سب حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۳۹۳

وَبَرْ کی جمع جس کے معنی اونٹ کی اون اور بکری کے ہیں۔ اَوْبَارِ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ہے ۱۴

اَوِّبِیْ ۔ تو رجوع ہو، تو لوٹ، تَاوِیْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر آیت شریف یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ (اے پہاڑ اور اے پرندو اس کے ساتھ تسبیح پڑھو) میں تاویب سے مراد تسبیح کرنا ہے، چنانچہ سورہ ص کی آیت اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً (ہم نے تابع کر دیئے پہاڑ کہ وہ اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام اور صبح اور اڑتے جانور اکٹھے ہو کر) اس آیت کی تفسیر کر رہی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تسبیح ہی کے معنی روایت کئے ہیں اور یہی معنی قتادہ، مجاہد، ابو میسرہ، عکرمہ اور ابن زید سے مروی ہیں۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جب آپ تسبیح الٰہی میں مصروف ہوتے تو پہاڑ اور پرند سب مل کر آپ کے ساتھ تسبیح کرتے یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل تھا۔ کیونکہ قرآن مجید اس چیز کو خاص طور پر فضل کہہ رہا ہے۔ پہاڑوں کی تسبیح سے ان کی صدائے بازگشت یا وہ عام تسبیح جو ہر چیز اپنی زبان حال و قال سے کرتی رہتی ہے مراد نہیں ورنہ حضرت داؤد علیہ السلام پر افضال و انعامات الٰہی کے سلسلہ میں اس کا بیان کرنا کیا اہمیت رکھتا ہے اسی طرح اگر صدائے بازگشت یا عام تسبیح مراد لی جائے تو پھر پہاڑوں اور پرندوں کے مسخر کرنے کا کیا مطلب رہ جاتا ہے۔ ۲۲

اُوْتَ ۔ مجھے دیا گیا۔ اصل میں اُوْتِیَ تھا لم کے آنے سے ی حذف ہو گئی اور مضارع ماضی کے معنی میں تبدیل ہو گیا (ملاحظہ ہو اُوْتِیَ) ۱۶

اَوْتَاد ۔ میخیں، وَتَدٌ کی جمع جس کے معنی میخ کے ہیں (ملاحظہ ہو ذُو الْاَوْتَادِ) ۲۳ ۳۰ اَوْتَادًا ۳۰

اُوْتُمِنَ ۔ ائتمان سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ۳

اُوْتُوْا ۔ وہ دیئے گئے، ان کو دیا گیا، ان کو ملا، اِیْتَاءٌ سے۔ جس کے معنی دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱

پ۳ ۵ و ۱۵ و ۱۹ پ۵ و ۱۳ پ۷ و ۱۱ پ۱۰ و ۱۰ پ۱۲ و ۱۳ پ۱۳ و ۱۲ پ۱۴ و ۱۱ پ۱۵ و ۱۲ پ۱۷ و ۱۱ پ۱۷ و ۱۲ پ۱۸ و ۱۸ پ۲۰ و ۲۰ پ۲۱ و ۱۴ پ۲۲ و ۱۸ پ۲۳ و ۲۳ پ۲۵ و ۱۹ پ۲۷ و ۲۲

اُوْتِیَ۔ اسے دیا گیا۔ وہ دیا گیا۔ اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱ و ۱۶

پ۵ و ۱۵ و ۱۶ پ۶ و ۲ پ۸ و ۸ پ۱۱ و ۲۰ پ۱۸ و ۵ پ۱۹ و ۱۹ پ۲۰ و ۹

اُوْتِیْتَ۔ تجھ کو دیا گیا۔ تجھ کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱ و ۱۶

اُوْتِیَتْ۔ اس (عورت) کو دیا گیا، اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۱۹ و ۱۷

اُوْتِیْتُمْ۔ تم کو دیا گیا، تم کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۳ و ۱۹ پ۱۵ و ۱۰ پ۲۵ و ۴

پ۲۰ و ۹ پ۲۵ و ۵

اُوْتِیْتُہٗ۔ مجھے وہ دیا گیا۔ مجھے وہ ملا۔ اُوْتِیْتُ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۲۰ و ۱۱ پ۲۴ و ۲

اُوْتَیَنَّ۔ مجھے ضرور دیا جائے گا۔ مجھے ضرور ملیگا اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۶ و ۸

اُوْتِیْنَا ہم کو دیا گیا ہمیں ملا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۹ و ۱۸ و ۱۹

اَوْثَانٍ۔ بت، بتوں کے تھان۔ وَثْنٌ کی جمع ہر وہ چیز جس کی خدا کے سوائے پرستش کی جائے وثن ہے۔ مورتی ہو یا پتھر قبر ہو یا جھنڈا۔ پ۱۷ و ۱۱

اَوْثَانًا پ۲۰ و ۱۲ و ۱۵

اَوْجَسَ اس نے محسوس کیا۔ اس نے پایا۔ اِیْجَاسٌ سے جس کے دل میں محسوس کرنے، اور قلب میں پوشیدہ آواز پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۲ و ۷ پ۱۶ و ۱۲ پ۲۶ و ۱۹

اَوْجَفْتُمْ تم نے دوڑایا۔ اِیْجَافٌ سے۔ جس کے معنی سواری کو دوڑانے اور تیز کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۸ و ۴

اَوْحٰی۔ اس نے حکم دیا۔ اس نے وحی بھیجی۔ اس نے اشارہ کیا۔ اِیْحَاءٌ سے جس کے معنی وحی کرنے حکم دینے اور اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱ و ۱۱ پ۲ و ۶ پ۷ و ۱۳ پ۹ و ۱۳ پ۱۳ و ۱۳ پ۱۵ و ۵ پ۱۶ و ۱۹ پ۲۵ و ۱ پ۲۷ و ۵ پ۳۰ و ۱۴ و ۱۵

اُوْحِیَ۔ وحی کی گئی حکم بھیجا گیا۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۷ و ۸ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۹

؎ و ؎ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وَحْیٌ۔

پ۸ پ۲۷ پ۱۵ پ۱۱ پ۱۲ پ۲۷ پ۳۰

اَوْحَيْتُ۔ میں نے دل میں ڈال دیا۔ میں نے وحی کی۔ اِیْحَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم یہاں وحی بصورت الہام مراد ہے [1] پ۷

اَوْحَيْنَا۔ ہم نے حکم بھیجا۔ ہم نے وحی کی۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [2]۔ پ۲ پ۳ پ۶ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۵

اَوْدِيَةٌ نالے، وادیاں، وَادِیٌ کی جمع۔ وادی اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہو۔ اور بطریق استعارہ ہر طریقہ اور راستہ کو بھی وادی کہا جاتا ہے۔ پ۱۳

اَوْدِيَتِهِمْ ان کے نالے، اَوْدِيَةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶

اُوْذُوْا۔ وہ ستائے گئے، ان کو ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۷

اُوْذِیَ۔ وہ ستایا گیا۔ اسے ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۱

اُوْذِيْنَا ہم کو ستایا گیا۔ ہمیں ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ۹

اُوْرِثْتُمُوْهَا۔ تم اس کے وارث بنائے گئے تمہیں وہ میراث میں دی گئی۔ اُوْرِثْتُمُوْا میں واؤ اشباع کا ہے۔ اصل صیغہ اُوْرِثْتُمْ ہے جو اِیْرَاثٌ سے جس کے معنی وارث بنانے اور میراث میں دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ اصل میں وِرَاثَةٌ اور اِرْثٌ کے معنی کسی شخص کی چیز کے دوسرے شخص کی طرف بغیر کسی (معاہدہ) کے یا ایسے امر کے جو قائم مقام عقد ہو منتقل ہونے کے ہیں اور اسی اعتبار سے میت کے مال کو جو اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ میراث اور ارث کہتے ہیں۔ پ۸ پ۲۵

اَوْرَثَكُمْ۔ اس نے تم کو وارث بنایا۔ اَوْرَثَ اِیْرَاثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۱

اَوْرَثْنَا۔ اس نے ہم کو وارث بنایا۔ اَوْرَثَ

[1] و [2] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وحی

صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم ۳۵

اَوْرَثْنَا ۔ ہم نے وارث بنایا۔ اِیْرَاثٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۳۵ ۴۲ ۳۵

اَوْرَثْنَاهَا ۔ ہم نے اس کا وارث بنایا۔ ہم نے اسے میراث میں دیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۲۶ ۷۵

اُوْرِثُوْا ۔ وہ وارث بنائے گئے۔ اِیْرَاثٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۴۲

اَوْرَدَهُمْ ۔ اس نے ان کو پہنچا دیا۔ اس نے ان کو لا ڈالا۔ اَوْرَدَ۔ اِیْرَادٌ سے۔ جس کے معنی اصل میں تو گھاٹ پر لانے کے ہیں مگر بعد میں اس کا استعمال مطلق حاضر کرنے اور لے آنے کے لئے ہونے لگا ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

اَوْزَارَ ۔ بوجھ، مجازاً گناہ۔ وِزْرَۃٌ کی جمع۔ ۲۰ اَوْزَاراً یہاں اس کے حقیقی معنی یعنی بوجھ مراد ہیں ۲۰

اَوْزَارَهَا ۔ اس کے ہتھیار اس کے بوجھ۔ یہاں اَوْزَار سے ہتھیار مراد ہیں اَوْزَار مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۴۷

اَوْزَارَهُمْ ۔ ان کے بوجھ، ان کے گناہ۔ اَوْزَار مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۰ ۱۶

اَوْزِعْنِیْ ۔ میری قسمت میں کر، مجھے توفیق عطا فرما، مجھے جمادے۔ اَوْزِعْ اِیْزَاعٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر جمادینے اور الہام کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۴۶ ۲۷

اَوْسَطِ درمیانی۔ درجہ کا۔ وَسْطٌ اور وَسَاطَتٌ سے۔ جس کے معنی درمیانی ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ۔ ۵

اَوْسَطُهُمْ ۔ ان کا بھلا۔ ان میں معتدل۔ اَوْسَطُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں اوسط سے مراد وہ شخص ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو جیسے جود کہ وہ اسراف اور بخل کے درمیانی درجہ کا نام ہے ایسی صورت میں اوسط کا لفظ مدح کے لئے آتا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وَسَطاً) ۲۹

اَوْصٰنِیْ ۔ اس نے مجھ کو تاکید کی، اَوْصٰی اِیْصَاءٌ سے۔ جس کے معنی نصیحت کے طور پر دوسرے کو عمل کی تاکید کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۲۶؎

اَوْضَعُوْا۔ انہوں نے دوڑایا۔ اِیْضَاعٌ سے جس کے معنی اصل میں تور کھنے کے ہیں مگر بطور استعارہ دوڑانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۹؎

اَوْعٰی۔ اس نے سینت رکھا۔ اس نے حفاظت سے رکھا۔ اِیْعَاءٌ سے جس کے معنی مال و اسباب کو کسی چیز میں محفوظ کر رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۹؎

اَوْعِيَتِهِمْ۔ ان کے خرجیں۔ اَوْعِيَة وِعَاءٌ کی جمع۔ وعا اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز بحفاظت رکھی جائے۔ اَوْعِيَةِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۳؎

اُوْفِ۔ میں پورا کروں گا۔ میں پورا کرتا ہوں اِیْفَاءٌ سے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱؎ ۱۲؎

اَوْفِ۔ تو پورا کر۔ اِیْفَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۳؎

اَوْفُوْا۔ تم پورا کرو۔ اِیْفَاءٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱؎ ۸؎ ۱۲؎ ۱۴؎ ۱۵؎ ۱۸؎ ۱۲؎ ۲۷؎ ۲۸؎

اَوْفٰی۔ اس نے پورا کیا۔ اِیْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳؎ ۱۱؎ ۲۶؎ ۲۷؎

اَوْقِدْ۔ تو آگ دے۔ تو پکا۔ اِیْقَادٌ سے جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۰؎

اَوْقَدُوْا۔ انہوں نے آگ سلگائی۔ اِیْقَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۶؎

اَوَّل۔ پہلا۔ خلیل کا بیان ہے کہ ہمزہ واو اور لام سے اس کی تاسیس ہوئی ہے اس لئے یہ فَعَّلُ کے وزن پر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں دو واو اور ایک لام تھا اس لئے اَفْعَلُ کے وزن پر ہے لیکن پہلی صورت زیادہ فصیح ہے کیونکہ فا اور عین کلمہ کا ایک ہی حرف ہونا قلیل الوجود ہے۔ پس اول صورت میں یہ اَوْلٌ سے مشتق ہوگا جس کے معنی ہیں اصل کی طرف رجوع کرنا۔ اور اس کی اصل اَوْاَلُ ہوگی اد کو ادغام کر کے اَوَّلُ کر لیا گیا۔ یہ اصل میں صفت ہے یعنی وہ جس پر اس کا غیر مرتب ہو اول ہونا مختلف اعتبار سے ہو سکتا ہے۔ زمانہ کے لحاظ سے مرتبہ اور ریاست کے لحاظ سے وضع و نسبت کے

اعتبار سے نظامِ صناعی کی حیثیت سے جب اس کو اللہ تعالیٰ کی صفت میں استعمال کیا جائے تو اس کے معنی اس ذات کے ہوں گے جس پر وجود میں کسی شے کو سبقت حاصل نہیں۔ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ اور اَوَّلَ کَافِرٍ میں اول کے معنی مقتدی اور پیشوا کے ہوں گے۔ [illegible]

اُولٰٓئِکَ ۔ وہ سب، اسم اشارہ ہے جمع کے لئے آتا ہے اور مشار الیہ قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے [illegible]

اُولَاتِ ۔ والیاں، اُولُو کی مونث، ذات کی جمع علیٰ غیر لفظہٖ۔ [illegible]

اَوْلَاد ۔ اولاد، وَلَدٌ کی جمع اولاد میں چھوٹے بڑے سب داخل ہیں [illegible] اَوْلَادًا [illegible]

اَوْلَادُکُمْ ۔ تمہاری اولاد، اَوْلَاد مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اَوْلَادُھُمْ ۔ ان کی اولاد، اَوْلَاد مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَوْلَادَھُنَّ ۔ ان (عورتوں) کی اولاد، اَوْلَاد مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَوَّلِنَا ۔ ہمارا پہلا، اَوَّل مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اُولُوْ ۔ والے، جمع ہے اس کا واحد نہیں آیا لیکن بعض ذُو کو اس کا واحد بیان کرتے ہیں۔ بحالتِ رفع اُولُوْ اور بحالتِ نصب و جر اُولِی ہوگا۔ [illegible]

اَوَّلُوْنَ ۔ پہلے، اگلے، اَوَّل کی جمع بحالتِ رفع اَوَّلُوْنَ آئے گا اور بحالتِ نصب و جر اَوَّلِیْنَ (ملاحظہ ہو اَوَّل) [illegible]

اَوْلٰی ۔ زیادہ لائق، زیادہ مستحق، زیادہ قریب ولی سے جس کے معنی پے درپے اور مسلسل واقع ہونے کے ہیں اور اسی لحاظ سے قریب ہونے کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ افعل التفضیل کا صیغہ، اس کا صلہ جب لام واقع ہوتا ہے تو یہ ذات اور دمگی کے لئے آتا ہے اس صورت میں خرابی اور برائی سے زیادہ قریب

اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہوں گے چنانچہ آیت شریف فَاَوْلٰى لَهُمْ (سو خرابی ہے ان کی) اور اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے) میں یہی معنی مراد ہیں۔ پ۱۰ ع۱۵ پ۱۲ ع۵ پ۲۶ ع۸ پ۱۷ ع۲۱ پ۱۸ ع۲۹

اُولٰى۔ پہلی، اگلی، اَوَّل کا مونث۔ قرآن مجید میں جہاں آخرت کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے وہاں اس سے عالم دنیا مراد ہے کیونکہ وہ آخرت سے پہلے ہے۔ پ ع۱۲ پ۱۹ ع۱۰و۱۱و۱۷ پ۲۰ ع۸و۱۰ پ۲۲ ع۱ پ۲۳ ع۹ پ۲۵ ع۱۵و۱۹ پ۲۷ ع۵و۷و۱۵ پ۳۰ ع۳و۱۲و۱۷و۱۸

اُولِى۔ والے، (ملاحظہ ہو اُولُوْ) پ ع۶و۹ پ ع۱۰ پ۷ ع۱۱ پ۸ ع۵و۸و۱۰ پ ع۴ پ۱۱ ع۳ پ۱۳ ع۹ پ۱۵ ع۱ پ۱۶ ع۱۲ پ۱۸ ع۹و۱۰و۱۳ پ۲۰ ع۱۱ پ۲۲ ع۱۳ پ۲۳ ع۱۳و۱۹ پ۲۴ ع۱۱ پ۲۶ ع۱۰ پ۲۸ ع۳و۱۸ پ۲۹ ع۱۳

اَوْلِيَاءُ۔ دوست، ساتھی، وَلِیٌّ کی جمع (ملاحظہ ہو وَلِیٌّ) پ۳ ع۱۱ پ۵ ع۷و۱۷ پ۶ ع۱۲و۱۳و۱۵ پ۸ ع۸و۱۰ پ۱۰ ع۶و۹و۱۵ پ۱۱ ع۱۲ پ۱۲ ع۳و۱۰ پ۱۳ ع۸ پ۱۵ ع۱۱و۱۹ پ۱۷ ع۳ پ۱۸ ع۱۷ پ ع۹ پ۲۱ ع۱۵ پ۲۵ ع۲و۶و۷و۱۸ پ۲۶ ع۲ پ۲۸ ع۲و۱۱

اَوْلَيٰنِ (دو) زیادہ قریب، اَوْلٰى کا تثنیہ پ۷

اَوْلِيَاءُكُمْ۔ تمہارے دوست، تمہارے رفیق، اَوْلِيَاءُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱ ع۱۷ اَوْلِيٰؤُكُمْ پ۲۴ ع۱۸

اَوْلِيَاءَهٗ۔ اس کے دوست۔ اَوْلِيَاءَ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۴ ع۱۸ پ۹

اَوْلِيَاؤُهُمْ۔ ان کے دوست، ان کے رفیق، اَوْلِيَاءُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲ ع۱ پ۸

اُولٰٓئِكَ۔ وہ سب، اسم اشارہ ہے جمع کے لئے آتا ہے اور مشار الیہ بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ ع۱و۲و۳ پ۱ ع۲و۹و۱۰و۱۴ پ۲ ع۳و۵و۶و۱۰و۱۱و۱۳ پ۳ ع۲و۶و۱۰ پ۳ ع۱۱و۱۶و۱۷ پ۴ ع۱و۲و۳و۵و۱۱و۱۲ پ۵ ع۱۱و۱۲و۱۵و۱۸ پ۶ ع۱و۶و۱۰و۱۳ پ۷ ع۱و۱۳و۱۵و۱۶ پ۸ ع۸و۹و۱۱و۱۲ پ۹ ع۶و۱۲و۱۵و۱۶ پ۱۰ ع۶و۸و۹و۱۵و۱۷ پ۱۱ ع۶و۸ پ۱۲ ع۲ پ۱۳ ع۷و۸و۹و۱۳ پ۱۴ ع۲۰ پ۱۵ ع۲و۴و۶و۸و۱۲ پ۱۶ ع۳و۷و۱۲ پ۱۷ ع۷و۱۳ پ۱۸ ع۱و۳و۶و۷و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۵ پ۱۹ ع۱و۴و۶و۱۲ پ۲۰ ع۹و۱۵ پ۲۱ ع۲و۵و۷و۱۰و۱۸ پ۲۲ ع۷و۱۱و۱۳ پ۲۳ ع۲و۱۰و۱۴و۱۷ پ۲۴ ع۱و۳و۱۰و۱۹ پ۲۵ ع۵و۷ پ۲۶ ع۳و۴و۶و۹ پ۲۶ ع۷و۱۳و۱۴ پ۲۷ ع۱۴و۱۷و۱۸ پ۲۸ ع۲و۳و۶و۸و۱۴و۱۵و۱۹ پ۲۹ ع۷و۱۱ پ۳۰ ع۵و۸و۱۵و۲۲

اُولٰٓئِكُمْ۔ وہ سب، ان سب۔ اُولٰٓئِكَ میں کاف خطاب واحد کا ہے اور اس میں جمع کا۔ پ ۵، پ ۲۴ ع ۱۰

اَوَّلِيْنَ۔ اگلے، پہلے، اَوَّلُ کی جمع (ملاحظہ ہو اَوَّلُوْنَ) پ ۷ ع ۹، پ ۹ ع ۱۸ و ۱۹، پ ۱۳ ع ۱ و ۹، پ ۱۵ ع ۲۰، پ ۱۸ ع ۲ و ۳ و ۵ و ۹، پ ۱۸ ع ۱۲، پ ۱۹ ع ۶ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵، پ ۲۰ ع ۲ و ۷، پ ۲۲ ع ۱۷، پ ۲۳ ع ۲ و ۸ و ۹، پ ۲۵ ع ۴ و ۱۳، پ ۲۶ ع ۲، پ ۲۷ ع ۱۳ و ۱۵، پ ۲۹ ع ۳ و ۲، پ ۳۰ ع ۸

اُوْلٰهُمْ۔ ان کی پہلی جماعت، اُوْلٰی مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اُوْلٰی) پ ۱۱

اُوْلٰهُمَا۔ ان دونوں میں سے پہلی۔ اُوْلٰی مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۱۵

اٰوَوْا۔ انہوں نے جگہ دی، اِيْوَاءٌ سے جس کے معنی فروکش کرنا اور جگہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۰ ع ۹

اْوُوْا۔ تم جا بیٹھو تم فروکش ہو جاؤ، اِيْوَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵ ع ۱۴

اَوْهَنَ سب سے بودا۔ وَهْنٌ سے جس کے معنی کمزور اور ضعیف ہونے کے ہیں فعل التفضیل کا صیغہ پ ۲۰

اٰوٰی۔ اس نے جگہ دی۔ اس نے اتارا۔ اِيْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۳ ع ۳ و ۵، پ ۳۰ ع ۱۸

اٰوِیْ۔ میں جا بیٹھوں گا، میں فروکش ہو جاؤں گا (ضَرَبَ) اُوِيٌّ سے۔ جس کے معنی اترنے اور فروکش ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۲ ع ۳ و ۴

اَوٰی۔ وہ اترا، وہ جا بیٹھا، اُوِيٌّ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۵ ع ۱۳

اٰوٰكُمْ اس نے تم کو ٹھکانا دیا۔ اٰوٰی صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰوٰی) پ ۹ ع ۱۷

اَوَيْنَا۔ ہم اترے، ہم فروکش ہوئے۔ اُوِيٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵ ع ۲۱

اٰوَيْنٰهُمَا۔ ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا۔ اٰوَيْنَا اِيْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ پ ۱۸ ع ۳

فصل الهاء

اَهَانَنِ اس نے میری اہانت کی۔ اس نے مجھے ذلیل کیا۔ اَهَانَ اِهَانَةٌ سے۔ جس کے معنی

ذلیل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ سہ

اَهَبَ۔ میں بخشوں۔ میں دے جاؤں، (فتح) وَهْبٌ سے جس کے معنی دینے اور بخشنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ

اِهْبِطْ تو اتر (ضَرَبَ) هُبُوْطٌ سے جس کے معنی اترنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ سہ

اِهْبِطَا تم دونوں اترو، هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ

اِهْبِطُوْا تم سب اترو۔ هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ پ

اِهْتَدَوْا۔ انہوں نے ہدایت پائی، انہوں نے سیدھی راہ پائی۔ اِهْتِدَاءٌ سے، جس کے معنی اپنے اختیار سے کوشش کر کے سیدھی راہ پکڑنے اور ہدایت حاصل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اگرچہ باعتبار لغت ھدی اور ھدایۃ میں کوئی فرق نہیں مگر ہدی کا لفظ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہدایت فرمانے کے لئے استعمال کیا ہے یعنی ہدایت کی جو نسبت اللہ تعالیٰ سے کا اعتبار سے ہے اس کے لئے ھدی کا لفظ مخصوص ہے اور اھتداء کا لفظ اس ہدایت کے ساتھ خاص ہے جس کا انسان اپنے اختیار سے قصد کرتا ہے۔ خواہ امور دنیوی میں ہو یا امور اخروی میں جیسے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (مگر جو مرد عورتیں اور بچے کہ بے بس ہیں نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ کہیں کا راستہ جانتے ہیں) کہ اس آیت میں اھتداء کا استعمال امور دنیویہ کے بارے میں راہ چلنے کے متعلق ہوا ہے اور اھتدوا کا لفظ جہاں قرآن مجید میں آیا ہے وہاں امور اخروی کے بارے میں ہدایت پانا مراد ہے۔ اھتدا کا استعمال کبھی ہدایت طلب کرنے یا اس کے لئے کوشش کرنے نیز کسی ہدایت یافتہ کی پیروی کرنے کے متعلق بھی ہوتا ہے پ پ پ پ پ

اِهْتَدٰی۔ وہ راہ پر آیا۔ اس نے ہدایت اختیار کی، اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ پ پ پ پ پ

اِهْتَدَيْتُ۔ میں نے سیدھا راستہ پایا۔ میں نے

ہدایت اختیار کی اِھْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ، واحد متکلم۔ پ ۱۱

اِهْتَدَيْتُمْ ۔ تم راہ پر ہوئے، تم نے ہدایت اختیار کی اِھْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

اِهْتَزَّتْ ۔ اس نے ترو تازہ ہو کر حرکت کی۔ اِھْتِزَازٌ سے جس کے معنی جھومنے۔ بل کھانے اور شادابی و ترو تازگی کی وجہ سے درخت کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہے۔ پ ۱۷ پ ۲۴

اُهْجُرْ ۔ تو دور رہ، تو چھوڑ دے۔ (نَصَرَ ھَجْرٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور دور رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ھَجَرَ) پ ۱۵ پ ۲۹

اُهْجُرْنِيْ ۔ تو میرے پاس سے دور ہو جا، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ ۱۶

اُهْجُرْهُمْ ۔ تو ان کو چھوڑ دے۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲۹ ۱۲

اُهْجُرُوْهُنَّ ۔ ان (عورتوں) سے دور رہو، ان کو جدا کرو، اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے۔ پ ۵

اَهْدِكَ ۔ میں تجھ کو راہ بتاؤں، (ضَرَبَ) اِھْدِ ہِدَایَۃٌ سے جس کے معنی راہ بتلانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم یہ اصل میں اَھْدِیْ تھا ی حذف ہو گئی ک ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ ۱۶

اَهْدِكُمْ ۔ میں تم کو راہ بتاؤں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۲۴

اِهْدِنَا ۔ تو ہم کو راہ بتلا۔ اِھْدِ ہِدَایَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱ پ ۲۳

اِهْدُوْهُمْ ۔ ان کو راستہ دکھلاؤ، ان کو ہدایت کرو، اِھْدُوْا ہِدَایَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ہدایت کے معنی اصل میں تو بہ لطف و نرمی راہ بتلانے کے ہیں مگر یہاں تہکم کے طور پر مبالغۂ معنوی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے جیسے بشارت کا فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے) میں۔ پ ۲۳

اَهْدٰى ۔ زیادہ راہ پانے والا، زیادہ ہدایت یافتہ ہِدَایَۃٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۵ پ ۸ پ ۹ پ ۲۰ پ ۲۱ پ ۲۵ پ ۲۹

اَهْدِيَكَ ۔ میں تجھ کو راہ بتلاؤں، اَھْدِیْ ہِدَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۳۰

أَهْدِيَكُمْ - میں تم کو راہ بتلاتا ہوں، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ سب

أَهُشُّ - میں پتے جھاڑتا ہوں، (نَصَرَ يَنْصُرُ) سے جس کے معنی کسی نرم چیز کو حرکت دینے (جیسے پتے وغیرہ جھاڑنے) کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ سب

أُهِلَّ - پکارا گیا۔ إِهْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اہلال کے معنی اصل میں چاند دیکھتے وقت آواز لگانے اور پکارنے کے ہیں۔ پھر ہر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک کہنے کو اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں اہلال کے وہی لغوی اور عرفی معنی یعنی نامزد کرنا آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں۔ پس جس جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر بت ہو یا جن یا خبیث روح یا پیر یا پیغمبر یا کوئی مکان یا تھان اور اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی اور تقرب حاصل ہوگا۔ اور وہ اس کی حاجت روائی کریں گے۔ سو وہ جانور حرام اور ما اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللہ میں داخل ہے۔ اور ایسا کرنے والا مشرک اور دائرۂ توحید سے خارج ہے خواہ وقت ذبح ذبیحہ پر بسم اللہ کہا جائے یا نہ کہا جائے اسی طرح وہ جانور جس پر وقت ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔

أَهْلٌ - والا۔ والے۔ وہ سب لوگ اَهْل کہلاتے ہیں جن کو مذہب یا نسب یا ان دونوں کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی رشتہ یا تعلق مثلاً ایک گھر یا ایک ہی شہر میں رہنا بسنا یا کسی مخصوص صنعت اور پیشہ میں شریک ہونا غرض کسی خاص صفت سے متصف ہونا ایک سلسلہ میں منسلک کر دے۔

أَهْلُ الْإِنْجِيلِ - انجیل والے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت۔ سب

أَهْلَ الْبَيْتِ - گھر والے، قرآن مجید میں اہل البیت کے الفاظ دو جگہ استعمال کئے گئے ہیں اول سورۂ ہود میں جبکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی جاتی ہے اور وہ اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنی کبر سنی کا خیال کرتے ہوئے بے ساختہ اس

بشارت کے متعلق کہا تھی ہیں اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ (یہ تو ایک عجیب بات ہے) اس پر فرشتے جواباً کہتے ہیں اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ (کیا تم امرِ الٰہی پر تعجب کرتی ہو تم پر اے گھر والو اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں) یہاں پر اہلِ بیت میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے داخل ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آیت میں خطاب خود ان ہی کی ذات سے ہے۔

دوسری جگہ سورۂ احزاب میں وارد ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (اے نبی کے گھر والو اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کی باتیں دور کر دے اور تم کو خوب پاک صاف کر دے) یہاں اہلِ بیت سے کیا مراد ہے اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف ازواجِ مطہرات مراد ہیں کیونکہ خطاب ان ہی سے ہو رہا ہے اور سیاقِ آیات ان ہی کے متعلق ہے جو یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ سے شروع ہو کر وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا پر ختم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں البیت سے بیت النبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عزت کدۂ مبارک مراد ہے۔ جس میں ازواجِ مطہرات سکونت پذیر تھیں وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں) اور وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (اور یاد کرو جن کی تلاوت کی جاتی ہے تمہارے گھروں میں) میں ازواجِ مطہرات کے ان حجروں ہی کا مذکور ہے جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے۔ بس اہلِ بیت سے مراد وہی ہونا چاہئیں جو اس مبارک گھر میں سکونت گزیں ہوں۔ ابنِ ابی حاتم اور ابنِ عساکر نے بروایت عکرمہ اور ابن مردویہ نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیتِ مذکورہ ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہ کو اس پر اس قدر شدید اصرار تھا کہ فرماتے ہیں اس امر کے متعلق جو کوئی چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔[1]

دوسری جماعت کا خیال ہے کہ آیت میں جن اہلِ بیت کا ذکر ہے ان سے مراد صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ اس وقت گھر میں یہ چاروں حضرات موجود تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کو کمبل میں لے کر فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں (اے اللہ) تو ان سے گندگی دور فرما اور ان کو بخوبی پاک صاف کر دے۔ ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے[1]۔ اس جماعت کا بڑا استدلال یہ ہے کہ آیت میں خطاب کے لیے جمع مذکر کی ضمائر استعمال کی گئی ہیں چنانچہ عَنْكُمْ اور يُطَهِّرَكُمْ فرمایا گیا اگر ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو عَنْكُنَّ اور يُطَهِّرَكُنَّ ہونا چاہیے تھا۔

علامہ قرطبی حافظ ابن کثیر اور ایک جماعت محققین کا قول ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ یہ چاروں حضرات بھی داخل ہیں۔ ازواج مطہرات کا داخل ہونا تو ظاہر ہے کہ وہی ان آیات کی اولین مخاطب ہیں جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حقیقی معنی میں سکونت گزیں تھیں اور حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا شمار اس لئے اہل بیت میں ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اہل بیت نسب میں داخل ہیں۔

رہا یہ استدلال کہ اگر اہل بیت سے ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو جمع مؤنث کی ضمیر آنی چاہیے تھی نہ کہ جمع مذکر کی محض لغو ہے کیونکہ عَنْكُمْ اور يُطَهِّرَكُمْ میں جو جمع مذکر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے وہ محض لفظ اہل کی رعایت سے استعمال کی گئی ہے۔ سورہ ہود کی آیت جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے خطاب کیا گیا ہے۔ ابھی آپ کی نظر سے گزری اہل عرب عموماً مونث سے تخاطب کرتے وقت جمع مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ حماسی شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہتا ہے ع فلا تحسبی انی تخشعت بعدکم (تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں تیرے بعد ذلیل ہو گیا) اسی طرح فرزدق اپنی اہلیہ سے کہتا ہے۔ ع

فان شئت حرمت النساء سواکم

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

(اگر تو چاہے تو میں تیرے سوا سب عورتوں کو (اپنے اوپر) حرام کر لوں

خود قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے جبکہ وہ اپنی اہلیہ محترمہ کو خطاب کر رہے ہیں جمع مذکر حاضر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے ارشاد ہے فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا (پس کہا اپنی اہلیہ سے کہ ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے) حدیث شریف اور اشعار عرب میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں. خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو اہل البیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے قصہ میں منقول ہے۔

فخرج النبي صلى الله عليه وسلم فانطلق الى حجرة عائشة فقال السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله فقالت وعليك السلام ورحمة الله كيف وجدت اهلك بارك الله لك فتقرى حجر نساءه كلهن يقول لهن كما يقول لعائشة ويقلن له كما قالت عائشة۔ [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں عرض کیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تمام حجروں میں تشریف لیجا کر وہی الفاظ فرمائے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائے تھے اور سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا.

بخاری کی اس حدیث سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ آیا ازواج مطہرات اہل البیت میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ اس میں صاف تصریح موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کو اہل البیت سے

[۱] ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم [۲] روح المعانی ج ۱۲ ص ۲۴ الطبع مصر

خطاب فرمایا ہے

اَهْلَ الذِّكْرِ - یاد رکھنے والے بعض علماء نے اس سے صرف یہود و نصاریٰ کو مراد لیا ہے لیکن رمانی، زجاج اور ازہری نے تصریح کی ہے کہ اہل ذکر سے گزشتہ امتوں کے حالات جاننے والے مراد ہیں خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔

اَهْلُ الْقُرٰى بستیوں والے۔

اَهْلُ الْكِتٰبِ - کتاب والے۔ اہل کتاب۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں اہل کتاب سے صرف یہود و نصاریٰ مراد ہیں، ارشاد ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ (اور یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے برکت والی۔ بس چاہیے کہ اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرو عجب نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی کہ تم یہ نہ کہو کہ خدا نے تو صرف دو جماعتوں (یعنی یہودیوں اور عیسائیوں) ہی پر کتاب نازل کی جو ہم سے پہلے تھے اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی) ظاہر ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ کے علاوہ اہل کتاب میں کوئی تیسری جماعت اور داخل ہوتی تو پھر طَآئِفَتَيْنِ کی بجائے طَوَائِف ہونا چاہیے تھا۔

اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ - مدینہ والے۔ شہر والے۔ آیت شریفہ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ (اور مدینہ کے بعض لوگ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں) اور مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (مدینہ والوں کو اور اس کے گرد کے بدویوں کو یہ نہ چاہیے کہ وہ رسول اللہ کی رفاقت سے پیچھے رہ جائیں) میں اہل مدینہ سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والے مراد ہیں اور وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ (اور آئے شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے) میں مدینہ بمعنی شہر ہے، اور مراد حضرت لوط علیہ السلام

۱؎ روح المعانی ج ۱۳ ص ۱۳۴ طبع مصر

کی بستی والے ہیں ۲۲ ۵

اَهْلِ النَّارِ - آگ والے، دوزخی، ۱۲

اَهْلِ بَيْتٍ - ایک گھر والے۔ اس سے مراد حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں

اَهْلَ قَرْيَةٍ ایک گاؤں والے۔ یہ قریہ کونسا تھا آیا انطاکیہ تھا یا اُبلّہ یا جزیرہ خضرا جو اندلس میں بتایا جاتا ہے، یا برقہ یا ابو حوران (جو آذربائجان میں تھا) یا ناصرہ جو ملک روم میں تھا آرمینیہ کا کوئی گاؤں تھا۔ اس کے تعین میں مختلف اقوال منقول ہیں جن کی صحت کی حقیقت خدا ہی کو خوب معلوم ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں سخت اختلاف کا پایا جانا اس امر کا مقتضی ہے کہ اس بارے میں کسی قول پر اعتماد نہ کیا جائے

اَهْلُ مَدْيَنَ - مدین والے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ مَدْيَنَ اور مَدْيَنَ) ۸

اَهْلَ يَثْرِبَ - یثرب والے، مدینہ والے، (ملاحظہ ہو يَثْرِبَ) ۱۸

اَهْلَكَ - تیرے گھر کے لوگ، تیرے گھر والے

اَهْلَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل) ۱۲، ۱۶، ۱۹

اَهْلَكَ - اس نے ہلاک کیا۔ اس نے غارت کیا اِهْلَاكٌ سے جس کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هَلَاكٌ مختلف معانی کے لئے آتا ہے (۱) کسی شئے کا اپنے ہاتھ سے نکل جانا اور دوسرے کے پاس موجود ہونا۔ جیسے هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ (میرے پاس سے میری حکومت جاتی رہی) (۲) کسی شئے کا بصورت استحالہ و فساد ہلاک ہو جانا جیسے يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ (کھیتیاں اور نسل کو تباہ کر دے) (۳) مر جانا جیسے وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ (ہمیں تو صرف زمانہ ہی مارتا ہے) (۴) کسی چیز کا عالم وجود سے بالکلیہ مٹ جانا اور معدوم ہو جانا آیتِ کریمہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (ہر چیز کو فنا ہے بجز ذاتِ الٰہی کے) میں اسی فنا کی طرف اشارہ ہے۔ (۵) عذاب چنانچہ یہاں ہلاکت سے عذاب ہی مراد ہے۔ کبھی ہلاک خوف اور فقر کے معنی

---

[۱] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۵۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ [۲] فتح الباری ج ۸ ص ۲۳۹ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

میں بھی استعمال ہوتا ہے

اَهْلَكْتُ۔ میں نے خرچ کر ڈالا۔ میں نے تباہ کر دیا۔ اِهْلَاكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم

اَهْلَكَتْهُ۔ اس کو تباہ کر گئی۔ اَهْلَكَتْ اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اَهْلَكْتَهُمْ۔ تو ان کو ہلاک کر دیتا۔ اَهْلَكْتَ اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اَهْلِكُمْ۔ تمہارے گھر والے، اَهْلِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْلِ)

اَهْلَكْنَا۔ ہم نے ہلاک کیا، ہم نے عذاب دیا۔ اِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اَهْلَكْنٰهَا۔ ہم نے اس کو ہلاک کیا۔ ہم نے اس کو عذاب دیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے

اَهْلَكْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اَهْلَكَنِیْ۔ اس نے مجھکو ہلاک کر دیا۔ اَهْلَكَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم

اُهْلِكُوْا۔ وہ ہلاک کئے گئے۔ ان کو عذاب دیا گیا۔ اِهْلَاكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اَهْلِنَا۔ ہمارے گھر والے۔ اَهْل مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

اَهْلُوْنَا۔ ہمارے گھر والے، اَهْلُوْ اصل میں اَهْلُوْنَ تھا اَهْل کی جمع بحالت رفع اضافت کے سبب سے ن گر پڑا نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

اَهْلِهٖ۔ اس کے گھر والے، اس کی بیوی، اس جگہ کے رہنے والے۔ اَهْل مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل)

اَهْلُهَا۔ اس مقام کے رہنے والے۔ اس کے مالک اس (عورت) کے گھر والے۔ اَهْل مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل)

پ۵/۳و۵و۷ پ۸/۲ پ۹/۳و۲و۴ پ۱۱/۸ پ۱۳/۱۰و۱۲ پ۱۵/۲۲
پ۱۶/۱و۵ پ۱۸/۱۰ پ۱۹/۱۸ پ۲۰/۳و۵و۹و۱۹ پ۲۶/۱۱

اَهْلِهِمْ۔ ان کے گھر والے، اَهْل مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل) پ۱۲/۳ پ۲۳/۸ پ۳۰

اَهْلِهِنَّ۔ ان (عورتوں) کے گھر والے، ان کے اولیاء۔ اَهْلِ مضاف هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۵

اَهْلِي۔ میرے گھر والے۔ اَهْل مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۲/۴ پ۱۶/۱۱ پ۱۹/۱۲

اَهْلِيْكُمْ۔ تمہارے گھر والے۔ اَهْلِيْ اصل میں اَهْلِيْنَ تھا، اَهْل کی جمع بحالتِ نصب وجر، اضافت کے باعث نون گر پڑا کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۷/۲ پ۲۸/۱۹

اَهْلِيْهِمْ۔ ان کے گھر والے، اَهْلِيْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۳/۱۹ پ۲۵/۹ پ۲۶/۱۰

اَهَمَّتْهُمْ۔ ان کو فکر میں ڈال دیا۔ اَهَمَّتْ اِهْمَام سے، جس کے معنی فکر میں ڈال دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۴

اَهْوَآءَ۔ خواہشیں، خیالات هَوٰی کی جمع (ملاحظہ ہو هَوٰی) پ۶/۱۲ پ۹ پ۱۸/۲۵

اَهْوَآءَكُمْ۔ تمہاری خواہشیں، اَهْوَاءَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۲

اَهْوَآءَهُمْ۔ ان کی خواہشیں، اَهْوَاءَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۲ پ۴ پ۱۱ پ۱۶ پ۱۳ پ۱۴ پ۲۸ پ۲۷ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۸

اَهْوَنُ۔ بڑا آسان، بہت ہی سہل هَوْنٌ سے جس کے معنی آسان اور سہل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۱

اَهْوٰى۔ اس نے دے پٹکا۔ اِهْوَاءٌ سے جس کے معنی اٹھا کر دے پٹکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷

فصل الیاء المثناۃ

اِيْ۔ ہاں، البتہ، حرفِ جواب ہے بمعنی نَعَمْ اور ہمیشہ قسم سے پہلے آتا ہے پ۱۱

اَيٌّ۔ کونسا، جس، کس کس، کیا کیا۔ یہ استفہامیہ بھی ہوتا ہے اور شرطیہ بھی، صفت بھی واقع ہوتا ہے

اور جس پر الف لام داخل ہو اس کی ندا کا صلہ بھی نیز موصولہ بھی ہوتا ہے مگر احمد بن یحییٰ نے اس کے موصولہ ہونے سے انکار کیا ہے ہاں موصوفہ نہیں ہوتا لیکن اخفش کے خیال میں موصوفہ بھی ہوتا ہے۔[1] پ۷/۸ و ۱۵، پ۹/۱۳، پ۱۵/۱۲، پ۱۶/۸، پ۱۹/۱۵، پ۲۱/۱۲، پ۲۲/۱۲، پ۱۵/۱۷، پ۲۷/۷ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳، پ۲۹/۲۱ و ۲۲، پ۳۰/۵ و ۹، آیاب پ۱۵/۱۲

اَیَابَھُمْ ان کا لوٹنا، ان کا واپس آنا، اِیَاب، اَبَ یَؤُوْبُ کا مصدر، مضاف ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳۰/۱۲

اٰیَاتٌ نشانیاں، آیتیں، احکامِ خداوندی۔ اٰیَۃٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اٰیَۃ) پ۱/۴ و ۱۲ و ۱۴، پ۲/۳ و ۴، پ۳/۱۱ و ۱۳ و ۱۴، پ۴/۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵، پ۵/۱ و ۳ و ۴ و ۱۱، پ۶/۱۷، پ۶/۲ و ۱۳، پ۷/۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹، پ۸/۲ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳، پ۹/۳ و ۶ و ۱۲، پ۱۰/۳ و ۸، پ۱۱/۹ و ۸ و ۱۲ و ۱۳، پ۱۱/۱۳ و ۱۵، پ۱۲/۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴، پ۱۳/۷ و ۱۲ و ۲۰، پ۱۴/۵ و ۸ و ۹، پ۱۳/۱۷ و ۲۰، پ۱۵/۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۰، پ۱۶/۳ و ۷ و ۱۱ و ۱۶، پ۱۷/۹، پ۱۸/۳ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴، پ۱۹/۳ و ۵ و ۱۶، پ۲۰/۳ و ۴ و ۵، پ۲۰/۱۲ و ۱۵، پ۲۱/۱ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۵، پ۲۱/۱۶، پ۲۲/۱ و ۸

پ۲۳/۲، پ۲۴/۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴، پ۲۵/۵ و ۱۵ و ۱۶، پ۲۵/۱۷ و ۱۸ و ۲۰، پ۲۶/۳ و ۴ و ۱۸، پ۲۶/۵ و ۷ و ۱۸، پ۲۸/۱ و ۱۱ و ۱۸، پ۳۰/۸

اٰیٰتِکَ تیرے احکام، تیری آیتیں۔ اٰیَات مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱/۱۵، پ۱۹/۱۶، پ۲۰/۸

اٰیٰتِنَا ہماری نشانیاں، ہماری آیتیں، ہمارے احکام، اٰیَات مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱/۴، پ۲/۲، پ۳/۱۰، پ۵/۵، پ۶/۹، پ۷/۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳، پ۸/۵ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶، پ۹/۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲، پ۱۰/۱۳ و ۱۸، پ۱۱/۶ و ۷ و ۸ و ۱۳ و ۱۴، پ۱۲/۹، پ۱۳/۱۳، پ۱۳/۹، پ۱۴/۱ و ۱۱ و ۱۳، پ۱۵/۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۹، پ۱۶/۶ و ۱۳ و ۱۹، پ۱۸/۳، پ۱۹/۲ و ۳ و ۹، پ۲۰/۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹، پ۲۱/۱ و ۵ و ۸ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۳، پ۲۲/۵ و ۱۵ و ۱۶، پ۲۳/۸ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹، پ۲۵/۱ و ۵ و ۱۱ و ۱۱، پ۲۵/۱۳ و ۱۶ و ۱۹، پ۲۶/۱، پ۲۷/۱۰ و ۱۸، پ۲۸/۱۵، پ۲۹/۳ و ۱۵، پ۳۰/۱ و ۸ و ۱۵

اٰیٰتِہٖ اس کی آیتیں، اس کی نشانیاں اس کے احکام، اٰیَات مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۹، پ۲/۶ و ۱۱ و ۱۵، پ۳/۸، پ۴/۱ و ۷ و ۱۶، پ۵/۱ و ۱۱، پ۶/۱۵، پ۸/۱۲، پ۹/۱۵، پ۱۰/۱۶ و ۱۶

پ۱۴/۱۴ پ۱۸/۱۲ پ۴/۳ پ۱۱/۶و۸و۱۳ پ۲۲/۱۲ پ۲۲/۷و۱۴و۱۵و
پ۲۲/۱۹ پ۲۵/۴و۵و۶ پ۲۸/۱۱

ایاتھا ۔ اس کی نشانیاں، آیات مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۴/۲

ایاتی ۔ میری نشانیاں میری آیتیں، میرے احکام آیات مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱/۵
پ۷/۱۱ پ۸/۲و۱۵ پ۹/۶ پ۱۵/۲۰ پ۱۶/۳و۱۱ پ۱۴/۲ پ۱۸/۲و۹
پ۱/۲ پ۲۲/۲ پ۲۵/۲۰

ایاک ۔ تجھ ہی سے۔ تجھ ہی کو۔ واحد مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ ایا کے ساتھ جب یاء متکلم کاف خطاب، ہاء غائب اور دیگر فروع متکلم و مخاطب و غائب لاحق ہوتے ہیں تو اس وقت یہ ضمیر منصوب منفصل ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اسم ظاہر ہے جو ضمائر کی طرف مضاف ہوتا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ رہی یہ بحث یہ کہ یہ مع لواحق کے ضمیر ہے یا تنہا یا لواحق حروف ہیں یا یہ حرف ہے یا لواحق اسماء ہیں اور ایاں کی طرف مضاف یا صرف لواحق ضمائر ہیں اور ایا زائدہ ہے تاکہ اس سے ضمائر کا اتصال ہو سکے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں جو کتب نحو میں مذکور ہیں۔

ایاکم ۔ تم سب کو۔ جمع مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ پ۵/۱۹ پ۵/۴ پ۱۰/۲ پ۲۲/۹و۱۱ پ۲۸/۶

ایام ۔ دن، اوقات، یوم کی جمع۔ یوم سے عموماً طلوعِ آفتاب سے لیکر غروب تک کا وقت مراد ہوتا ہے اور کبھی اس سے زمانہ کی کوئی مدت یا مطلق وقت مراد لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارے میں ستۃ ایام کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں بعضوں نے ان سے چھ اوقات مراد لئے ہیں اور بعض نے چھ دن۔ ظاہر ہے کہ ان دنوں سے مراد ہماری دنیا کے دن تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس وقت زمین آسمان چاند سورج تھے ہی کہاں جو یہ دن ہوتے۔[1] پس لامحالہ ان چھ دنوں سے مراد ان کی مقدار ہوگی۔ جمہور کا خیال ہے کہ ان سے مراد ہماری دنیاوی دنوں کی مقدار ہے لیکن ابنِ جریر اور ابن ابی حاتم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۲۵۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

ضحاک اور کعب احبار سے راوی ہیں کہ ان میں سے ہر دن ایک ہزار برس کا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے الرد علی الجہمیہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے امام ابن جریر اور متاخرین کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے ہے[1] اور یہی قول زیادہ قرین صحت معلوم ہوتا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یوم) ...

آیَامَ اللّٰهِ۔ اللہ کے دن۔ آیَام مضاف اللّٰهِ مضاف الیہ۔ اللہ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سرکشوں سے انتقام لے اور ان کی بدکرداری کے عوض ان کو عذاب دے یا اپنے فرمانبردار بندوں کو مخصوص فضل واکرام نوازے۔ ابن السکیت نے تصریح کی ہے کہ عرب ایام کو وقائع کے معنی میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے فلان عالم بایام العرب یعنی وہ عرب کے واقعات وحالات کا عالم ہے۔ نسائی ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، نیز بیہقی شعب الایمان میں اور عبد اللہ بن احمد زوائد المسند میں حضرت ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایام اللہ" کی تفسیر اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات سے فرمائی ہے ابن ابی حاتم نے ربیع سے قرون اولیٰ میں وقائع الٰہی کے معنی نقل کئے ہیں[2]۔

اَلْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ۔ گزرے دن۔ الایام موصوف الخالیۃ صفت۔ مراد دنیوی زندگی کے گزرے ہوئے دن ہیں۔ علماء سلف میں کی مجاہد، ابن جبیر، وکیع اور عبد العزیز بن رفیع نے روزوں کے دن مراد لئے ہیں[3]۔

اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ۔ گنتی کے چند دن۔ ایام موصوف معدودات صفت۔ ان سے مراد ایام منیٰ یعنی ایام تشریق ہیں یہ ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ جن میں حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں قیام کا حکم ہے۔ ان دنوں میں رمی جمار یعنی کنکریوں کے مارتے وقت نیز ہر نماز فرض کے بعد تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ ان دنوں میں

[1] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [2] فتح القدیر ج ۳ ص ۹۰ [3] البحر المحیط ج ۸ ص ۳۲۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

چاہیے کہ دیگر اوقات میں بھی ذکر الٰہی کی کثرت رہے۔ ✦

اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ۔ کئی دن جو معلوم ہیں۔

اَیَّامٍ موصوف مَّعْلُوْمَاتٍ صفت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے قربانی کے تین دن مراد ہیں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری، ابراہیم نخعی، اور قتادہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بتاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن منقول ہیں یعنی دسویں گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخیں۔[1] ✦

اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ۔ گنتی کے چند روز

اَیَّامًا موصوف مَّعْدُوْدَاتٍ صفت آیت شریفہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ (اے ایمان والو تم پر بھی اسی طرح روزہ فرض کیا گیا جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ (یہ گنتی کے چند روز ہیں) میں اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے مراد ماہ رمضان ہے۔ لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء سے مروی ہے کہ ان سے مراد ہر ماہ میں روزہ کے تین دن ہیں جن کی فرضیت رمضان کے نازل ہونے کے بعد منسوخ ہو گئی۔[2]

قرآن مجید نے جو یہودیوں کا مقولہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ (کہ ہم کو بجز چند دنوں کے ہرگز آگ نہ چھو سکے گی) نقل فرمایا ہے۔ ان چند دنوں کے تعین میں یہودیوں میں باہمی اختلاف تھا۔ بعض سات دن بیان کرتے تھے بعض چالیس روز بعض چالیس سال اور بعض بلوغ سے قبل کے زمانہ کو نکال کر ہر شخص کی بقیہ مدت العمر بتاتے تھے۔[3]

ب ✦ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً ✦

اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ۔ مصیبت کے کئی دن۔

چند منحوس دن۔ مجاہد اور قتادہ کا بیان ہے کہ آخر

---

[1] احکام القرآن للامام جصاص ج ۳ ص ۲۸۷ و ۲۸۸۔ [2] ایضاً ج ۱ ص ۲۰۳۔

[3] تفسیر عزیزی ص ۳۰۶ طبع مجتبائی دہلی۔

شوال میں بدھ کے دن سے شروع ہو کر بدھ ہی کے دن ختم ہوئے۔ سات رات اور آٹھ دن لگاتار قوم عاد پر ہوا کا طوفان چلتا رہا۔

أَيَامَىٰ۔ بغیر بیوی والے مرد۔ بغیر شوہر والی عورتیں، أَيِّمٌ کی جمع۔ ابو عمرو اور کسائی نے تصریح کی ہے کہ اہلِ لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ ایمہ اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو خواہ وہ عورت کنواری ہو یا بیوہ، ابو عبید کا بیان ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے متعلق ایم کا لفظ آتا ہے لیکن اس کا بیشتر استعمال عورتوں ہی کے بارے میں ہوتا ہے مردوں کے متعلق اس کا استعمال گویا بطورِ استعارہ ہے۔

أَيَّانَ۔ کب۔ متیٰ کے قریب المعنی ہے اور کسی شے کا وقت دریافت کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے بعض لوگ اس کی اصل أَيَّ أَوَانٍ بمعنی کونسے وقت کے بتلاتے ہیں۔ الف کو حذف کرکے واو کو یا کیا گیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کردیا أَيَّانَ ہو گیا

إِيَّانَا۔ ہم کو۔ جمع متکلم کی ضمیر منصوب منفصل۔ (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ)

إِيَّاهُ۔ اسی کو۔ اسی سے۔ واحد مذکر غائب کی ضمیر منصوب منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ)

إِيَّاهُمْ۔ ان کو۔ جمع مذکر غائب کی ضمیر منصوب منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ)

إِيَّايَ۔ مجھ کو۔ مجھ سے۔ واحد متکلم کی ضمیر منصوب منفصل

إِئْتِ۔ لے آ۔ آ۔ (ضَرَبَ) إِتْيَانٌ سے جس کے معنی آنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ جب اس کے صلہ میں با آتی ہے تو یہ متعدی بمعنی لانے کے ہو جاتا ہے فَأْتِ

إِيْتَاءٌ۔ دینا۔ عطا کرنا۔ بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے قرآن مجید میں اس کا استعمال بیشتر صدقہ دینے کے بارے میں ہوا ہے۔

آيَتُكَ۔ تیری نشانی۔ آیۃ مضاف۔ کَ

سلہ فتح القدیر ج ۴ ص ۲۹۶، ۲۹۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ سلہ ایضاً ج ۴ ص ۳۶

ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو آیۃ)
۱۲/۴۴ ۱۲/۳۴

اِئْتِنَا - ہمارے پاس آ۔ ہم پر لے آ۔ اِئْتِ صیغہ امر۔ نا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو ائتِ) ۱۵/۷ ۱۶/۴ ۱۸/۷
۱۲/۳۸ فَأْتِنَا ۱۹/۳ ۲/۳ ۲/۲

اِئْتُوا - تم آؤ۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر
۱۲/۹۳ ۲/۲۳ فَأْتُوا ۲/۲۳ ۱۲/۵۹ ۲/۲۳ ۲/۲۳ ۵/۹۳
۲۰/۶۴ ۸/۳۸ ۱۵/۳۱ وَأْتُوا ۸/۳۸

اِئْتُونَا - تم ہمارے پاس لاؤ۔ اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے۔ ۱۴/۱۰

اِئْتُونِی - میرے پاس لاؤ میرے پاس آؤ۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۲/۵۹ ۱۲/۵۹
۱۲/۵۹ ۲۶/۴۶ وَأْتُونِی ۱۲/۹۳ ۱۲/۵۰

اِئْتُوهُنَّ ان (عورتوں) کے پاس جاؤ۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے ۲/۲۲۲

اَیُّهَا - اے۔ اَیُّ بحالتِ ندا منادی معرف باللام کو حرفِ ندا سے ملاتا ہے اور ھا حرفِ تنبیہ جو اَیُّ اور اپنے بعد کے اسم معرف باللام کے درمیان فصل کے لئے استعمال ہوتا ہے ۲/۲۱ ۲/۱۰۴

اِئْتِیَا - تم دونوں جاؤ۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۲۰/۴۳ فَأْتِیَا ۲۰/۴۷

اِئْتِیَاهُ - تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۲۰/۴۷

اٰیَتَیْنِ - دو نشانیاں۔ دو نمونے (ملاحظہ ہو آیۃ) ۱۷/۱۲

اَیْدِیْ - ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع۔ جس کے معنی ہاتھ کے ہیں۔ اصل میں اَیْدِیُ تھا تنوین کے باعث ی گر پڑی ۲/۷۹

اَیْدٍ - قوت۔ قوی ہونا۔ اَدَ یَئِیْدُ کا مصدر ۳۸/۱۷

اَیَّدْتُّكَ میں نے تیری مدد کی۔ اَیَّدْتُّ تَاْئِیْدٌ سے جس کے معنی مدد کرنے اور قوت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۵/۱۱۰

اَیَّدَكَ - تیری تائید کی تجھ کو قوت پہنچائی۔ اَیَّدَ تَاْئِیْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۸/۶۲

اَیَّدَكُمْ تم کو قوت دی۔ تمہاری مدد کی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۸/۲۶

اَیَّدْنَا - ہم نے قوت دی۔ تَاْئِیْدٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲/۸۷

أَيَّدْنٰهُ ۔ ہم نے اس کو قوت دی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱ پ۳

أَيَّدَهٗ ۔ اس کی مدد کی۔ أَيَّدَ فعل ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۰

أَيَّدَهُمْ ۔ ان کی مدد کی۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۸

أَيْدِیْ ۔ ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یَدٌ) پ۸ پ۱۲ پ۱۱ پ۲۸ پ۳۰ پ۵ [illegible]

أَيْدِيْكُمْ ۔ تمہارے ہاتھ، أَيْدِيْ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۸ پ۱۰ [illegible]

أَيْدِيْنَا ۔ ہمارے ہاتھ۔ أَيْدِيْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۲ پ۲۳ [illegible]

أَيْدِيْهِمْ ۔ ان کے ہاتھ۔ أَيْدِيْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

أَيْدِيْهِمَا ۔ ان دونوں کے ہاتھ۔ أَيْدِيْ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ۶

أَيْدِيْهِنَّ ۔ ان (عورتوں) کے ہاتھ۔ أَيْدِيْ مضاف هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۲ پ۲۸

أَئِذَا ۔ کیا جب، اصل میں أَإِذَا تھا۔ دوسرے الف کو ہمزہ سے بدل لیا گیا۔ پہلا الف استفہام انکاری کا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوا، اور إِذَا) پ۱۵

ائْذَنْ ۔ تو رخصت دے، تو اجازت دے۔ (ء ذ ن) إِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۰ فَأْذَنْ پ۱۵

أَيْقَاظًا ۔ جاگنے والے۔ يَقِظٌ کی جمع جو صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور جس کے معنی جاگنے والے کے ہیں۔ پ۱۵

أَيُّكُمْ ۔ تم میں سے کون۔ أَيٌّ استفہامیہ مضاف ہے كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۵ [illegible]

أَيْكَةٌ ۔ ایک بن۔ گھنا جنگل۔ درختوں کا جھنڈ۔ یہ یا تو شہر کا نام ہے یا بن کا۔ چونکہ اصحاب الأيكة

اس مقام پر بستے تھے اس لئے اس کی طرف منسوب ہوئے۔ نافع، ابن کثیر اور ابن عامر نے سورۂ شعرا اور ص میں لَیْکَۃَ غیر منصرف پڑھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکہ معنی بن کے نہیں بلکہ اس مقام کا نام ہے۔ ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے کہ مکہ اور بکہ کی طرح لیکۃ خاص شہر کا نام ہے اور ایکۃ تمام ملک کا۔[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ شعراء میں مذکور ہے کہ لیکۃ اور ایکۃ، ایکی کی جمع ہے۔ جس کے معنی درختوں کے جھنڈ کے ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی اس کے متعلق لکھتے ہیں کذا فی النسخ وھو غیر صحیح والصواب ان یقال و اللیکۃ والایکۃ مفرد ایک او یقال جمعھا ایك (بخاری کے نسخوں میں ایسا ہی ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اس طرح کہنا درست ہے کہ لیکۃ اور ایکہ ایك کا مفرد ہے یا یوں کہا جائے کہ اس کی جمع ایك ہے)[2] اسی طرح مجدالدین فیروزآبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ بمنزلہ وہم ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

اَخْضَبُ اَلْاَیْکَتِی ۲۲ ب ۱۱ پ ۲۴ ب ۱۱

اِیْلَافٌ۔ مانوس رکھنا۔ الفت کرنا۔ بروزن اِفْعَال مصدر ہے۔ ۳۰ ب

اَیُّمَا۔ جونسی۔ یہاں اَیّ شرطیہ ہے اور مَا زائدہ بعض مَا کو نکرہ بتلاتے ہیں۔ ۳۰ ب

اِیْمَانٌ۔ ایمان۔ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں یعنی خبر دینے والے کے حکم کا یقین کرنا اس طرح کہ حکم قبول کیا جائے اور بتانے والے کو سچا قرار دیا جائے یہ مصدر ہے بروزن اِفْعَال آمَنٌ سے ماخوذ ہے گویا ایمان لانے کا مطلب ہے کہ جس پر ایمان لایا جائے اس کو تکذیب و مخالفت کے امن دیدیا جائے اس کا تعدیہ کبھی بذریعہ لام ہوتا ہے اور کبھی بذریعہ با۔ اول صورت میں اذعان (یقین محکم) کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں اعتراف (تسلیم و انقیاد) کے۔ جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بغیر اعتراف کے تصدیق کا اعتبار نہیں۔ کبھی باعتبارِ حقیقت عرفیہ یا بطورِ مجاز وثوق کے معنی میں بھی ایمان کا

[1] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷، ص ۳۷ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [2] ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۹ ص ۸۷ طبع مصر

استعمال ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ وثوق کر لیا امن میں ہو گیا۔ اور شرعاً ایمان کے معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام تعلیمات کی تصدیق کرنا جن کے متعلق بالضرورت معلوم ہے کہ یہ آپ کی تعلیم ہے۔ جس چیز کا تفصیلی علم ہے اس کی تفصیلی طور پر اور جس کا اجمالی علم ہے اس کی اجمالی طور پر تصدیق کرنا۔ جمہور محققین کا یہی مذہب ہے۔[1]

[illegible] اِیْمَانًا [illegible]

اَیْمَان۔ قسمیں۔ یَمِیْنٌ کی جمع۔ یمین کے معنی اصل میں تو داہنے ہاتھ کے ہیں۔ معاہدہ کرنے والا اور حلیف۔ جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے۔ یمین حلف کے معنی میں اسی فعل سے مستعار لیا گیا ہے

[illegible]

اِیْمَانِکُمْ۔ تمہارا ایمان۔ اِیْمَانٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ آیت شریفہ وَ مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ (اللہ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کر دے) میں ایمان سے مراد مجازاً نماز ہے۔ گویا لازم بول کر ملزوم مراد لیا گیا ہے۔ اِیْمَانٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

[illegible]

اَیْمَانِکُمْ۔ تمہاری قسمیں۔ تمہارے ہاتھ۔ اَیْمَان یَمِیْنٌ کی جمع جس کے معنی داہنے ہاتھ کے ہیں اور مجازاً قسم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

[illegible]

اِیْمَانِہٖ اس کا ایمان۔ اِیْمَانٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اِیْمَانِھَا۔ اس کا ایمان لانا۔ اِیْمَانُ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَیْمَانِھِمْ۔ ان کے ہاتھ، ان کی قسمیں اَیْمَان مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

[illegible]

[illegible]

اِیْمَانِھِمْ۔ ان کا ایمان لانا۔ ایمان مضاف

[1] روح المعانی ج ۱ ص ۱۰۳ طبع مصر۔

هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

[illegible]

اَیْمَانُهُنَّ۔ ان (عورتوں) کے ہاتھ۔ اَیْمَانُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ

[illegible]

اِیْمَانِهِنَّ۔ ان (عورتوں) کا ایمان۔ اِیْمَانِ مضاف هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَیْمَنِ۔ دایاں۔ داہنی جانب۔ صفت مشبہ ہے۔ بعض اس کو یُمْنٌ سے ماخوذ بتاتے ہیں جس کے معنی برکت کے ہیں۔ اس صورت میں اس کے معنی بابرکت کے ہوں گے۔ [illegible]

اَئِمَّةَ۔ پیشوا۔ مقتدا۔ رہنما۔ اَمَامٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَمَامًا) [illegible]

اَیْنَ۔ کہاں۔ ظرف ہے۔ جس طرح مَتٰی سے زمان کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اسی طرح اَیْنَ سے مکان دریافت کیا جاتا ہے۔ [illegible]

[illegible]

اَیُّنَا۔ ہم میں سے کون۔ اَیُّ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ یہاں اَیُّ استفہامیہ ہے [illegible]

اَیْنَمَا۔ جہاں کہیں۔ جس طرف۔ یہاں اَیْنَ شرطیہ ہے اور مَا موصولہ [illegible]

[illegible]

اَیُّوْبَ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کا صبر و شکر مشہور ہے۔ ایوب عجمی نام ہے جو عجمیت اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے۔ علامہ عینی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پانچ مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے۔[1] مگر یہ صحیح نہیں قرآن مجید میں حضرت ایوب کا نام صرف چار سورتوں میں آیا ہے۔ نساء، انعام، انبیاء اور ص، نساء اور انعام میں صرف نام لیا گیا ہے اور سورہ انبیاء اور سورہ ص میں کسی قدر تفصیل سے ذکر ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیوں کا دل ان پر آ گرا آپ مٹھیاں بھر بھر کر کپڑے میں رکھنے لگے

[1] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۸۶۔

پروردگارِ عالم نے ندا دی کہ ایوب جو کچھ تمہیں نظر آیا کیا ہم نے اس سے تم کو غنی نہیں کیا۔ عرض کیا پروردگار بجا ہے لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز کیوں کر ہو سکتا ہوں[1] حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق کتبِ حدیث میں اور بھی روایتیں مذکور ہیں جو غرابت و نکارت سے خالی نہیں[2]

[illegible]

آیَةٌ۔ آیت، نشانی، حکمِ خداوندی، پیغامِ الٰہی، دلیل، معجزہ۔ آیت کے معنی اصل میں ظاہری نشانی کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے قرآن مجید کی آیت کو آیت کہتے ہیں کہ وہ گویا کلام کے ختم ہو جانے کی علامت ہے۔ بعض اس کی وجہِ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آیت کے معنی جماعت کے بھی آتے ہیں اور آیتِ قرآنی میں حروف کا ایک حصہ جمع ہوتا ہے اس لئے اس کو آیت کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں چونکہ یہ اعجازِ قرآنی کی نشانی ہے اس لئے اس کو کہا گیا۔ [illegible]

[illegible]

أَيُّهَا۔ اے۔ ندا میں جب منادی پر ال داخل ہو تو مذکر میں أَيُّهَا اور مؤنث میں أَيَّتُهَا کے ساتھ بڑھایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو أَیٌّ، أَيَّتُهَا) [illegible]

[illegible]

أَيُّهُمْ۔ ان میں کون۔ أَيُّ استفہامیہ مضاف ہے اور هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ تعالیٰ وایوب اذ نادیٰ ربہ الآیۃ [2] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱ ص ۲۲۴ طبع مصر ۱۳۵۱ھ اور فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۴۲۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ